

اِنَّ هٰذِهِ نَذْرٌ كَبِيْرٌ مِّنْ مَّتَا اَتَّخِذَ اِلٰى سَرِيْرَتِهٖ سَبِيْلًا

الحمد لله والحمد لله كرهه جامعه اوليا الله وصوميه كرام اردو اسلام باقر دہم

المعاذہ

# نعمت عظمیٰ

حصہ اول

حکو

حاج مولانا سید عبد العزیز صاحب فاضل اسٹاک کوٹھن صرل سرکار علی نظام

و مترجم کتاب لود اسف ملوہر و کلم الروحایہ و مصف مقیع حقوق سوال لے عالم ربانی

عموت الصمدانی امام عبد الوہاب شاعرانی کی مشہور و مترجم کتاب طغات الکمری سے

جو عربی زبان میں ہے صاف و سلیس و نا محاورہ اردو میں ترجمہ کیا

محمد تیر الدین حال میجر کے اہتمام سے

محمد ابراہیم خان اکبر آبادی مطبع شمس کی گروہ میں طبع ہوا

اِنَّ هٰذِهِ نَذْرٌ كَبِيْرٌ مِّنْ مَّثَآءٍ اَتُخَذَ اِلٰى سِرَابٍ سَبِيْلًا

الحمد لله والمسه كنه ذكره جامعه اولياء الله وصوميه كرام ارمده اسلام باقرن دهم

المعالمه

# نعمت عظمیٰ

حصہ اول

حسکو

حساب مولانا سید عبدالعزیز صاحب دارالاسیٹ اکوٹسٹ حری سکر علی نظام

و مترجم کتاب لوداسف طوہر و کلام الروایہ و مصنف سقیع حقوق سوال لے عالم رانی

عوت الصمدی امام عبدالوہاب شعلانی کی مشہور و معتبر و مستند کتاب طبعات الکفری سے

جو عربی رمان میں ہے صاف و سلیس و محاورہ اُردو میں ترجمہ کیا

محمد تہ الدین حان میجر کے اہتمام سے

مجلد اربعہم خان کبریا دہلی مطبعہ سی گاہ میں طبع ہوا

# فہرست آثار اولیاء اللہ جنکے تذکرہ اس حصہ میں درج ہیں بہ ترتیب حروف تہجی

الف	صفحہ	نام	صفحہ	نام	صفحہ
آؤدی، آدم بن محمد بن اسلم	۳۴	الود عساری	۷۴	احمد بن مسروق	۲۹۸
۲۔ رملہ	۲۱۴	ابو الطالہ	۱۱	اسود بن دبحی	۸۸
ابراہیم بن ادہم	۲۲	الوعیدہ سری	۲۸۷	اعمش	۱۴۱
ابراہیم بن اسماعیل حواص	۳۱۱	لوعیدہ بن الحراج	۶۴	امہ الخلیل	۲۱۲
ابراہیم بن سبی	۱۳۳	الوعیدہ حواص	۱۹۰	ام ہارون	۲۱۲
ابراہیم بن علی	۱۳۲	الوعثمان حیری	۲۷۷	ادراعی	۱۴۵
ابراہیم بن ہروی	۲۶	الوعمرہ بن سبی	۳۲۴	ادیس خولانی	۱۴۲
اس عطار	۲۸	الوعلم حوالی	۹	ادیس قرنی	۸۳
اس الساک	۱۶۳	الوالہا بن عمرو	۱۴۷	<b>ب</b>	
اس الماکد عددا اللہ	۱۸۷	الوجیم اصعبالی	۲۷		
الوکبر بن عیاس	۱۹۸	الوجہیدہ	۷۵	ماہر امام	۱
الوکبر بن محمد بن التمرہ بن	۳۲۵	الوجہیدہ لسطای	۲۴۳	ماہر بن لسطای	۲۴۳
الوکبر صدیقی	۴۹	الی بن کتب	۶۹	سکاری امام	۲۲
الوزاب بختی	۲۶۴	احمد بن ابی النوار	۲۶۲	حانی	۲۳
الوحارم	۱۱۳	احمد بن ابی الورد	۳۱۷	مکرم بن عبد اللہ مرینی	۱۱۱
الوالہ بن محمد بن مرقی	۲۶۹	احمد بن حصوہ بن علی	۲۶۱	سالم بن محمد	۳۱۶
الوجہیدہ - امام	۱۶۹	احمد بن حل	۱۷۳	سہلول بن عسوی	۲۱۶
الوالہ بن دار	۷۱	احمد بن حامد الطائی	۲۶۶	<b>ت</b>	
				سم دار	۷۱

# فہرست آثار اولیاء اللہ جنکے تذکرہ اس حصہ میں درج ہیں بہ ترتیب حروف تہجی

الف	نام	صفحہ	نام	صفحہ	نام	صفحہ
آ	آدمی، آجی، محمد بن سہل	۳۴	آب	۱۳۴	احمد بن مسروق	۲۹۸
آ	آریہ	۲۱۴	ابو الغالہ	۱۱	اسود بن دبحی	۸۸
ا	ابراہیم بن ابراہیم	۲۲	ابو سعید نسری	۲۸۷	اعمش	۱۴۱
ا	ابراہیم بن اسماعیل حواص	۳۱۱	ابو سعید بن الحارث	۶۴	امہ الخلیل	۲۱۲
ا	ابراہیم بن سہی	۱۳۳	ابو سعیدہ حواص	۱۹۰	امم ہارون	۲۱۲
ا	ابراہیم بن عیسیٰ	۱۳۲	ابو عثمان جیری	۲۷۷	ادراعی	۱۴۵
ا	ابراہیم ہروی	۲۶	ابو عمر مہدی	۳۲۳	ادیس حوالی	۱۴۲
ا	اس حلا	۲۸	ابو مسلم حوالی	۹	ادیس قرنی	۸۳
ا	اس السک	۱۶۳	ابو المہاجر بن عمرو	۱۴۷	ب	
ا	اس المارک رحمہ اللہ	۱۸۷	ابو نعیم اصبہانی	۲۷	باقر امام	۱
ا	الوکر بن عیاش	۱۹۸	ابو ہریرہ	۷۵	نابیرہ لسطامی	۲۴۳
ا	الوکر بن محمد حادہ التمری	۳۲۵	ابو ہریرہ لسطامی	۲۴۳	سکاری امام	۲۲
ا	الوکر صدیق	۴۹	ابی بن کعب	۶۹	حانی	۲۳
ا	الوزاب کشتی	۲۴۲	احمد بن ابی الحواری	۲۶۲	نکیر بن عبد اللہ مرینی	۱۱۱
ا	الوحارم	۱۱۳	احمد بن ابی الورد	۳۱۷	سالم بن محمد	۳۱۶
ا	الوا ابو الحسن مرقی	۲۶۹	احمد بن حصرہ بن یحییٰ	۲۶۱	سہلول عموی	۲۱۶
ا	الوحیفہ - امام	۱۶۹	احمد بن حل	۱۷۳	ت	
ا	الوالدہ دار	۷۱	احمد بن عاصم الطائی	۲۶۶	تیم داری	۷۱



# فہرست آثار اولیاء اللہ جنکے تذکرہ اس حصہ میں درج ہیں بہ ترتیب حروف تہجی

الف	نام	صفحہ	نام	صفحہ	نام	صفحہ
آ	آدمی، آدین محمد بن سہل	۳۴	آب	۱۳۴	احمد بن مسروق	۲۹۸
ا	ابراہیم بن ابراہیم	۲۲	ا	۱۱	اسود بن دہجی	۸۸
ا	ابراہیم بن اسماعیل خواص	۳۱۱	ا	۲۸۷	اعمش	۱۴۱
ا	ابراہیم بن سہی	۱۳۳	ا	۶۴	امہ الخلیل	۲۱۲
ا	ابراہیم بن عیسیٰ	۱۳۲	ا	۱۹۰	امم ہارون	۲۱۲
ا	ابراہیم ہروی	۲۶	ا	۲۷۷	ادراعی	۱۴۵
ا	اس حلا	۲۸	ا	۳۲۳	ادیس حولانی	۱۴۲
ا	اس السک	۱۶۳	ا	۹	ادیس قرنی	۸۳
ا	اس المارک رحمہ اللہ	۱۸۷	ا	۱۴۷	ب	
ا	الوکر بن عیاش	۱۹۸	ا	۲۷	باقر امام	۱
ا	الوکر بن محمد حادہ التمری	۳۲۵	ا	۷۵	بایرہ سلطانی	۲۴۳
ا	الوکر صدیق	۴۹	ا	۲۴۳	بکاری امام	۲۲
ا	الوزاب بخشی	۲۴۲	ا	۶۹	بحانی	۲۳
ا	الوحارم	۱۱۳	ا	۲۶۲	بکر بن عبد اللہ مرینی	۱۱۱
ا	الوا ابو الحسن مقری	۲۶۹	ا	۳۱۷	بکال بن محمد	۳۱۶
ا	الوحیفہ - امام	۱۶۹	ا	۲۶۱	بہلول عموی	۲۱۶
ا	الوالدہ دار	۷۱	ا	۱۷۳	ت	
			ا	۲۶۶	تیم داری	۷۱

# فہرست آثار اولیاء اللہ جنکے تذکرہ اس حصہ میں درج ہیں بہ ترتیب حروف تہجی

الف	نام	صفحہ	نام	صفحہ	نام	صفحہ
آ	آدمی، آدین محمد بن سہل	۳۴	آب	۱۳۴	احمد بن مسروق	۲۹۸
ا	ابراہیم بن ابراہیم	۲۲	ا	۱۱	اسود بن دہجی	۸۸
ا	ابراہیم بن اسماعیل خواص	۳۱۱	ا	۲۸۷	اعمش	۱۴۱
ا	ابراہیم بن سہی	۱۳۳	ا	۶۳	امہ الخلیل	۲۱۲
ا	ابراہیم بن عیسیٰ	۱۳۲	ا	۱۹۰	امم ہارون	۲۱۲
ا	ابراہیم ہروی	۲۶	ا	۲۷۷	ادراعی	۱۴۵
ا	اس حلا	۲۸	ا	۳۲۳	ادیس حولانی	۱۴۲
ا	اس السک	۱۶۳	ا	۹	ادیس قرنی	۸۳
ا	اس المارک رحمہ اللہ	۱۸۷	ا	۱۴۷	ب	
ا	الوکر بن عیاش	۱۹۸	ا	۲۷	باقر امام	۱
ا	الوکر بن محمد حادہ التمری	۳۲۵	ا	۷۵	بایرہ سلطانی	۲۴۳
ا	الوکر صدیق	۴۹	ا	۲۴۳	بکاری امام	۲۲
ا	الوزاب بخشی	۲۴۲	ا	۶۹	بحانی	۲۳
ا	الوحارم	۱۱۳	ا	۲۶۲	بکر بن عبد اللہ مرینی	۱۱۱
ا	الوا ابو الحسن مقری	۲۶۹	ا	۳۱۷	بکال بن محمد	۳۱۶
ا	الوحیفہ - امام	۱۶۹	ا	۲۶۱	بہلول عموی	۲۱۶
ا	الوالدہ دار	۷۱	ا	۱۷۳	ت	
			ا	۲۶۶	تیم داری	۷۱



سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ إِلَّا لَكَ مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ  
مَا شَاءَ اللَّهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ

حمد و مناجات آملی اتیری حمد و ثنا معصومون اور عارفون سے توں نہیں

یہی اس آلودہ عصیان و تیرہ درون سے کیونکر ممکن ہے۔ حساب باری! جن پر  
تیرا عام و فصل ہوا ہے اور جنکو تو نے اور ایمان و بصیرت ایقان عطا فرمائی ہے  
وہ تو معجز حیرت ہیں۔ پر یہ حرمان نصیب حقیرے کوچہ سے مالکل نابلد اور ایمان  
وایقان سے محض نا آشنا ہے کیونکر تیری حمد و ثنائیں لب کہولنے کی جرات  
کر سکتا ہے۔ سہی سائی ماتوں اور سیکھی سکھائی عبارتوں کا استعمال کرنا پاک  
طرح کا دھوکا دینا اور لوگوں کو غلط و ہم دگمان میں ڈالنا ہے۔ میں اتنا ہی جاں نثار  
ہوں کہ تو ہی ساری ہستی کا مسجد اور کل موجودات کا خالق و مالک ہے۔ یہ تقدیر  
بجین سے دیکھتا آیا ہوں کہ تیری نعمتیں ہموں سے یا لون تک گہرے ہوئے



سُبْحَانَكَ لَا عِلْمَ إِلَّا بِكَ مَا عَلَّمْتَنَا إِنَّكَ أَنْتَ الْعَلِيمُ الْحَكِيمُ ۝  
مَا شَاءَ اللَّهُ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ ۝

**حمد و مناجات** آملی اتیری حمد و ثنا معصومون اور عارفون سے توں نہیں

یڑنی اس آلودہ عصیان و تیرہ درون سے کیونکر ممکن ہے۔ - حساب باری! جن پر  
تیرا عام و فصل ہوا ہے اور جنکو توے اور ایمان و بصیرت ایقان عطا فرمائی ہے  
وہ تو معجز حیرت ہیں۔ - پر یہ حرمان نصیب حقیرے کوچہ سے مالکل نابلد اور ایمان  
والیقان سے محض نا آشنا ہے کیونکر تیری حمد و ثنائیں لب کہولنے کی جرات  
کر سکتا ہے۔ - سسی سائی ماتوں اور سیکھی سکھائی عبارتوں کا استعمال کرنا پاک  
طرح کا دھوکا دینا اور لوگوں کو غلط و ہم دگمان میں ڈالنا ہے۔ - میں اتنا ہی جاں نثار  
ہوں کہ تو ہی ساری ہستی کا مسجد اور کل موجودات کا خالق و مالک ہے۔ - یہ تقدیر  
بجین سے دیکھتا آیا ہوں کہ تیری نعمتیں ہمو کو سکر یا لون تک گہرے ہوئے

و سخنان لایعنی سے وہ اس قابل کمان ہے کہ اسکی طرف مساوت کرے ۵

ہزار بار التوبہ رحمان متک و گلاب	ہنوز نام تو بہان کمال بے ادبی است
----------------------------------	-----------------------------------

صرف اوس عالی جناب گردون رکاب کے روف الرحیم ہوئے یرنگیہ کر کے  
اوس نام مامی سے اس دیباچہ کو مشرف کرتا ہوں ۵

مَا اِنْ مَدَحْتُ مُحَمَّدًا لِيَصْقَافِيْ	لَكِنْ مَدَحْتُ مَقَالَتِيْ مُحَمَّدًا
--	--

### ترجمہ

کب میں نے محمدؐ کا نام سے	عزت ہوئی کلام کی اوس پاک نام سے
---------------------------	---------------------------------

بار الہی! جس طرح تیرے حان و دل، حواس عقل، فہم و لفظ اور زبان و بیان  
عطا فرمانے کا شکر ادا کرتا محالات میں سے ہے۔ کیونکہ وہ انہیں آلات سے

ادا کیا جائے گا اور یہ سب مخلوق و ارادہ کے تیرے ہی ہین اسی طرح

ایسے ہادی پر حق رسول مطلق، مومنوں کی ہدائی پر چرلے اور انیر سارے

جہان سے زیادہ رافت و رحمت کرنے والے کے بھیجنے کا شکر ادا کرتا

انسان کے امکان سے خارج ہے۔ اسلئے کافرین کی بے مثل تعلیم

سے ہمنے نچو جانا اور انکو ہادی و پیشوا مانا۔ انسان ضعیف البیان نہ

اوسکے اوصاف کو کما حقہ سمجھ سکتا ہے اور نہ تیرے غیر تنہا ہی احسان پر چلوی

ہو سکتا ہے۔ صرف ایسا ہی جامع کمال نبی تیری عظمت و جبروت و قدرت

کو چہ سمجھ سکتا ہے۔ اور محض تیری ہی قدرت مطلق اور تیرا ہی علم کامل و

محیط ان کمالات کا احاطہ کر سکتا ہے جو تو نے اونہیں ودیعت رکے

ہیں ۵

محمدؐ سے صدمت یوحی چون را کی خدا سے یوحیئے شان محمدؐ

صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وارضایہ وازواجہ وسلم

عرض حال اما بعد رگ دنیا سے دی عبد الغنی وارثی ہیں

سید احمد علی بن سید مرید علی دوست گرفتہ تعلیم و تربیت کردہ۔ عم اعظم خیر

مثنی سید شیخ المد عمر لہ اللہ ناظرین ترجمہ ہذا کی خدمت میں عرض کرتا ہے

کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل عظیم و احسان قدیم سے اس ماجیزہ کو لوگوں کے

کتاب ہی کا متوق و یا اور کتابوں ہی کا والہ و شہید بنایا اور ہر طرح کے اسکے

مہیتے دئے لیکن اردو و فارسی عربی اور انگریزی کی بے شمار کتابوں کے

دیکھنے کے بعد اس پر عقیدہ حل ہوا کہ جو کتاب میں کہ روح کو غذا پہنچاتی۔ اخلاق

و تقاد است کو درست کرتی اور غیر محسوس لیکن متیقن طور پر مزیلہ مد اخلاقی و بد دینی

سے لگا کر حسن اخلاق و خدا پرستی کے دلکش جہنستان کی طرف لیجاتی

ہیں وہ تصوف اور صوفیہ تصوف ہی کی کتابیں ہیں۔ اور جن گلدستوں کے

تخلیص چار منظر و سنجہ ہوتا ہے وہ صرف اولیاء اللہ کی سوانح عمری اور اہل کی

خالص ہنر و رنگی کی بانٹاق و ماثرہ داستا میں ہیں۔ انہیں کے اوراق سے

ما فی ہجران کی ہوا میں آتی ہیں۔ اور انہیں کی شمیم جاہلہ سے دل کی کلیاں

اسل جانی ہین۔

سب رحمہ و اساحت۔ اسی لیے جب میں مصر کے مشہور مصنف و محدث وقتہ

و فقیر غوث الصمدانی قطب رمانی سیدی امام عبد الوہاب شعرانی علیہ الرحمۃ

کی عربی کتاب طبقات الکبریٰ حو و صحیفہ جلدوں میں ہے مالا مستیاب

مطالعہ کی تو بے اختیار و بے ساحتہ اس کو اردو میں ترجمہ کرنے کا ارادہ میرے

دل میں پیدا ہوا۔ اور اس ارادہ کے اصلی باعث اور قوی اسباب مجھے دو

اسوہ طرائف (۱) ایک یہ کہ گو اس بے بہا کتاب کے تریع اول میں لاجواہب

مقدّمہ الکتاب کے سوا جن بزرگان دین و ہادیان طریقت کے حالات

و مقالات روح نہیں اونکے تذکرے تمام کتابوں میں ہرے پڑے ہیں۔ لیکن

تقریباً دو ٹمٹ کتاب میں جن اولیاء اللہ کا ذکر خیر ہے او میں سے اکثر کو اس

ملک کے اہل طریقت جانتے بھی نہیں ہیں اور اولیاء اللہ کے جتنے چوڑے

یا پڑے تذکرے اس ملک میں نہ داول ہیں او نہیں ان بزرگوں کا بطریق

ذکر نہیں ہے۔ اسلئے اسکے ترجمہ سے اولیاء اللہ کے تذکروں میں اک لائق

اعناد و قابل قدر اصناف ہو جائیگا۔ اور جن ابنائے زمانہ کی روحانی خدا خاصان خدا

کا ذکر خیر ہے او کو اک سیاح و ان نعمت ملجائیگا۔ اور جو لوگ کہ کوتہ نظری کم علمی و

قلمت و سائل واقفیت کے باعث غیر مالوس برحق و غیر متما و طرز کے

معرا کو دیکھ کر اعراض و انکار سے پیش آتے ہیں اونکے لیے بہت وسیع معلوما

کا میدان پیش نظر ہو جائے گا۔ اور اوکو سو ظن و سو رعایت سے بچائیگا  
(۲) اور دوسرا امر یہ کہ اس کتاب کے پڑھنے میں جو لطف و فرہ مجھے آیا اور  
جو ناقابل بیان اثر میرے دل پر پڑا اس نے مجھے محسوس کیا کہ میں ایسے ایسے  
ہم خیال ہمدونوں اور ہم مشرب بانیوں کو بھی جو عربی زبان نہیں جانتے اس  
سوحانی لذت میں شریک کر لوں اور اس خوان نعمت تک پہنچا دوں۔ تاکہ  
بے شمار ناظرین کتاب میں سے کسی کے تہ دل سے اس گنگار کے حق میں  
سچی دعا نکلے اور اس خاکسار کے حق میں کیسیا کا کام کر جائے۔

اگر یہ خیالات غالب نہ ہوتے تو میں نقیصہ جیسے اعلیٰ و شرف فن کی  
کتاب کو ہرگز ہاتھ نہ لگاتا۔ اور کبھی اس کو چھ کی طرف جس سے میں محض نا آشنا ہوں  
قدم نہ باندھتا۔ اور اہم نہ کرنا اس لئے کہ کام میں نہ کم دنیاے دون اور کام یہ خدائی  
علم و کمالی فن جب کا مقصد جاننا نہیں بلکہ عمل کرنا ہے۔ اور جو لوگ مجھے نقیصہ  
کہتے ہیں وہ میرے اس بیان کی پوری تصدیق کرینگے کہ ۵

دورم ازہد و دورع صدر فرنگ	زندگی من عیان ز سرنا باست
---------------------------	---------------------------

اور جو مجھے نہیں جانتے اون سے امید ہے کہ مجھ پر سچائی کا گمان کرینگے۔ اور  
دروغ گوئی کا الزام نہ دہریں گے۔ البتہ میرا عمل حضرت عمر بن الفارص رضی اللہ عنہ  
کے اس قول پر ہے ۵

قَالَ لَمْ تَكُنْ مِنْهُمْ فَهِيَ جِئْتُمْ بِهِمْ	تَتَهُ وَقَدْ اتَّقَمْتُ كُلَّ الْوَدَّةِ
---	---

۵ اگر تو انہیں سے نہ ہو تو ان کی محبت میں ان کا نہیں ملنا اور اس قوم کو جان و دل سے نہ دلت کہ



اور جو کچھ میرا سرمایہ ہے وہ یہ ہے کہ ۵

وَإِنَّا لَنَرُوهُم بِكُلِّ مَقَامٍ وَهُمْ يَمُوتُونَ ۚ وَنَحْنُ عَنْهُمْ عَوِيذُونَ ۚ  
وَإِذْ خَالَا فِيهِمْ تَلَكَ الْأَمْثَلَةُ ۚ

ماجملہ ایسے ہی خیالات نے سنکا اظہار کیے کیا مجھے اسیر مادہ کیا کہ کتاب  
طبقات الکبریٰ کا جسکا اوپر ذکر ہوا اردو ترجمہ نعمت عظمیٰ کے نام  
سے چار حصوں میں شائع کروں۔

چنانچہ الحمد للہ کہ چند سال کا عرصہ ہوا کہ پوری کتاب کا ترجمہ اختتام کو  
پہنچا۔ اگر خداوند تعالیٰ نے اس ترجمہ کو قبولیت کے تاج سے سرفراز فرمایا اور  
اور قدر دانوں نے میری اس محنت شاقہ کی قدر کی اور میری جانکا ہی کی داد  
دی تو انشاء اللہ تعالیٰ تو تھوڑے عرصہ میں چاروں حصے یکے بعد دیگرے شائع  
ہو جائیں گے۔ اور اخیر میں میں بشرط حیات مستعار امام عبدالوہاب تحرانی کے  
موسوٰفہ مفصل حالات زندگی اور پوری کتاب کی ایک جامع فہرست (انڈکس)  
بہرہ ماطرین کو لنگا۔ کیونکہ صنف علیہ الرحمہ نے اولیاء اللہ کے تذکرہ میں  
کوئی ترتیب مبین رکھی ہے۔ ناموں کے حروف تہجی کی اور نہ ولادت یا وفات کے  
سنوں کی۔ اور یہ بھی ادباً او کی ترتیب کو سلی حال رہے دیا ہے۔ مگر ظاہر ہے  
کہ اس سے کسی خاص بزرگ کا تذکرہ تلاش کرنے میں کفایت و دشواری ہوگی۔

۵۔ اور ہر ایک محنت سے ہر طرح کی سہائی کی اور یہ امید ہے کہ اسی محنت کے باعث ہم بھی

ادھس داخل کر لے حادیں فقط۔

ہوگی۔ ۱۔ سلسلے میں ہر ایک حصہ کے ناموں کی ایک فہرست بہ ترتیب حروف  
تہجی اسی حصہ کے آخر میں اور چوتھے حصہ کے آخر میں ایک جامع فہرست  
(یعنی ادھاکس) جبکا میں نے اوپر واعدہ کیا ہے۔ دو لگا۔

ناظرین ترجمہ سے میں اپنی واقعی پیچیدہ کاری و تکمیل رباب کا اعتراف کر کے  
اسکی توقع کرتا ہوں کہ اس آلودہ عصیان کے حق میں دعاے خیر کریں اور اسکی  
غلطیوں خطاؤں اور لغزشوں کو جو اس ترجمہ میں ہوئی ہوں معاف کر دیں۔  
اور نقل محفل نہ سنائیں۔

یہ نامہ گدیناے دنی

عبد الغنی وارثی

حولائی ۱۹۰۸ء

حیدر آباد۔ دکن



دیباچہ مصنف

امام الوہاب عبد الوہاب بن احمد شرفی حدیث کے بعد کہتے ہیں کہ اس کتاب میں ایسے اولیاء اللہ کے طہات کا خلاصہ کیا ہے حکمی بیرونی احادیث و احوال کے طریق میں کی جاتی ہے۔ یعنی صحابہ و تابعین وغیرہ حوالوں صدی ہجری کے آخر تک اور دسویں صدی کے اوائل میں گذرے ہیں۔ اسکی تالیف سے میرا مقصود صرف اس قدر ہے کہ تصوف کے مقامات و احوال کے متعلق اس فرقہ کا طریق سمجھ میں آجائے۔

وہی مستحب کی ہیں جو حاصل کلام اور جان سخن ہیں اور جنہیں یہ ایسی لطیف آبِ ہین - اور علی ہدا - پیے او کی امتداد کے وہی حالات بیاں کئے ہیں جو مریدوں کے لشاط کا باعث ہوں - جیسے ہوک کی شدت - بیداری کی کثرت گماہی کی محنت اور شہرت سے نصرت وغیرہ - یا جنسے شریعت کی تعظیم ثابت ہوتی ہے تاکہ اول لوگوں کا وہم دفع ہو جو ان سرگوں کی سست یہ خیال رکھتے ہیں کہ جب یہ تصوف پر چلتے ہیں تو شریعت میں سے کچھ بیک کر دیتے ہیں جیسا کہ اس الجوری نے امام غزالی ملکہ حضرت حبیبہ و حضرت سلی کی سست علانیہ لکھا ہے کہ بین تقسم کتا ہوں کہ ان سرگوں نے شریعت کو بالکل نہ کر کے رکھ دیا ہے اسے کاتس یہ لوگ صوفی بنوئے ہوتے - میں کہتا ہوں کہ جب میں فقروں سے ملا اور اُن کے طریقہ میں مشغول ہوا تو میرے ہم عصران نے مجھے ہی ایسا ہی کہا -

اور میرا گمان یہ ہے کہ اس جماعت کی باتوں کا صرف کثرت اسباب ہی جھاٹ لیے کا جو الترام پیے کیا ہے اس کا میرے سوا اور کسی نے اپنے طقات میں جیسا ہی ہیں نہیں رکھا ہے - دو سکر لوگوں کو صوفیوں کی جو باتیں اور حالتیں باتہائیں اُس سب کو اُنہوں نے حوالہ ظلم کر دیا اور کوئی مرق نہیں کیا کہ کئی کونسی باتیں اور حالتیں ہدایت کی ہیں اور کون سی درمیانی اور استہائی زمانہ کی - حال اُنکہ ان لوگوں کی جُسی ہوئی باتیں لکھے میں فائدہ یہ ہے کہ جسکو ان لوگوں پر سچا عقیدہ ہو گا اور او کی باتوں کو دل سے مانے گا وہ اس کے راستہ سے قریب ہو جائیگا - اسلئے کہ سچا مرید وہی ہے جو ایسے پیر سے کسی بات کو کُسر کرے اور سیر حرمِ دلچسپ کے ساتھ عمل کرے تو اس امر میں پیر کے برابر ہو جائے اور پیر کو مرید پر اس کے سوا اور کوئی فوقیت نہ رہے کہ یہ نعمت اس کے ذریعہ سے اسے ملی یہی وجہ ہے کہ لوگوں نے کہا ہے کہ مرید کا آغاز اس کے پیر کا احکام ہے - کیونکہ

بیرانی آخر عمر میں جو کچھ کہتا اور کرتا ہے وہ اسکی ساری عمر کی ریاضتوں کا نتیجہ اور ثمرہ ہوتا ہے۔

میں نے اس کتاب کے لکھنے میں محدثین کا طرہ اختیار کیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جو حکامیتیں اور باتیں کہ مسند کتاوں میں جیسے امام شافعی کے رسالہ اور اُلُعم کی حلیہ میں مذکور ہیں اور انہوں نے اسکی سند کے صحیح ہونے کی تصریح کر دی ہے اور مکمل بیانیہ کے الفاظ سے شروع کرتا ہوں اور علیٰ ہذا باتوں کو میراں مکمل میں سے کسی کے احکام طریقت کے استدلال میں پیش کیا ہے اور مکمل میں یقینی الفاظ سے ملتا ہوں۔ اسلئے کہ اسکا دلیل میں پیش کرنا جو اسکی سند کے اس کے ردیک صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ اور جو امور کہ ان دو طریقوں کے سوا اور طرز پر معلوم ہوئے ہیں اور مکمل میں ایسی عبارت سے شروع کرتا ہوں جس سے اسکا صعیف ہوا یا یا جائے جسے ”نقل ہو“ یا ”روایت ہے“ وغیرہ۔ اور محض یہ رہے کہ جو امور کہ اس فرقہ کی کتابوں جیسے عواظ العلماء وغیرہ میں مذکور ہیں وہ صحیح السند کے حکم میں ہیں اسلئے کہ ان کو مکمل میں سے الفاظ سے ذکر کروں گا جیسے علماء کہتے ہیں کہ شرح المہذب میں یوں لکھا ہے اور شرح الروضہ میں اسطرح ہے۔

واضح ہے کہ اس کتاب کے میں نے اس میں طریقت کے معتدہ تذکرہ پر حتم کیا ہے جنہے میں دسویں صدی میں ملا اور ایک زمانہ تک اسکی حدیث کی یا کسی وقت ترکاؤں سے ملاقات کی اور اس سے کوئی کام کی بات سُنی یا کوئی ادب حاصل کیا۔ میں نے ان لوگوں کی ہی ایسی باتیں اور سیطرے سے ذریعہ حاشہ کی ہر طرح برگان دیں سلف کی اور سب بیرانی طریقت مصر اور اسکے علاقہ کے سے رومی اللہ عمہم جمعیں۔

بھائیوں ستوا جو کوئی اس کتاب کو اعتقاد کے ساتھ پڑھے گا اور اسے مصافحہ کو  
 سنے گا وہ گویا اول کل ادب اور اللہ کا رماہ یا بیگا اور ان کا کلام سنے گا حکماء کو اس میں  
 ہے۔ اس لئے کہ یہ ہے۔ طہار اور صحت اور صحت کا مانع نہیں ہے۔ کیونکہ ہر کوئی سوال اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین کے ساتھ محنت ہے حال اکہ یہ ہے  
 اُکھو دیکھا اور یہ اُکھاز ماہ یا با سے گرہنے اور کئے اقوال سے فائدہ اُٹھایا ہے اور اس کے  
 افعال کی پیروی کی ہے۔ جیسا کہ مشاہدہ بتلا رہا ہے۔ مات یہ ہے کہ جب معتقدات  
 کی صورتیں دل میں نقش ہو جاتی ہیں اور صاف نظر آئے لگتی ہیں ہوا تنہا ص کی صورتوں  
 کے مشاہدہ کی صورت ماتی سین رہتی۔ ایک اور بات قلاویہ کی یہ بھی ہے کہ جو شخص  
 اس قسم کی کتابیں دیکھے اور اس کے دل میں صراے ہوو حل کے طریق کا سیلان و توفیق  
 نہ پیدا ہو تو وہ مُردون کے شمار میں ہے۔ والسلام

اور یہ اس کتاب کا نام **لؤلؤ فی النوار فی طبقات الاخیار**  
 رکھا ہے۔ اور اس کو ایک مقدمہ سے شروع کیا ہے۔ جس سے اس وقت کی سبب ماطریں  
 کا اعتقاد اور یہی زیادہ ہو جائے گا اور وہ مسکروں کو ترجیحی بطرون سے دیکھنے لگیں گے۔  
 کیونکہ اس سے الکائنات ہو سکتا کہ ہر رماہ میں اس فرق سے انکار ہوتا چلا آیا ہے جسکی  
 دھ صاف ظاہر ہے کہ الکا دوق اس قدر مند ہے کہ بہت سی عینیں دبان تک بیوج میں  
 سکتیں۔ مگر اس سے اس کے کمالات من کچھ فرق میں آ سکتا۔ جیسا کہ ناقوس کی آواز  
 سے ہوا میں کچھ تیر مین آتا۔ اس کتاب کی فصیلت کے لئے کیا یہ کہہ کم ہے کہ ملو  
 اس قدر قلیل صحاح کے اہل طریقت کی فقہ کاٹھ احصا میں موجود ہے۔ درحقیقت  
 اہل طریقت اور اس کے پیروں کے تمام لصوص اس میں اوسط و درج ہیں حسب سہر

کتاب الرودہ میں بہت شامعی رضی اللہ عنہ کے تصدیس۔ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو حاصل  
 ایسے ہی لئے قبول فرمائے اور اس سے موعظہ کتب اور سے والوں اور دیکھنے والوں  
 کو فائدہ پہنچا۔ اے سنی قریب و محیب۔

## مقدمہ

اس مباحث میں کہ صوفیوں کا طریق کتاب و سنت سے مستحکم اور احاطہ امیاد و اصحاب کے سدوک  
 پر مبنی ہے۔ اور صحت کہ صوفیہ صریح قرآن و سنت یا جماع کے مخالف ہو یا نہیں ہو سکتا  
 اور حوالہ جبروں کے مخالف ہیں ہے تو دیا ہے۔ یا نہ ہو یا ہو سکتا ہے کہ ایک خاص  
 قسم کی سمجھ سے جو ایک مسلمان کو خطا ہوئی ہے حکامی حیا ہے اور میر عمل کرے اور حکامی حیا سے  
 اوکو ترک کرے۔ اور اس صوت میں انکار کا باعث و طبعی اور ان پر الزام برپا لگانے کے سوا اور  
 کچھ نہیں ہوتا۔ اور سیر کی رو سے یہ جائز ہیں۔

ما ساجا جیسے کہ علم تصوف اس علم کا نام ہے جو دیون کے دلون میں اور سوقت  
 طور پر بد رہتا ہو تا جس کتاب و سنت پر عمل کرے سے وہ سُور ہو جاتے ہیں۔ یس جو کوئی  
 ان درون پر عمل کرے گا او سیر اس سے ایسے علوم و ادب و اسرار و حقائق مستف  
 ہو جائیگے جسکے مباحث سے رہاں عاجز ہے۔ اسکی مثال ویسی ہی ہے کہ جب علماء  
 شریعت ایسے علم پر جو او کو شریعت کے احکام کا ہے عمل کرتے ہیں تو ہر او کے  
 احکام روشن ہو جاتے ہیں۔ اسلئے تصوف اس کے سوا اور کچھ نہیں کہ احکام شریعت پر سہ  
 کے عمل کرنے کا حاصل ہے بشرطیکہ اسکا عمل علتوں اور نفس کی لدون سے پاک ہو  
 جیسا کہ علم معالی و بیان علم جو کاتب کتاب ہے۔ اس مایر سے تصوف کو مستقل علم

قرار دیا ہے وہ ہی سچا ہے۔ اور جس نے اسکو حودا حکام شریعت ہی کہا ہے وہ ہی سچا  
 ہے۔ جیسا کہ علم معالیٰ و بیان کو خدا کا۔ علم کسے والے اور علم ہی میں داخل کر لے والے  
 دونوں راستی پر ہیں۔ اللہ اسکا پتہ کہ تصوف کی نہر شریعت ہی کے حیتہ سے نکلی ہے  
 صبر اوس کی لو لگ سکتا ہے جسکو شریعت کے علم میں ایسا مہر ہو کہ اوس کی تہ کو پہنچ گیا ہو  
 بہر حال سادہ صوفیوں کے طریق میں داخل ہونا اور شریعت کے علم میں اوسکو تھوڑا جاتا  
 ہے تو اسوقت اوسکو اللہ تعالیٰ احکام ظاہری کے متا۔ احکام ٹیک حدیرا سنا  
 کر لے کی قوت عطا فرماتا ہے۔ تب وہ طریقت میں واجبات تسبیحات آداب  
 تحریکات مکروہات اور خلاف اولیٰ اوسی کے مشابہ استناد کرتا ہے جس طرح کہ محدثوں نے  
 کیا ہے۔ اور محدث کا ایسے اجتہاد سے کسی ایسی حیر کو واجب قرار دینا جسکے واجب  
 ہونے کی صراحت شریعت میں نہیں ہے اوس سے زیادہ رتبہ نہیں رکنا جو طریقت کے  
 کسی ایسے علم کو جسکے وجوب کی تصریح شرع میں نہیں ہے ولی اللہ کا واجب قرار دینا  
 رکنا ہے۔ جیسا کہ امام یامی وغیرہ صاف لکھا ہے۔ اسکی توضیح یہ ہے کہ وہ  
 سب کے سب شرع میں قابل اعتماد ہیں حکم اللہ تعالیٰ سے ایسے دیں گے لئے جن لیا  
 ہے۔ اسلئے جو کئی باریک بینی سے کام لے گا اوسکو معلوم ہو جائے گا کہ اہل اللہ کے  
 علم میں سے کوئی نئے شریعت کے ماہر نہیں ہے۔ اور جب شریعت ہی اوسکو ہر لحاظ  
 خدا تک پہنچاتی ہے تو وہ کامل شریعت کے باہر کیوں ہو سکتا ہے۔ لیکن حکم اہل طریقت  
 کی طرف میلان نہیں ہے اوسکا اس امر کو عجیب و غریب سمجھا کہ تصوف کا علم میں شریعت  
 ہے اسوجہ سے ہے کہ اوسکو شریعت میں تھوڑا نہیں ہے۔ اسی لئے حنیف رحمہ اللہ  
 تعالیٰ نے ایسے لوگوں کی تردید میں حکم اوس راہ میں یا اوسکے بعد یہ وہم ہو کہ یہ علم



شریعت ماہر ہے کہا ہے کہ ہمارا یہ علم کتاب و سنت سے مستحکم ہے۔ اور اس فرقہ کا  
اسیر اتفاق ہے کہ حلاسے عروج و جل کی راہ میں صدر ریشی کی صلاحیت اوسی کو ہوتی ہے  
حکومت شریعت اور اوسکے معنی و مہموم۔ خاص و عام۔ ماسخ و مسوج کے علم میں تبحر ہو اور لغت  
عرب میں ہی اس قدر ہمارت ہو کہ اوسکے محارات و استعارات وغیرہ کو پہچانتا ہو۔ لہذا  
ہر صوفی فقیہ ہے اور ہر فقیہ صوفی نہیں ہے۔ خلاصہ کلام یہ ہے کہ صوفیوں کے احوال  
کو وہی رُاسخ سمجھے گا حواد کا حال میں جانتا۔

امام قسیری کہتے ہیں کہ دور اسلام میں کوئی راہ ایسا مین گذرا ہے کہ اوسمین اس  
رقہ کا سچ سچ ہو اور اس راہ کے علماء کے اماموں نے اوس سچ کے آگے گروں  
نہ ٹھکانی ہو اور اوس سے لے ساحری یتین آئے ہوں اور رکت حاصل نہ کی ہو۔ اور اگر  
اکو یہ فیصلت و خصوصیت حاصل ہوتی تو معاملہ اس کے برعکس ہوتا۔ **مین کہتا ہوں**  
کہ اس ورقہ کی فیصلت کے لئے ہر کو بھی کافی ہے کہ حوقت امام احمد حنبل نے امام  
شافعی سے یہ پوچھا یا کہ اوس شخص کا کیا حکم ہے جو عمار میں یہ ہول حال لے کہ وہ کنسی  
سازیڑہ رہا ہے تو امام شافعی نے حضرت شیساں راعی کے قول کو مان لیا۔ اور علی ہذا  
امام احمد حنبل نے حضرت شیساں کے سامنے اوس وقت سر جھکا دیا جب اویسوں نے  
کہا کہ ایسا شخص خدا کے عروج و جل سے غافل ہے اس لئے اس کی یاداش یہ ہے کہ اس کی  
تادیب کی جائے۔ اور اس طرح امام احمد حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا ابو حمرہ بغدادی صوفی پر عقائد  
لانا اور اوسکے یاس و دقیق مسائل کا پیچھا اور یہ کہنا کہ اسے صوفی تم اس مسئلہ میں کیا کہتے ہو  
(حبیباً کہ عقریب ابو حمرہ رحمہ اللہ تعالیٰ کے حال میں آئے گا) ہمارے لئے کافی ہے۔  
اس لئے کہ فرقہ صوفیہ کی اس سے غایت و وجہ کی تعریف نکلتی ہے کہ جو چیز امام احمد کی سمجھ میں

مآسے اور کھال و حمیرہ سمجھ جائیں۔ اور ایسا ہی ہوا العباس بن سہیم کا۔ یہ صحابہ کرام ہیں اور اسکو تو  
 لا ا میں حساب رہا۔ اس کے پاس حاضر ہوئے تھے لگے کہ جو کچھ حمیرہ آگئے ہیں اسکو تو  
 میں حاتمہ میں لیکر اس کے کلام میں ایک رُخس یا یا حاتمہ سے حوالہ مل جائے گا۔  
 ہے۔ ہمارے لئے اس کرتا ہے۔ اور علی ہر اس وقت امام ابو عمران نے حیس کے  
 مسائل میں حضرت شلی کا امتحان لیا اور اوہوں نے سات ماہ الہی سامین حوا و عمران  
 کو معلوم نہیں ابو عمران کا حضرت شلی کے آگے سیر ڈال دینا ہمارے لئے کھات کرتا  
 ہے۔ اور شیخ قطب الدین امین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے نقل کی ہے کہ امام احمد بن حنبل رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ اپنے بیٹے کو رعت دلایا کرتے تھے کہ اپنے زمانہ کے صومیوں کے پاس  
 حایا کرو اور کہا کرتے تھے کہ یہ لوگ حلوص میں جس درجہ تک ہو چکے ہیں وہاں تک تم  
 نہیں ہو چکے۔ امام قسیری نے ایسے رسالہ میں اور امام عبد اللہ بن اسعد یافعی نے  
 اپنی کتاب سروص الہیاء میں اور دو اسکے اہل طریقت نے اس وقت کی طرح  
 اس کے طریق پر بڑی شرح و بسط سے تقریریں کی ہیں اور انکی کتابیں ایسے مصالین  
 سے بھری پڑی ہیں۔

امام ابو تراب کتبھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ جو اس میدان کے ایک مرد تھے کہا کرتے  
 تھے کہ سہ جب حد سے رو کر انی کا حکر ہو جاتا ہے تو دیا، اللہ کی مدد کو، اسکی مناس  
 نجاتی ہے۔ میں کتابوں کے سبب سے یہ ورم شد شیخ الاسلام حضرت ابو یوسف را یا الصاری  
 کو کہتے تھے کہ جب منقہ کو اس وقت کے احوال اور انکی اصطلاحات سے واقفیت نہ ہو تو  
 وہ رہنہ یا فقیہ ہے۔ اور انکو اکثر کہتے ہی سہ ہے کہ جو جس اعتقادی سعادت اور  
 مد اعتقادی شقاوت ہے۔ اور ہمارے شیخ محمد معری شادلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہا کرتے

تھے کہ ایسے رنگوں کا استہ صومیون سے پوچھو گو کہ توڑے ہوں اور جو لوگ  
 اسکے طریق سے واقف ہیں اوں سے بچتے۔ ہو گو وہ مت ہوں اور علم تصوف کے  
 مترف کو موسیٰ علیہ السلام کا حضرت حصر سے یہ روایت کہ ابس کرتا ہے کہ آیت  
 احارت دیں تو میں آیکے ساتھ رہوں بشرطیکہ جو علم (لذی معحاب اللہ) آیکو سکنا یا گیا  
 ہے اوسیں سے کچھ آب محکو بھی سکنا دیں، اور علم حقیقت کی طلب کے واجب ہوئے  
 کی سے ٹرمی دلیل یہ آیت ہے۔ جیسا کہ علم شریعت کی مستودا جب ہے اور ہر شخص  
 ایسے مقام کی مات کرتا ہے۔ اتنی۔ مین کہتا ہوں کہ یہ ایک رسالہ  
 دیکھا ہے جو حضرت محی الدین اس العری رضی اللہ عنہ نے امام محمد الدین راری صاحب  
 تفسیر کبیر کو لکھ کر بھیجا تھا۔ اس میں اوسوں نے امام صاحب کے درجہ کا علم مین کمر ہوا  
 بیاں کیا ہے۔ حال آنکہ امام محمد الدین راری کا شمار اوس علماء میں سے حیر علوم (اسلامیہ)  
 کی ریاست حتم ہوتی ہے۔ اس رسالہ میں لکھا ہے کہ

میرے بھائی خدا ہکو اور تمکو تو مین عطا مالے سو ا کوئی شخص ہمارے نزدیک  
 علم کے مقام میں کامل نہیں ہوتا حتک کہ اوسکا علم غیر واسلہ نقل یا استاد کے خدا سے  
 عروصل کی طرف سے ہو۔ کیو کہ حکا علم نقل یا استاد سے حاصل ہوتا ہے وہ رار  
 نوید ایزرون سے لیتا ہے اور اللہ واسلہ اگ اسکو حالی ار علت مین سمجھتے۔

۱۵۔ سورہ کف (پارہ ۱۵۔ رکوع ۲۱) کی جیسا سٹھویں آیت کا ترجمہ ہے۔ مصف  
 کار استدلال اس مار ہے کہ صومیوں کے رد تک اور دہم محقق کے مطابق حصر  
 علیہ السلام ولی میں ہی ہیں۔ اور حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام سیار اولو العزم میں سے او

رسول تھے ۱۲ مترم

علم باطن  
 کا فرق

اور حسنہ نوید اجیزوں اور او کی شاحت میں عمر کنواری اوسے ایسا حصہ عدا سے عزوجل  
 کے پاس کھودیا۔ اسلئے کہ آدمی اول علوم میں جو نوید اجیزو ان سے علاقہ رکھتے ہیں  
 اپنی عمر کو ماکرتا ہے اور او کی حقیقت کو بہین ہو جیتا۔ بھائی جان اگر تم اہل الدین  
 سے کسی شیخ کے ہاتھ پر بیعت کر کے سلوک اختیار کرتے تو وہ تم کو حق تعالیٰ کی درگاہ  
 تہود تک پہنچا دیتا۔ اور وہ ان سے تم استیار کا صحیح علم الہام کے طریقہ سے حاصل کرتے  
 حسین نہ مستقت ہے نہ مادگی ہے نہ بے خوالی ہے جیسا کہ حصر علیہ السلام نے  
 حاصل کیا ہے۔ اور علم ہے تو وہی ہے حرکت و شہود سے حاصل ہونکہ وہ جو  
 نظر و فکر اور گمان و قیاس سے اور شیخ کامل حضرت ابو بکر بطنامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 اپنے زمانہ کے علماء کو کہا کرتے تھے کہ تم نے اپنے علوم سی عالموں سے یعنی مردوں  
 نے مردوں سے حاصل کئے ہیں اور ہم نے اپنے علوم اوس زندہ جاوید سے اخذ  
 کئے ہیں جو مرنے والا نہیں ہے۔ اور اسے بھائی تم کو چاہیئے کہ علوم میں سے اوسی  
 علم کی جستجو میں رہو جس سے تمہاری ذات کامل ہو اور جہان تم جاؤ تمہارے ساتھ  
 رہے۔ اور ایسا علم صرف وہی ہے جو اللہ تعالیٰ سے علاقہ رکھتا اور وہ ب و مشاہدہ  
 کے ذریعہ سے حاصل ہوتا ہے۔ کیونکہ مثلاً علم طب ہے کہ اسکی ضرورت اوسی عالم میں ہے  
 جہاں روگ اور دکہ ہے اور جب تم اوس عالم میں انتقال کرو گے جہاں دکہ درد ہی  
 نہیں ہے تو وہاں اس علم کے ذریعہ سے کسکا علاج کرو گے۔ اس سے اسے بھائی  
 تم کو معلوم ہو گیا کہ عقل والے کو صرف وہی علم حاصل کرنا چاہیئے جو اوس کے ساتھ عالم برزخ  
 تک جائے نہ کہ وہ جو عالم آخرت کے سفر کے وقت ساتھ چھوڑے۔ اور آدمی کے ساتھ  
 جائیو والے صرف وہی علم ہیں۔ ایک تو خدا سے عزوجل کا علم اور دوسرا معاملات

آخرت کا علم۔ تاکہ اوس عالم میں جو تخلیقات واقع ہوں اور کما انکار کہ کرٹھیں اور جب حق کی  
 تخلیق اسیر ہو تو لحدودہ باللہ صلیک (تھیں حدائی یہاں اگتا مومن) کہ کہہ سے جیسا کہ  
 وارد ہوا ہے۔ اسلئے اسے بہائی یہ ضرور ہے کہ اسی عالم میں یہ دونوں علم تیر گول جائیں  
 تاکہ اکامیل تکو اوس عالم میں ملے۔ اور اس عالم کے اہمیں علوم کو لو حکمی ضرورت اہل اللہ  
 کی اصطلاح کے مطابق خدا کی طرف جاسے کے راستہ میں پیش آئے۔ اور ان دونوں  
 علموں کا امتصاف صحت حلویت ریاضت مشاہدہ اور جبر الہی کے درلیہ سے  
 ہو سکتا ہے۔ اسے بہائی میں جانتا تھا کہ تمہارے لئے حلویت اور اس کے شرائط  
 اور ان تخلیقات کا ترکو حلویت میں لفظ آئین ترتیب۔ ارتھوڑ اتھوڑا کر کے دکر کروں۔  
 لیکن مخالفت رمانے مجھے اس ارادہ سے بار رکھا۔ مخالفت رمانے سے سری حلو  
 وہ اتخاص ہیں حکو اسرار تریعت کی سمجھ میں ہے اور جب کا طریضہ لڑنا جگر دما ہے۔  
 یہاں تک کہ ایسے لوگ حتی حیدوں سے ماداقف ہوتے ہیں سب سے انکار کرتے  
 ہیں اور تعصب اور آم و نمود و سردار سے اور دین کے درلیہ سے دیا حاصل کرنے  
 کی محبت لے اوکو مل اللہ پر اعتقاد لالے اور اکی رنگی کو ماننے سے روک رکھا ہے  
 استغنی (رسالہ کی عبارت ختم ہوئی)

اور حضرت محی الدین اس العربی لے فتوحات اور ایسی ووسری کتابوں میں  
 لکھا ہے کہ صوفیوں کے علم تک پہنچنے کا راستہ ایمان و تقویٰ ہے اللہ تعالیٰ لے  
 ارشاد فرمایا ہے وہ اور اگر اس لستوں کے رہے والے ایمان لاتے اور پھر جاری  
 کرتے تو ہم آسمان اور زمین کی رکوتوں کو انیر کبول دیتے، یعنی ہم اوکو اوس علوم پر مطلع

اوسیتے جو عویات معیادہ اور تہررت کے اسرار اور ملک و ملکوت کے انوار سے  
 علاقہ رکھتے ہیں۔ اور اندر لے دیا گیا ہے "اور جو شخص حد سے ڈرتا رہے گا خدا اسکے  
 لئے نجات کی شکل نکال دے گا اور اسکو وہاں سے رزق پہنچائے گا حد ہر سے اسکو  
 گمان ہی نہ تھا" اور رزق کی دو قسمیں ہیں روحانی و جسمانی۔ اور اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے  
 "اور اللہ سے ڈرو اور اللہ کو سکتانا ہے" یعنی تمکو وہ باتیں تھلائے گا حکومت و ممالک کے  
 دربار سے ہیں جانتے اور وہ علوم الہیہ ہیں اور اسی لئے تعلیم کی نسبت اسم اللہ کی طرف  
 ہے جو ذاتِ یزدانیت کرتا اور آسمان و افعال و صفات کا جامع ہے۔ یہ حضرت موصوف  
 لکھتے ہیں کہ اسے بھائی اسلئے تمیز لازم ہے کہ اس گروہ کی تصدیق اور انکے آگے تسلیم  
 ہم کرو۔

اور یہ لوگ کتاب و سنت کے جو معنی و مطلب میاں کرتے ہیں اوسکی نسبت یہ وہم  
 نہ کرو کہ یہ اوکو ظاہر سے پھیر دیتے ہیں۔ ملکات یہ ہے کہ ظاہر آیت و حدیث کے  
 معنی و مطلب کو گون کی سمجھ اور اوسکے تفاوت کے اعتبار سے بھا کرتے ہیں۔ ایس  
 بعض معنی ایسے ہیں جنکے لئے آیت و حدیث آئی ہے اور رمان کی عام ہول جال کی رو سے  
 اوسیر دلالت ہی کرتی ہے اور اوسیں دو سکر باطنی معانی و مطالب بھی ہیں جو اس آیت  
 و حدیث کو بڑھتے وقت اس شخص پر منکشف ہوتے ہیں حیرت انگیز و کم مکتف و مانا ہے  
 کیونکہ حدیث سوری میں آیا ہے کہ ہر آیت کا ظاہر باطن حد اور مطلق سات لطف اور شتر تک  
 ہے۔ لہذا ظاہر تو وہ ہے جو بنے تکلف سمجھ میں آتا اور اقول کر لیا جاتا اور ان معنیہ علوم

۱۱ و کو سورہ طلاق (بار ۲۸ - رکوع ۱۷) کی دوسری اور تیسری آیتیں - ۱۲

۱۲ و کو سورہ فرقان (بارہ - ۳ - رکوع ۷) کی آیت ۲۸۲ - ۱۲

میں سے ہے جسکے دریعہ سے اعمال صالحہ کئے جاتے ہیں۔ اور باطن معارف الہیہ ہیں۔ اور مطلع وہ مفہوم ہے جس میں ظاہر و باطن ایک ہو جاتے ہیں۔ ار وہ سمود کلی ذاتی کا راستہ ہوتا ہے۔ جاں برادر اسکو سمجھو اور ایسے معیون کو جو عہد ام کی سمجھ سے ماہر ہیں اس تشریف گروہ سے حاصل کرنے میں کج بحث لوگوں کے معاشرہ کے سب سے بڑے کو۔

اسکیا یہ معارضہ صحیح نہیں ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کلام کا حال الہی ہیر کرد و سری طرٹ لیجاتا ہے۔ کیونکہ یہ حال نہیں ہے۔ حال تو اس صورت میں ہوتا ہے کہ وہ کہتے کہ اوس آیت وحدیت کے اوسکے سوا حرم کہتے ہیں کوئی اور معنی ہی نہیں ہیں۔ حال آئکہ نہیہ ہیں کہتے۔ ملکہ ظاہر کو ظاہر پر رہنے دیتے اور اوسکے مضوعات کو اوس سے مراد لیتے ہیں اور جو معنی و مطلب کہ اللہ تعالیٰ ایسے فضل و رحم و احسان سے اوسکے دل و بے میں ڈال دیتا اور اوسکی ہموں پر کہول دیتا ہے اوسکو بھی سمجھ لیتے ہیں اور یہ وقت حال کہیں کہول دینے کا لفظ اس طور سے استعمال کرتا ہے وہاں اوسکی مراد یہ ہوتی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کتاب عزیز و احادیث متشریف لائے ہیں اوسکے یہ کئے متعلق نفس یا قلب یا روح کا پردہ دور ہو جائے۔ اسلئے کہ ولی کسی ہی تشریف الہیہ لانا وہ لو کتاب و سنت کے متعلق ایسی نئی سمجھ لانا ہے جو اس سے پہلے کسی کو حاصل نہ ہوئی تھی اور اسی لئے شکو اہل طریقت پر ایمان نہیں ہوتا وہ اوسکو ہدایت ہی عجیب و غریب سمجھتا اور بدست کی راہ سے کہتا ہے کہ یہ تو ایسی بات ہے جو کسی نے نہیں کہی تھی۔ حال آئکہ مناسب یہ تھا کہ اوسکو اعتقاد کی راہ سے قبول اور اوسکے کہنے و دینے سے فائدہ حاصل کرتا۔ اور جس شخص کی شان انکار کی موتی ہے وہ ایسے زمانہ کے اولیا میں سے کسی سے فائدہ نہیں اٹھاتا اسلئے حق میں یہ کلام ہو گا گنا کیا کم ہے۔ اور اکثر ایسا ہوتا ہے





ولی اللہ ہونے پر حتمین تمام نہ کرے۔ حال آگاہ سکویہ ہمیں ہو جیسا کہ اولیاء اللہ کے صفات اولیاء اللہ ہی یہاں سکتے ہیں ہر شخص دلی ہمیں ہے وہ کسی شخص کی ولایت کی نفی کمان سے کرنا ہے یہ تو محض تعصب کے سوا کچھ ہی نہیں ہے۔ جیسا کہ ہم ایسے زائد بین ابن تیمیہ کا انکار ایسے اور ایسے اوں ہمایوں کی سمت دیکھ رہے ہیں جو عاری میں سے ہیں۔ بہایو حسین یہ صفت یائی حائلے اوس سے برہم کر داور طرح جو کچھ اور مردہ سے بنا گئے ہوا وسطیٰ او کی صحبت سے ہاگو۔ اللہ تعالیٰ اسے کرم دست سے ہکو اور نکو اولیاء کا سچا سمجھے والا اور ان کی کرامات یرایان لایوالا سائے امتی (شیخ الوالحس شاذلی کا قول حتم ہوا) اور موصلی نے کتاب مصافح الاکابر میں موصول سے عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے نقل کی ہے کہ وہ کہا کرتے تھے کہ دیکھو مولودین کی صحبت سے بچو رہو اسلئے کہ اگر وہ نکو دوست رکھیں گے تو تمہاری تعریف میں ایسی باتیں بیاں کرینگے جو تم میں ہمیں ہیں اور اس طور پر تمہارے جھوٹ کو تمہارے یوتیر رکھیں گے اور اگر تم سے عداوت رکھیں گے تو تمہاری مذمت میں ایسے امور ظاہر کریں گے جن سے تم پاک ہو اور لوگ ادا کا کتا سچ سمجھ لیں گے شیخ الوالحس شاذلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ایسے امیاء و اصعیاء کے بارہ میں بیروتس علی آتی ہے کہ او کی ابتدائی حالت میں برابر اور امتیائی حالت میں جب کبھی او کا دل اللہ تعالیٰ کے سوا اور کی طرف مائل ہو تو او پر مخلوق کو مسطور ہوتا ہے مگر آخر میں جب وہ پورے خدا ہی کے ہو رہتے ہیں تو او میں کی جیت ہوتی اور میدان او نہیں کے ہاتھ رہتا ہے۔ امتی

**میں کتا ہون** کہ اسکی دھیر ہے کہ مہر سالک پر مخلوق کی طرف رجحان اور ایسی نسبت ایسی خوش اعتقادی کے میلان کے ساتھ خلوص اور مارگاہ خلوص کی طرف

حاجت و تموار ہوتا ہے۔ اسلئے جب آدمی اور سکوا دیت ہو پجاتے اور اوہ کسی رانیاں کرتے اور چوہڈ اور تھمتے اور کسی چھٹی کرتے ہیں تو اور سکوا نفس ہاں سے ہانگا اور جواہی سکو اہی اور سکوا میلاں اوہی طرف مانی ہمین رہتا۔ اور تب اور سکوا معاملہ ایسے کے ساتھ صاف ہو جاتا اور اوہی توہمہ اوہی طرف ٹیک ہو جاتی ہے۔ کیونکہ اوہ سکے ہوا کسی کی طرف اور سکوا خیال ہی ہمین جاتا ہے۔ اور پھر اپنی استمالی سیر کے بعد وہ خلق کی رہائی کی طرف لوٹتے ہیں تو نور و ماری درگد رعبیوتی کے خلعت سے سرور ہو گزرتے ہیں۔ اسلئے خلق اللہ کی ادیت کو برداشت کرتے اور خدا کے بدون سے جو کچھ اوہی نسبت سرور ہوتا ہے سب یہ وہ خدا سے رہتی رہتے ہیں۔ اور اس سے اللہ تعالیٰ ایسے بدون کے دریاں اوہی کا رتہ ملد کرتا ہے۔ اور اوہی کے الوار کال ہوتے ہیں۔ اور جو کچھ تخلیق اوہی خلق اللہ سے پہنچتی ہے اوہی برداشت سے رسولان کی میرات کے نتیجے مستحق ٹھہرتے ہیں اور اسی سے اوہی کے مراتب کا تفاوت ظاہر ہوتا ہے۔ اسلئے کہ آدمی اپنے دیں کی مقدار کے مطابق آرمایا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”اور ہمیں ایمان سے امام خانے تھے کہ ہمارے حکم سے ہدایت کیا کرتے تھے اور (یہ مصیب الاممہ اوہی اسوقت ملا) حکم وہ صبر کئے رہے۔“ اور اللہ تعالیٰ کا قول ہے ”اور تم سے پہلے بھی رسول چٹلائے جائیکے ہیں تو اوہیوں نے لوگوں کے چٹلائے پر اور ان کی ادا دہی نہ صبر کیا یہاں تک کہ ہماری مدد اوہیے یاس آئی ہوئی،“ اور اسکی وجہ یہ ہے کہ کالمیں میں سے کوئی دو شہودوں سے حالی ہوگا۔ یا اوہی کے قلب میں حق تعالیٰ کا شہود ہوگا پس وہ حق کے ساتھ

۱۵ دیکھو سورہ سحرہ (مارہ ۲۱۔ رگوں ۱۶) کی سویں آیت ۱۲

۱۶ دیکھو سورہ النعام (مارہ ۷۔ رگوں ۱) کی سویں آیت ۱۲

ہوگا سدوں کی طرف اوکو انفات ہی ہوگا۔ یا حلق کا شہود ہوگا اور اس صورت میں وہ  
 اور میں اللہ تعالیٰ کے سدے یا رنگ اور اوکے آفاکی وجہ سے اونکی خاطر مدارات کرینگا  
 اور اگر وہ منائی اللہ کے درجہ میں ہوگا تو ہوگا اس سے بحث نہیں ہے۔ اسلئے کہ ہما کی  
 حالت میں اس سے تکلیف اُٹھاتی ہے۔ اس تقریر سے معلوم ہو گیا کہ اولیاء و علماء  
 میں سے جو شخص انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کے قدم قدم جلتا ہے اوکے لئے ضرور  
 ہے کہ ستایا جائے جیسے وہ ستائے گئے تھے۔ اور اسیر طومان یا ندہ سے عا میں  
 جیسے اوپر یاد ہے گئے تھے تاکہ حطرح اوہوں نے صر کیا تھا یہ بھی کرے۔ اور حلق اللہ  
 پر رحم کرنے کی عادت کرے۔

ولی کی ولایت  
 حلق اللہ کے احسا  
 کا سب

اور سیدی علی حواص کو یہ کہتے تھے کہ اگر اللہ کی طرف ملائے والوں کا کمال  
 اس پر موقوف ہو تاکہ حلق اللہ کا اوکی تصدیق پر اتفاق ہو تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اوکے  
 میتہر کے امیاء سب سے زیادہ اسکے مستحق تھے۔ حال آنکہ ایک گروہ نے اوکی تصدیق  
 کی اور اللہ تعالیٰ ایسے فصل سے اوکو سید ہی راہ پر لایا۔ اور باقی اس نعمت سے محروم ہے  
 اور اللہ تعالیٰ نے اپنے اصناف سے اوکو مستحق بنایا۔ اور جو کہ اولیاء و علماء لوگوں کی غمخواری  
 کے مقام میں رسولوں کے لقتس قدم پر چلتے ہیں۔ اسلئے اونکے مارہ میں ہی لوگوں کی  
 دو ٹوٹیاں ہو جاتی ہیں۔ ایک تو معتقد اور سچا جا سے ولی۔ اور دوسری منکر حشلا یووالی۔  
 جیسا کہ رسولون علیہم الصلوٰۃ والسلام کو میتیں آتا رہا ہے۔ تاکہ اللہ تعالیٰ اس سے اون کو  
 اوکی میرات کا حقدار ساے۔ پس اوکی تصدیق اور اوکے علوم و ہمار کا اعتقاد وہی کہنگے  
 حکم اللہ تعالیٰ اُن میں شامل کرنا چاہے گا۔ گو وہ ایک زمانہ کے سدھی کیوں ہو۔ اس سے  
 اوکے حشلاے والے اور انکار کر لے والے تو وہ اوکی مار گاہ کے کالے ہوئے ہیں

اور اللہ تعالیٰ اومیں ادکی اس حرکت کے باعث اور جی دور ہیکنا حاتا ہے۔ اور اولیا و علما کے ماسے والے حیر اللہ تعالیٰ کی عیایت ہوتی ہے لوگوں میں سے توڑے ہی اس سے ہوتے ہیں کہ اوکے طریق سے ماہفیت کا علیہ اور عقلت کا درہوتا ہے اور اکثر دیون کو اپنے نفس کے رتاک وحدہ کے باعث کسی شخص کی ررگی و عقلت جڑی لگتی ہے۔ چنانچہ کتاب مجید نے نوح علیہ السلام کی قوم کے بارہ میں اسکو ظنا سر کیا ہے اور جو لوگ ایمان لاچکے ہیں (اں سب کو کتتی میں لادلو) اور اسکے ساتھ ایمان بھی اس توڑے ہی سے لوگ لائے تھے اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے مگر اکثر آدمی ایمان میں لاتے۔ ولکن اکثر آدمی ہیں جاتے، اور عناب ماری عراسہ لے فرمایا ہے۔ ”یا تم ایسا حال کرتے ہو کہ انہیں اکثر سنتے باسنتے ہیں۔ یہ تو بس جو یالون کیطسج کے ہیں بلکہ یہ (اے ہی) گئے گورے ہیں، اور اوکے سوا اور جی آیتیں ہیں۔

اور شیخ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ عوام الناس کو کمان نصیب کہ حق تعالیٰ کے اسرار کو مجسمین جو خاص بندوں یعنی اولیاء انبیاء کے ساتھ ہوتے ہیں اور اس کا تصور کر سکیں جو ان کے دل میں چمکتا ہے۔ اور اسی لئے اللہ تعالیٰ انکو اپنی اکثر مخلوق سے برہہ ہی میں رکھتا ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انکا مست بڑا رتبہ ہے۔ اور اگر لوگوں میں ظاہر و عیان رہتے اور یہ انہیں ازیت دیتے تو یہ اللہ تعالیٰ سے علانیہ جنگ کرتے اور اللہ انکو ہلاک کر دیتا۔ اسلئے مخلوق سے انکا چھپائے رکھنا مخلوق کے حق میں رحمت ہے۔ اور اولیا میں سے جو لوگ کہ خلق پر ظاہر ہوتے ہیں تھاپری

اللہ کے چنے  
مہر سب انکو  
کی صورتیں

۱۱ دیکھو سورۃ ہود (بارہ ۱۲- رکوع ۴) کی چالیسویں آیت - ۱۲

۱۲ قرآن مجید میں میسوں کے طرح - ۱۲

۱۳ دیکھو سورۃ قیساں (بارہ ۱۹- رکوع ۲) کی چالیسویں آیت - ۱۳

علم اور اسکی دلالت کے پائے جانے کی حقیقت سے ظاہر ہوتے ہیں اور رار ولایت کی حقیقت سے تو وہ ہمیشہ پیچھے ہی رہتے ہیں۔ اور شیخ ابوالحسن شاذلی رحمہ اللہ تعالیٰ علیہ کا قول ہے کہ ہر دلی کے لئے ایک یا چند پردے اور سکے مستار ہوتے ہیں جو اللہ تعالیٰ کی سمت مقبول ہیں۔ کہ اس کے ستر حجاب ہیں اور اسکی معرفت نہیں ہوتی مگر انکے ماہر سے۔ یہی حال دلیوں کا بھی ہے۔ بعض تو اسباب کے پردہ میں ہوتے ہیں۔ اور بعض ظاہر ہی عزت و عجب و قدر کے پردوں میں۔ یعنی جبکہ قلب برحق تعالیٰ کی حسی بخلی ہوتی ہے اوی کے مطابق اوسیر پردہ بڑا رہتا ہے۔ اس سے لوگ کہتے ہیں کہ اس نفس کے ساتھ گزرتی شخص دلی اللہ میں ہو سکتا۔ اور اسکی صورت یہ ہوتی ہے کہ جب حق تعالیٰ مدہ کے طلب پر قدر کی صفت کے ساتھ تخیل رہتا ہے تو وہ مدہ قہار ہوتا ہے۔ اور انتقام کی صفت کے ساتھ تو منتقم۔ اور رحمت و شفقت کی صفوں کے ساتھ تو متحقق و رحیم۔ اور علی ہذا پھر جو دلی کہ عزت و عجب و قدر و انتقام کا منظر ہو کر ظاہر ہوتا ہے اسکی ہمراہی مریدوں میں سے وہی اختیار کرتا ہے حکم اللہ تعالیٰ نے نفس و ہوا سے پاک کر دیا ہے۔ اور ہر ماہ اور ہر دور میں ایسے اولیاء و علماء ہوتے ہیں جبکہ آگے اوس زمانہ کے ماستار سر جاتے اور جنگی فرما سر وارجی و اطاعت کرتے ہیں۔ اور انہیں سے بعض ایسے ہوتے ہیں جو ظاہر ہی علم کے متعلوین اور ظاہر ہی نقلوں کی گناہی میں اپنے آپ کو چمپاتے ہیں یہاں تک کہ تم انہیں اور کم علم طالب علموں میں بمشکل تمیز کر سکتے ہو۔ اور انہیں سے بعض جیسا کہ کش میں بڑے اور عجب ریاست حلالے اور لباس ماخوذ ریب بدن کر لے کے قلعہ سے اپنے اوپر پردہ ڈالے رہتے ہیں۔ حالانکہ ماٹن میں بہت ہی بڑے پائے کے ہوتے ہیں۔ اور بعض کا پردہ یہ ہوتا ہے کہ ماستا ہوں۔ امیر ہوں اور مالدار ہوں کے پاس کثرت سے آمد و رفت رکھتے ہیں

اور اوں سے دیا وہی حیردن کا سوال کرتے ہیں اور اس حلیب امام دغیرہ کی لوکریاں  
ڈھونڈتے ہیں اور پھر اوہیں ایسا عدل اور ایسی میک جیلی اور میکو کاری رستے میں کہ اُنکے  
سو کسی حاکم یا عملہ یا مولوی سے ہو میں سکتی ہے۔ ۱۔ روزہ ایسی ماہوار میں سے خود کچھ  
ہی ہیں کہاتے۔ یا کہاتے بھی ہیں تو ستر رقی سے زیادہ ہیں۔ پس جو لوگ کم فہم  
اور کم عقل ہیں وہ کہتے ہیں کہ اگر یہ شخص دل اسد ہو تا تو اس امیر دن کے یاس ہر گر آمدورفت  
۔ رکنا ملک ایسی گوستہ نہ تھا یا گھر کے اندر علم میں مستول رہتا اور اسدا سکدا کرتا اولیا را اسدا  
سرا کھے رہا نہ میں ہو گئے۔ خدا اوہ رحمت بیٹھے۔ اور اسی قسم کی دل دکمائے ارشائے  
کی و بابتین کہتے ہیں۔ لیکن ایسا کہنے والے اگر اسکی دینداری و دیر میر گاری کی کامل تحقیقات  
کریں تو ایسے اولیا و علما کو بُرا کہنے سے احتراز کریں۔ اسلئے کہ یہ لوگ اکثر مادستا ہوں  
و غیر ہم کے یاس کسی بُرائی کو دور کرنے یا کسی مظلوم کو قید سے چھڑالے یا ایسے بدگیاں خدا  
کے کام مکالنے کے لئے آتے جاتے ہیں حکمی رسائی وہاں تک ممکن نہیں اور وہ ایسے  
دلیون اور عالمون سے درخواست کرتے ہیں حیران کا اعتقاد ہے اور اسلئے ان لوگوں پر  
اونکی ضرورتون کے لئے حاکمون کے یاس حاماد احب اور بیلوہتی کرہا حرام ہو جاتا ہے۔  
ایسے علما و اولیا کی بدگوئی میں ہمیشہ احتیاط کرنی چاہیئے۔ خصوصاً جب ہم دیکھیں کہ ایسی  
آمدورفت رکھنے والے علما و اولیا اسنے قضی کی حیردون میں رہ رہ رہتے ہیں۔ اور جب  
امیروں اور حاکمون کے ساتھ بیٹھتے ہیں تو ایمان کی عرت و حرمت کو ہاتھ سے نہیں  
دیتے اذکونیک کاموں کا حکم دیتے اور رُزے کاموں سے مع کرتے ہیں۔ اور حکمی ہاتس  
حاکمون سے کرتے ہیں اوجکا بدیہ قبول نہیں کرتے۔ ایسا تمحص مسنین میں سے ہے اور  
کسی کو حائر میں ہے کہ ادسیر مذکورہ مالا سبب سے اعتراض کرے۔ اور پیسے سیدی علی نقوی

رسی اللہ تعالیٰ عہ کی رماں سے سا کہ حب فقیر کو دیا وارا میرون کی لست معلوم ہو کہ او سکی  
 نصیحت کو سستے اور او سکی سہارن کو ماتے ہیں۔ تو اس فقیر پر او سکی صحبت اور او دن کے  
 یاس آمد و رفت واجب ہو جاتی ہے۔ اور حکو اللہ تعالیٰ نے نور عطا فرمایا ہے او سکو او سکی  
 تمیز ہو جاتی ہے کہ کیا کرنا اور کیا ترک کرنا چاہیے۔ انتہی (علی غرض رسی اللہ تعالیٰ عنہ کا  
 قول تمام ہوا) **میں کہتا ہوں** کہ لعن او لیار کا پردہ یہ ہوتا ہے کہ خلق اللہ جو کچھ بہتے  
 و صدقات او کو دیتی ہے او کو وہ قبول کر لیتے ہیں او او میں اینا مال ملا دیتے ہیں اور اس  
 سے لوگوں پر یہ ظاہر کرتے ہیں کہ یہ کل عیروں کی خیرات میں سے ہے اور جو لوگ دیتے  
 ہیں او سکی سخاوت کی تعریف کرتے اور لوگوں کو اس دہم میں ڈالتے ہیں کہ حیرات کے مال  
 میں سے ایسی دات اور ایسے مال بچوں کے لئے کچھ رکھ لیا اور محتاجوں کو بخش دیا ہے  
 حال آنکہ او میں اپنا مال ہی ملا دیا ہے اور لوگوں کا ایسا دہم بھرتہ کرے کے لئے اس طرح کی باتیں  
 کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں سلاکس سے یہ ہو سکتا ہے کہ لوگوں سے حیرات لے اور  
 فقیروں کو دینے اور اس کے دل میں او میں سے کچھ رکھ چڑے کا خیال نہ آئے۔  
 مگر ایسا کیا مانتا تو بڑا ہے اللہ ہی معاف کرے۔ اور یہ اس مردان خدا کے بہت بڑے  
 احقاق میں سے ہے صہون نے اینا معاملہ خدا کے ساتھ صلوہ پر رکھا ہے۔ کیونکہ جب  
 لوگوں کی آنکھوں میں او سکی ایسی ظاہر و پتہ حقارت و لت و سوائی ہوگی تو کب تک آنکھ او کے  
 باطنی نکال پر نہ بڑے گی۔ بس لے کہ جہاں آدمی نے مخلوق کا ہدیہ قبول کیا یقیناً او کی آنکھوں  
 سے گرا۔ جیسا کہ جسے او سکو دایں کیا وہ او کے نزدیک معزز ہوا۔ حال آنکہ ممکن ہے  
 کہ واپس کرنے والے نے زیادہ ور سے لوگوں کے دل اپنی طرف پھیرنے کے لئے  
 ایسا کیا ہو تاکہ لوگ او کی تعظیم و تکریم کریں اور او سکی بیخ و بن میں خوب تر زبان ہوں فضیل بن عیاض

رسمی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ جو شخص لوگوں سے لیا ترک کر کے اون سے تعریف کا  
 طلب گار ہے - وہ تو ایسے نفس اور نفسانی خواہش ہی کی پرستش کرتا ہے اس کو اللہ تعالیٰ  
 سے کیا سروکار۔ **مین کہتا ہوں** کہ پرستش سے اطاعت مراد ہے۔ اور یہ بھی  
 اوہیں کا قول ہے کہ جس شخص کو ایسے نفس سے وابستہ کر دینے کے فتنہ کا امداد ہو اس کو  
 جلا ہیٹے کہ لے لے اور بعد کو حیب حیا یا مستحق کو دیدے اور خود اپنے لے اوسیں سے  
 کچھ بھی نہ لے۔ اتنا انداز میں تدبیر سے وہ فتنہ سے اس میں رہے کا شیعہ محمدی الدین  
 رحمہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے کہ اولیاء اللہ کی طرف سے حنفی حیریں کہ بد اعتقاد لڑتی ہیں اوسیں  
 سے ایک یہ ہے کہ کسی شخص سے حصے اور کالاس پہنا ہوا اور اوس کے بیسے طریق کی  
 طرف منسوب ہو کوئی نفرش واقع ہو جائے۔ اور ایسی بد اعتقاد ہی رہتا ہوا رہنا خدا سے  
 رست بڑا الگ کرے والا ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ”اور خدا کے (جتنے)  
 کام (ہیں ایک امر) تقدیری (یعنی جو ویزا ازل سے) ٹھیکے ہوئے ہیں“ اور  
 ”کوئی دوسرے کے بار کو ایسے اور زمین لیگا“ یہ ایک شخص کے کڑا کرنے سے کہاں سے  
 لازم آیا کہ اوس کے کل ہر رنگ و ہر طریق ٹرے ہو جائیں۔ یہ تو محض عداوت اور ماحول کا تعصب  
 ہے اور کچھ ہی بہین قطع

صحابہ سورتین اولیاء اللہ کا چھہ  
 دلیل صاف و روشن ہے کہ کامل ہے دوزخ کا  
 سبب تاریک بین گرا بہ تیرہ جامہ کوڈا ہے  
 ضیاء حسن میں اُس کے توفیق آتا ہے  
**مین کہتا ہوں** کہ اولیاء اللہ کی شناخت سے سب سے بڑا ہر مار دیکھنے والا ماحولیت

۱۲ دیکھو سورہ الاحزاب (پارہ ۲۲-۲۳) رکوع ۲ کی ازیمین آیت ۱۲

۱۳ دیکھو سورہ اسراء (پارہ ۱۵-۱۶) رکوع ۲ کی ازیمین آیت ۱۲



دشمن است کا خیال ہے۔ یہ خیال است بڑا احاسس ہے جسے بہت سے اولیاءِ آخرین کی  
 راہ داری ہے جیسا کہ خداوند تعالیٰ ایک قوم کے حال میں فرماتا ہے ”اور کہتے ہیں کہ یہ کیسا  
 رسول ہے جو کہانا کھاتا اور مازادوں میں (پڑا) پھرتا ہے“ لیکن جب اللہ تعالیٰ چاہتا ہے  
 کہ ایسے کسی مدد کو ایسے کسی ولی سے مانگے تاکہ اس سے اویس سیکھے اور اخلاق  
 میں اس کی پیروی کرے تو اس کی تشریت کا رُوح اس کی طرف سے ہیرویتا اور اس کی خصوصیت  
 کا ہیلو اس کی اکہون کے سامنے ظاہر کرتا ہے۔ (اس لئے وہ دیر کسی شک کے اس کا  
 معتقد ہو جاتا اور اسکو ہدایت و دست رکھتا ہے۔ اور اکثر آدمی جو اولیاءِ اللہ کی صحبت  
 میں رہتے ہیں وہ اس کی تشریت ہر کے رُوح کو دیکھتے ہیں۔ اسی لئے وہ بہت تہوڑا فائدہ  
 حاصل کرتے ہیں اور اسی یوری ٹمرا کے ساتھ بسر کرتے ہیں اور اوں سے یہ بے لطف نہیں اٹھاتے  
 اور عدائی حکمت کا انحصار یہ ہے کہ کسی ایک شخص کے اعتقاد پر ساری خلق اللہ کا اتفاق  
 ہو۔ اور اس میں ایک جہا ہوا رہے اور وہ یہ کہ اگر کُل مخلوق اسکو سچا جانے تو وہ ہٹلانیوں  
 کے ہٹلے پر صر کرے کے اجر سے محروم ہے اور اگر ساری مخلوق اسکو جو ٹنا ہی  
 کے تو سچا سمجھے والوں کی تصدیق اور یہ دونوں کی شہادت کے شکر کا احوال کے ہاتھ سے  
 جاتا رہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنے حسن اختیار سے جانا کہ اس کے اولیاء کے بارہ  
 میں لوگوں کی دو قسمیں ہوں جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا۔ ایک قسم معتقد و متصدق۔ اور  
 دوسری منکر و مکذّب۔ تاکہ وہ پہلی قسم کے اعتبار سے شکر کے ساتھ۔ اور دوسری کے  
 اعتبار سے مبر کے ساتھ۔ خدا کی عبادت کریں۔ کیونکہ ایمان کے دو حصے ہیں آدم و امر  
 ہے اور آدم و امر۔

اور بیٹے سیدی علی الخواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کہتے سنا کہ نفس تعزیر کے سیلا پھاتا ہے اور مدت سے صاف دستہ را۔ اور وہ کہا کرتے تھے کہ دیکھو اوس شخص کے قول کی طرف ہرگز کان نہ دہرا جو علماء و مقرر کے کسی کردہ کام کو بدورہ اللہ تعالیٰ کی رعایت کی آنکہ سے گرجاؤ گے اور اوسکی ناراضی کے مستوجب ٹھیکہ دے گے۔ اور حیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ جو شخص اس کردہ کے ساتھ بیٹھے اور جو مائیں اوسکے نزدیک متحقق ہیں اوس سے کسی بین اوسکی مخالفت کرے اور کالور ایمان اللہ تعالیٰ حین لیتا ہے میں کہتا ہوں کہ ادنیٰ مراد اس لورایاں سے ہے جو اوس امر کے متعلق تھا حسین اوسے مخالفت کی نہ کہ ہر قسم کے ایمان کا لورجیسا کہ اسرار ملا لکھ اور اوسکی کتابوں اور رسولوں اور رور قیامت وغیرہ یر ایمان رکھنے کا لور۔ اسکی نظیر یہ ہے کہ حدیث میں آیا ہے کہ رانی حوقت رما کرتا ہے اوسوقت اوسین ایماں میں ہوتا ہے اس مسئلہ یر ایمان میں ہوا کہ رما کی حالت میں اللہ تعالیٰ اوسکو دیکھ رہا ہے۔ اور قوم صوفیہ نے جھگڑا کر لے سے اسوجہ سے منع کیا ہے کہ اوسکے علوم دل کی یامت میں نقل کے ذریعہ سے ہمیں آئے ہیں اور جو شخص متا ہرہ اور معائنہ سے حردیتا ہوا اس سے سننے والے کو نزع کرنی جائز نہیں ہے بلکہ اگر وہ مرید ہو تو تصدیق واجب ہے اور بیگانہ ہو تو تسلیم کیونکہ اس فرقہ کے علوم میں سارعت کی گنجائش ہی نہیں ہے یہ علوم توحیدی میرات ہیں۔ اور حدیث میں ہے کہ ہی کے یاس تسارع نہ کرنا چاہیئے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حدال سے منع کیا اور محاذ لہ کرنا لے کے حق میں فرمایا ہے کہ اوسکو چاہیئے کہ دوج میں اسیہ بیٹھے کی جگہ سائے۔ اور شیخ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قول ہے کہ معارف الہیہ و اتار است رمانیہ میں لوگوں کا اصل اعتراض یہ ہے کہ عقل کی روش سے حاجت میں اور لیر نقل کے اور سے آئے ہیں یعنی

ایمن عقل و نقل اور بطور کار کو دخل میں ہے۔ اس لئے وہ ایک طریقہ میو گیا۔ وہ مادا قس ہیں۔ اور  
 مادا قسیت کے باعث ان سے الٹا کرتے ہیں۔ اور جو شخص کسی طریقہ کا منکر ہوتا ہے  
 وہ خواہی بخواہی اس طریقہ والوں سے عداوت رکھتا ہے۔ اس لئے کہ اس کے اعتقاد  
 میں وہ طریقہ فاسد اور اس کے ماسے والوں کے عقائد مائل ہیں۔ لیکن وہ یہ نہیں خیال  
 کرتے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کے رجو کا انکا لام آتا ہے اور عقل پر واجب ہے کہ  
 جس چیز سے موقوف ہو اس کا انکار کرے تاکہ مسکین میں داخل ہو۔ اس لئے کہ اولیاء و  
 علماء یا عمل حقیقی تصدیق و صدق و تسبیح و اخلاص و فاعل عباد کی سائر اللہ تعالیٰ کے حضور  
 میں حاضر اور مراقبہ العباس کے سبب اللہ تعالیٰ کے ساتھ ہیں۔ یہاں تک کہ اسوں سے  
 ایسی باتیں اس کے ہاتھ میں دے رکھی ہیں اور ایسی حائنین بے چوں و چرا اس کے سپرد کر دی  
 ہیں۔ اور ایسے پروردگار کی روست سے ترنا کر اور ایسے ماہرین اس کی قومیت کو کافی  
 سمجھ کر کسی وقت بھی ایسی حالوں کی پروا میں کرتے۔ اس لئے کہ کچھ وہ خود ایسے لئے کرتے  
 اس کو اللہ تعالیٰ ہی اسام فرماتا ملک اس سے کہیں زیادہ کرتا ہے۔ اور جو شخص ان سے لڑتا  
 ہے ان سے اللہ ہی لڑتا ہے۔ اور جو ان پر غالب آجایا ہوتا ہے اللہ ہی اس پر غالب  
 آتا ہے۔

سیدی ابوالحسن شادلی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ جو کہ اللہ تعالیٰ کو اپنے علم قدیم کے وسیع  
 سے معلوم تھا کہ اس گروہ کے حق میں لوگ ایسا ایسا کیسے گئے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے اپنی ہی  
 ذات پاک سے ہدایت وراثی۔ چنانچہ ایک قوم پر جس سے اس سے میری بوجہ تکی کا حکم  
 جاری و بایا پس اس قوم نے حجاب ماری تعالیٰ پر جو روئے رکھے اور سلسلہ و نگہ سست  
 ہوئے کے عیب لگائے۔ یہ حجب لوگوں کے کار۔ ردین سائر جموں و عیرہ کہیں سے

یسی ولی و صدیق کے دل میں انقصاص پیدا ہوتا ہے تو حدائی صدائیں اس کے گوش دل میں  
 چپکے سے کہتی ہیں کہ اگر ہمارا اصل تخمیر ہوتا تو یہی تیرے واقعی صحابہ ہوتے۔ کیا تو اپنے  
 ہائیوں کو یہی آدم میں سے نہیں دیکھتا کہ کیونکر انہوں نے ہم سے گستاخیاں کیں اور عوامین  
 ہمارے شان کے شایان ہین ہیں وہ ہماری طرف منسوب کیں۔ اگر آپ بھی اسکا انقصاص  
 نہ کیا تو ہم وہی حقایق صدائیں کہتی ہیں کہ کیا آئیں۔ یہ انور ہین سنا دیکھ کہ ہماری نسبت وہ  
 باتیں کئی گئی ہیں جو ہماری عظمت و جلال کے سر اوارہ تھیں اور ہمارے حلیہ عظمہ اور  
 اوکے ہائیوں انیا و رسل کی طرف اوکے رتوں کے خلاف حا و دوحوں کی تہتیں لگاؤ  
 گئیں اور اوکو لوگوں نے کہا کہ حدائی طرف ملائے سے انکی غصہ ریاست اور دوسروں پر  
 اظہار صلیت کے سوا کچھ ہین ہے۔ اب اے ہائی اوس علاج کی طرف نظر دوڑاؤ جو  
 حق تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا اوس وقت دمایا جب وہ کفار کے قول سے دل تنگ  
 ہوئے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا **فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَكُنْ مِنَ السَّاجِدِينَ ۝**  
**وَاَعْلَمْ سَانَكْحَتَّىٰ يَاْتِيَنَّكَ الْيَقِيْنُ ۝** طیس اے ولی تجھ پر اس بارہ میں ایسے  
 رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بیروی واجب ہے اسلئے کہ یہ حدائی طب اور مالی علاج ہے اور  
 جو دل تنگی کہ اعیا راہل انکار و صاحب غرور کی باتوں سے پیدا ہوا اسکا ازالہ ایسی سے ہوگا۔  
 اور اوکی وجہ یہ ہے کہ **تَسْبِيْح** کے معنی یہ ہین کہ اللہ تعالیٰ کو اون چیزوں سے پاک

۱۔ اس کے ہل کی آست یہ ہے **وَلَمَّا عَلِمْنَا لَكَ يَصِيْقُ صَدْرُكَ لَمَّا يَفْجُورُ ۝** اور  
 تینوں مسئلوں کا رد یہ ہے۔ اور ہر موطوم ہے کہ گامی صبی صبی امین کہتے ہیں انکی وہ سے تم دل منگ تو  
 تو اسے رد در دگر کی حد کے ساتھ تسبیح کر داور سہ سے کو دھلنے پر در دگر کی عبادت میں لگے رہا جاک کہ کو

و مکررہ قرار دیا جائیے جو اس کے کمال کی کتاباں ہمیں ہیں۔ اسطور پر کہ اللہ تعالیٰ کی تسریہ امور  
 سلیمہ کے ساتھ کیا ہے اور حجاب الہی سے لعائن کی جیسے تنبیہ و تحذیر ہے یعنی  
 کیا ہے۔ اور ”تخمیل“ سے مراد یہ ہے کہ جو امر کہ اس کے حال و جمال کے سراوا  
 ہیں اس کے ساتھ اس کی متانت کس کیا ہے۔ اور یہ دونوں چیزیں (یعنی تسبیح و تکبیر) اس کی دل تکی  
 کے مرض کی دوا اگر ہوا ہیں جو انکار و صحر کر یواہون کے قول سے پیدا ہوتی ہے۔ اب  
 رہا ”ساحل لا“ سو یہ اس امر کا کیا ہے کہ زندہ ممدی و رحمت کی طلب ہے اپنے  
 آپ کو پاک کرے۔ اس لئے کہ سحرہ کر یواہا ایسے سحرہ کی حالت میں ممدی کی صحت سے  
 فانی ہو جاتا ہے۔ اسی واسطے بندہ کو شریعت میں حکم دیا گیا ہے کہ سحرہ میں سبحاں  
 ساری اَلَا اَعْلٰی و الحمد لا کہے۔ اور اس دو عروج و بہ سے حکم طرف  
 واعدانہ حق یا تیاک الیقین میں اشارہ ہے مراد یہ ہے کہ اپنی دولت اور عزت  
 کی طلب سے اپنی میراری کا اظہار کرے اور یہ اس بات کا اشارہ ہے کہ بندہ اپنے آپ  
 کو ذات و وصف کے اعتبار سے ماکر دے تاں اسکو روکے گی بگڑیگی و عزت کے خلعت  
 عطا ہو گئے۔ حکم طرف خداوند تعالیٰ کے قول <sup>۱۷</sup> وَاَسْحَدُ <sup>۱۸</sup> وَاَقْرَبُ اور کلا میرا  
 عدلیٰ یتقرب الی مالوا علی حق احیاء ما ذا احلنتہ کم ت لہ سمعاً  
 و بصراً الحد مت حدیف قدسی میں آیا ہے۔ اور اہل طریقت کے روایک ”نوافل“

۱۷ اور سحرہ سے کرو اور قرب حاصل کر ۱۲

۱۸ ہتھ بندہ کو اہل کے دلیر سے میری روکے گی دھڑکے گی کہ اسکو دوست رکھتا ہوں اور  
 میں اسکو دوست رکھتا ہوں تو اس کے کان آگئے ۔

اس سے عمارت ہے کہ مدہ اسے رب عزوجل کے شہود کے وقت اسے نفس کے  
 شہود میں حالی ہو جائے۔ اور ”یقیناً“ نفس الماء فی الحوض سے ماخوذ ہے  
 جو اس وقت بولتے ہیں جب پانی ٹھیکہ جائے اور اس سے مراد یہ ہے کہ تڑپ و شک و ہم و ظن کے  
 دور ہو جائے کی وجہ سے سکون قرار و اطمینان حاصل ہو جائے شیخ محمد الدین رضی اللہ  
 تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اس سکون قرار و اطمینان کی اصافہ جب عقل نفس کی طرف  
 ہوتی ہے تو اس کو علم الیقین کہتے ہیں اور جب روح روحانی کی طرف ہوتی ہے تو یقین الیقین  
 کہتے ہیں اور جب قلب حقیقی کی طرف توجہ الیقین کہتے ہیں اور جب سر و جوی کی طرف  
 توجہ کو حق الیقین کی حقیقت کہتے ہیں اور یہ مراتب سب کے سب منہ اس کی تحصیل میں جمع  
 ہوتے ہیں جو مردانِ خدا میں سے کامل ہوتا ہے اتقی۔ اور حمید رحمہ اللہ تعالیٰ بتلی علیہ الرحمۃ  
 اکثر کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کاردارِ محجوبوں کے درمیان اشیاء کرنا۔ اور یہی کہتے تھے کہ  
 فقیر کو یہ چاہیے کہ توحیدِ خاص کی کتابیں پڑھے مگر صدقین اہل طریقت کے سانسے یا اونکے  
 ماسخدانوں کے سامنے درہ ہٹلانے والوں کے لئے وبال کا مدیتہ ہے۔ اور انور اب  
 نجیبی رضی اللہ عنہ کا قول اور گدہ چکا ہے کہ وہ اہل انکار میں سے محجوبین کی نسبت  
 کہا کرتے تھے کہ جب قلب اللہ تعالیٰ کی روگردانی کا مالوس ہو جاتا ہے تو اوپر بار اللہ کی  
 عیب بینی اور کلی مصاحب ہو جاتی ہے میں کہتا ہوں کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ اگر وہ  
 قلب سے مارگاہ الہی کی طرف رجوع کر لے والوں میں سے ہوتا تو ضرور حاضرین مارگاہ کی  
 حوشتوں و سکویں بھرتی اور وہ اونکے ساتھ ادب کا رتاؤ اور او کی مدح کرتا۔ اون سے محبت کرتا  
 اور او کی حوشتیاں اٹھاتا تاکہ یہ اس سے مارگاہ کے قریب ہو بنیادیتے اور وہ ہی اس کا سا  
 ہو جاتا جیسا کہ دنیاوی بادشاہوں کا تقریب ڈھونڈنے والے کیا کرتے ہیں۔

**مین کتاہون** کہ مین سے اسکی وجہ بھی سمجھ میں آتی ہے کہ کیوں کا طین اہل لہجہ  
مقامات توحید خاص کے کلام کو بھی رکھتے ہیں۔ اسکی وجہ ساتھ مسلمان برصغیر اور حجاز والوں  
مجموعہ کے ساتھ رمی اور ایسے کلام کر کے والے ٹرے ٹرے عاریف کے ساتھ  
یاس ادب ہے۔ اور حیدر علی الدنیا علیہ رحمۃ اللہ توحید میں کہی تقریر مین کرتے تھے مگر ایسے  
گہر کے اندر اور وہ بھی اس کے دروازوں پر قفل ڈالوا ویسے اور اوکھی کھیاں ایسے رالو کے  
بیچے دبا لیے کے بعد اور کہتے تھے کہ کیا تکیو یہ لیس آتا ہے کہ لوگ اللہ تعالیٰ کے دوستوں  
اور خاص لوگوں کو حشائیں اور نیر کا روزہ دیتی ہوئے کی تہنیں لگائیں۔ اور انکے اس فعل  
کی علت نزرگون کے وہ کلام تھے جو اس مقدمہ کے آخر میں یاں کئے جائینگے۔ اور  
اسکے بعد وہ اپنے مرتے دم تک فقہ کے ذریعہ سے پردہ ڈالتے تھے۔ اور سنج  
محی الدین رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ جسکے دل میں تصدیق لے چکے ہیں یاں ہے وہ  
ہرگز اس گروہ کی مائیں نہ سنے گا اور اسکے ساتھ بیٹھنا چاہیے کیونکہ بغیر تصدیق کے مجاہد  
زہر قاتل ہے۔

اور سیدی افضل الدین رحمہ اللہ تعالیٰ لکھا کرتے تھے کہ صوفیوں کے ہر ایک کلاموں  
کا ظاہری پہلو صوفیہ معتزلہ و ملائکہ ہی کے اصول پر بیان ہوتا ہے۔ اسلئے عاقل کو  
چاہیے کہ صرف اس کلام کے صوفیہ کی طرف منسوب ہوئے سے اوکھے اسکا پرآمادہ  
نہو جائے بلکہ اوکھی اون دلیوں کو غور و تامل سے دیکھے جسے انہوں نے استناد کیا ہے  
اسلئے کہ فلسفیوں اور معتزلیوں نے جو کچھ یاں کتابوں میں لکھا ہے سب ہی تو مائل نہیں  
ہیں اور بعضوں نے خواہ کی کتابوں کے دیکھے سے منع کیا ہے تو اس خوف سے کہ مین  
دیکھے والے کے دل میں شبہ نہ آجائے خصوصاً جو لوگ کہ انکار و دعویٰ والے ہیں۔

اور پیسے ریاضی محمد معری شاد دلی رصی اللہ تعالیٰ عنہ کا ایک رسالہ دیکھا جس کا خلاصہ یہ ہے کہ سامانِ حیا پہنچے کہ گروہ صومیہ کا طریق تنہو و ذاتات اور اسے سے عقائدِ رومی ہے جو بعض حالات میں معتزلوں کے طریقہ سے قریب ہو جاتا ہے اور وہ حالت یہ ہے کہ جمال و است کی وحدت کے شہود میں عینیت صفات کے تنہو کی حالت کے رہا تک کہ گویا صفا ہے۔

ہم ہی ہیں۔ اور اگرچہ اور حالت اس سے ملد رہی ہے لیکن یہ حالت عزیر المرام سمعت مسم اور مذہب معتزلہ کی متابعت کے باعث حلیل القدر ررگوں کی نسبت سوزن میں مبتلا کر دالی ہے۔ اور اس حالت میں کوئی شہہ نہیں ہے۔ اس سبب سے سالک کو اس سے آگاہ رہا اور گروہ صومیہ کی نسبت ممکن سے پرہیز کرنا چاہیے کیونکہ چاروں صلاکات میں سے ہے انتہی۔ **مین کتاہون** کہ بعض اہلکار اللہ نے فرقہ صومیہ کے قیوت کلاموں کی نسبت گھٹو کر لے کا دروارہ مندر کردیا تھا یا نہ کہ اہل ہوں نے دعوات پائی اور اذ کو سلوک کے حوالہ کیا اور کہا کہ جو شخص اس کے طریقہ پر چلے گا وہ ابن باتون پر مطلع ہوگا حیرتِ مطلع ہوئے۔ اور ایسا ہی واقعہ یا کیا چھپا اہل ہوں نے یا یا تھا۔ اور عوام الناس کے جون و جراس سے بے پروا رہا اور عترب حضرت ابو عبد اللہ شری رصی اللہ تعالیٰ عنہ کے حال میں آئے گا کہ اذ کے یاروں نے اوں سے درخواست کی کہ اذ کو علم حقائق کی کہہ کیفیت سنائیں۔ اسیر اہل ہوں نے یو چا کہ آج میرے کچھ اصحاب ہیں۔ لوگوں نے کہا کہ چہ سوہ حضرت نے کہا کہ اہل ہوں سے سو کو تم ہی طرح سے متع کرلو۔ اور یہ کہ اُن سو میں سے میں کو چھاٹ لو۔ اور میں میں سے چار کو جس لو۔ چیا چہ ایسا ہی ہوا۔

**مین کتاہون** کہ یہ چاروں اہل مکاتہ و اصحاب معرفت میں سے تھے اور جب یہ انتخاب در انتخاب ہو چکا تو حضرت نے کہا کہ اگر میں تمہارے سامنے علم حقایق و اسرار



میں لکھو لوں۔ تو سسے پہلے جو لوگ میرے کفر کا فتویٰ دیں گے وہ یہی جارہو گئے۔ اتنی۔

**مین کتا ہون** کرانہ کی نسبت یہ اعتقاد رکھنا حائر نہیں ہے کہ یہ لوگ ماطن میں اسلئے رایت تھے کہ حوات اس کے نزدیک باطل میں متحقق تھی اور سکولار و عوام سے معصی رکھتے تھے تاکہ ہوا و سکالہ ہلوا احتیاج نہ رہا۔ اور وہ یہ کہ ہم ادنیٰ اصطلاحات سے ماواقت میں اور جو ادنیٰ مارگاہ میں داخل نہیں ہوتا وہ اس کے حالات سے واقف نہیں ہو سکتا اور وہ اسے علم کی تقریر کر کے وقت خود روا اسے سد کر دیا کرتے تھے تو صرف اس سبب کہ اس علم کی تہ اکثر علماء کے لئے بہت ہی گہری ہے۔ جیہ جائیکہ غیر علماء مدیا کہ امام احمد حنبل کی نسبت اور بیان کیا گیا کہ جب اُن کے پاس وفد مصریہ کے متعلق کوئی سوال آتا تھا تو وہ اس کو ابو حمزہ بغدادی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس بھیج دیا کرتے اور کہتے تھے کہ اس بارہ میں اسے صوفی تم کیا کہتے ہو۔ اور عارف کی دسترس میں نہیں ہے کہ وہ ایک ہی مات ایسی کہے کہ مختلف وجہ کے لوگوں کے مناسب حال ہو۔ کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خصوصیتوں میں سے ہے اور اس میں ہی راع ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں ہے کہ مجھے حکم ہے کہ میں لوگوں سے ادنیٰ عقلاؤں کے مطابق باتیں کروں۔ اس کو سمجھنا اور سوچنا چاہیے۔ اسلئے کہ جس شخص کو طریقت کا علم نہیں ہے وہ جب کسی مفیر کی زبان سے سنیے گا کہ توہم کی حقیقت یہ ہے کہ وہ توہم سے توہم ہے۔ تو وہ کہے گا کہ اس کے معنی مقصود علم ہیں کیونکہ توہم سے توہم تو گناہ برادر ہوا۔ لیکن جب فقیر اس کے معنی ایسی اصطلاح کے مطابق بیان کرے گا کہ میری مراد یہ ہے کہ اپنے نفس کو پاک صاف رکھو اور خدا کی رحمت کے سوا توہم پر اعتماد نہ کرے نہ کہ گناہ برادر کرے

تو وہ شخص کہ اونٹنے گا کہ یہ تو فرسے کی ماست ہے حال آ کہ اوسے پہلے اس کلام کو پڑھ لیا  
 تھا۔ اور یہ قول صوفیوں کے اس اصول پر مبنی ہے کہ او کی روتس یہ ہے کہ وہ ایسے اعمال کو  
 ریا و دعوے سے دور رکھا جاتے ہیں اور ایسے اخلاص کو شمار میں نہیں لیتے۔ اور اسی  
 سے بعض زرگون کا یہ قول صحیح ثابت ہوتا ہے کہ تقویٰ کی حقیقت تقویٰ کا ترک ہے۔ اور  
 یہ اسکی بطیر حضرت عمر بن العاص کا یہ قول ہے۔

وَقُلْتُ لِمَ هَدَيْتَ وَالتَّسْلُوتِ وَالتَّقِي  
 تَحَلُّوْهُمَا يَكُنْ وَبَيْنَ الْهُوَ حَلُّوْ

یہ ایسے رہد و تقویٰ اور عبادت کے کہا مجھ کو جوڑو۔ عشق اور محبت میں نہ ڈالو تم حاصل

اور علی ہذا ادیکہ شمر

تَمَسَّكَ بِأَذْيَالِ الْهُوَى وَأَحْلَعَ الْحَمَا  
 وَحَلَّ سَبِيلَ الْمَأْسِكِينَ وَإِنْ حَلُّوْ

عشق کا داس پکڑستم و حیا کو ترک کر گویا وہ ہوں مگر تو راہ دون سے بچنے چل  
 یس جس شخص کو اہل طریقت کے مصطلحات میں دحل ہو گا وہ اس قسم کے قولوں کو پڑا  
 سمجھے گا اور کہے گا کہ رہد و تقویٰ و عبادت کا ترک کمان صحیح ہے۔ بلکہ اس سے تو آدمی کا  
 دین ہی جاتا رہتا ہے۔ یہ اس کے قائل کی مست اعتقاد کیو مکر صحیح ہو سکتا ہے حال آ کہ اگر اسکو  
 طریقت میں دحل ہوتا تو وہ جانتا کہ حضرت عمر بن العاص کی مراد یہ ہے کہ خدا سے دحل کے  
 مقابلہ میں اعمال پر رہد نہ کرنا چاہیے کہ عمر بن العاص رہد و تقویٰ و عبادت میں سلف  
 رصی المد عسکیم کی طرح منتار تھے۔ اور ایسا ہی حضرت محی الدین س العری رصی المد تعالیٰ  
 عند اور ان کے اسال کی مست اور وہ رصو کیہ کسی ایک شخص کے مارہ میں ہی کہی ہو کیو صبر

یہ یونہی کہ ادھون لے کسی شخص کہ مار روزہ حج و زکوٰۃ سے منع کیا ہوا بتعلیٰ کی کسی بات کا معارضہ کیا ہو۔ اور ولی اوس سے کوئی کلمہ نہ پڑ سکتا ہے جو ماگاہِ حدادی میں اوس کے بیوی بچے کا سب ہوئی ہے۔ لوگ تو یہو نیچے کے اساس کی زیادتی میں کوششیں کرتے ہیں۔ اب صوفیہ کو بڑا سمجھے کی وحدہ اسکے وحدہ حال اور انکی حاصل طور کی ہم کے سوا اور کوئی نہ رہی۔ اور یہ ایسے امور ہیں کہ ایس سے کوئی بھی صحیح سمت معارضہ میں ہے اور اسکا تصفیہ آسان ہے۔ جسکے دل میں آئے وہ انکی تصدیق اور مدد اسب کے مقلدوں کی طرح بیرونی کرے۔ اور حکام دل نہ چاہے وہ چٹکا ہو رہے اور انکار کرے اسلئے کہ یہ لوگ طریقت کے محمد ہیں۔ اور ایک محمد کے حق میں دوسرے محمد کا انکار کچھ اثر نہیں رکھتا۔ فردی لے اپنی کتاب سراج العقول میں امام الحرمین سے نقل کی ہے کہ ان سے جب صوفیاں صاحبِ علو کے کلام کی نسبت بوجھا تا تھا تو وہ کہتے تھے کہ اگر مجھ سے کہا جائے کہ اسکے ایسے قلوب میں چمک کر کے مقتضی ہیں اور جو مقتضی میں ہیں تفریقِ دیر کرو تو میں کو ٹھکا کہ یہ آرزو سے محال ہے کیونکہ اسکے کلام بعید الفہم و دشوار و دقیق ہوتے ہیں توحید کے موجوں سمندر سے ٹکرا آتے ہیں اور جس شخص کا علم حقائق کی نمایاں پیمائشیں ہے اسکو تکفیر کے دلائل پر توفیق نہیں ہو سکتا جیسا کہ کسی نے اسی معنی میں کہا ہے۔

بھر دقار سے آتے ہیں ہی تیر کے ہم لکھو معلوم کہ متناقض ہیں کس سیر کے ہم شیخ الاسلام نقی الدین شکیل رحمہ اللہ تعالیٰ سے پچھت میں غلو رکھنے والوں اور نفس پرستوں اور ذات مقدس کے ہار میں کلام کر۔ یہ الونکی تکفیر کے ہار میں ہار کیا گیا تو ہوں نے کہا کہ اسے مسائل میں۔ جو شخص اللہ جل شانہ سے ڈرے گا وہ

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کہے والے کے کا مقررہ یہ کہ کو ایک امر عظیم  
 سمجھے گا۔ کیونکہ تکفیر ایک ہولناک اور بڑے جو کون کا کام ہے۔ اس لئے کہ جسے کسی  
 شخص معین کو کا مقرر دیا دوسرے یہ ضروری کہ وہ عاقبت میں امدالاً ما و جسم میں رہے گا اور  
 دنیا میں اس کی حال و مال مباح ہو گئے اس کو مسلمان عورت سے نکاح کر لے نہیں و یا نکاح  
 اور مسلمانوں کے احکام اور سیر جاری ہو گئے۔ حیات میں اور یہ مرنے کے بعد۔ اور ہر کار کا دون  
 کے ترک میں خطا کرنا اس سے بہتر ہے کہ کسی مرد مسلمان کا ایک جیو جون ہی خطا سے  
 بہایا جائے۔ اور حدیث میں ہے کہ امام کا معاف کر دینے میں خطا کرنا سزا دیے میں ج خطا  
 کرنے سے مجھے مست زیادہ لیند ہے۔ یہ وہ مسائل حکمی و جبر سے ایسے لوگوں کی تکفیر  
 کا فتویٰ دیا جاتا ہے ہدایت و قیوم و عامص ہیں۔ کیونکہ اس کے مناسبات اور قرآن کے  
 اختلافات اور میتوں کا تفاوت بہت ہے۔ اور اس کے سارے قسموں کے پہلوؤں میں سے  
 خطا کا یہی سا اور حقائق تاویل پر مطلع ہو ما اور اس کے مواقع کی کست طوں کا جاسا اور حقائق  
 میں تاویل کی گمشدہ ہے اور حین بین ہے اور اس سے آگاہ ہو ما نہایت ہی مشکل ہے  
 اس کے لئے کل قبائل عرب میں سے اہل رماں کے سارے طرق حقائق محازات  
 و استعارات کا جاسا ضروری ہے۔ اور توجید کے دقائق و عوامص سے ماحر ہو ما و اجہات  
 میں سے ہے۔ اور علی ہذا اور بہت سی باتیں ہیں جو ہمارے زمانہ کے بڑے بڑے علما  
 کے لئے ناممکن الحصول ہیں اور دوسروں کا تو کیا دکر ہے۔ اور جب انسان خود اپنے  
 عقیدہ کو ٹھیک طور سے ضبط عمارت میں لائے سے عاجز ہے تو کیونکر وہ غیر کے  
 عقیدہ کو بے کم و کاست احاطہ تحریر میں لاسکتا ہے۔ اس سب سے صرف ایسے شخص کی  
 نسبت تکفیر کا حکم باقی رہا جو صراحتہ کفر کے اور اسی کو یا دین بنا کے اور دونوں تہاد توں کا

مسک رہا اور وہیں اسلام سے بالکل ہی بکل حاسے۔ اور ایسا شاد و نادر وقوع عین آتا ہے  
 اں وجہ سے اولیٰ یہ ہے کہ نصیر یستون اور مدعیوں کی تکفیر سے مار رہنا چاہیے  
 اور تو م صومیرہ نے حتیٰ باتیں ایسی کہی ہیں کہ بعض صریح کی مخالفت میں ہیں اوں کو  
 تسلیم کرنا چاہیے۔ امتی (سکلی کا قول حتم ہوا)۔ **مین کہتا ہوں** کہ ہمارے شیخ  
 شیخ امین الدین جامع عمری واقع مصر کے امام نے مجھے بیان کیا کہ ایک شخص نے ایسی  
 عسارت لکھی جس سے تکفیر کا ایہام پایا جاتا تھا سپر مصر کے علماء نے اس کی تکفیر کا فتویٰ دیا  
 اور جب اس کو قتل کرنا چاہا تو سلطان حقیق نے یوہا کہ علماء میں سے کوئی ایسا بھی رہ گیا  
 ہے جو اس وقت حاضر نہ ہو۔ گوگوں نے کہا کہ بان شیخ حلال الدین مٹلی مصباح کے تاج  
 مین آئے ہیں۔ سلطان نے اس کو بلوایا۔ چنانچہ وہ آئے اور ادھوں نے ایک شخص کو  
 بچروں میں جکڑا ہوا سلطان کے سامنے حاضر دیکھا۔ شیخ نے یوہا کہ اس شخص کی کیا حقیقت  
 ہے۔ گوگوں نے کہا کہ یہ کا در قرار دیا گیا ہے۔ شیخ نے کہا کہ جس نے اس کی تکفیر کا فتویٰ  
 دیا ہے اس کے پاس کیا سند ہے۔ یہ مسکر شیخ صالح الملقبی نے ٹرہ کر کہا کہ میرے والد  
 شیخ الامام سلام شیخ سراج الدین نے اسی قسم کے ایک موقع پر تکفیر کا فتویٰ دیا تھا۔  
 شیخ جمال الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ صاخر ادے کیا تم چاہتے ہو کہ ایک  
 مرد مسلمان جو خدا و رسول کو دوست رکھتا ہے اسے والد کے فتوے سے قتل  
 کرادے۔ گھولدہ اس کی رحیمیں۔ چنانچہ رحیمین کوئی گنہگار اور شیخ حلال الدین نے اس کا ہاتھ  
 لڑا اور ماہر چلے آئے اس سلطان دیکھتا رہ گیا۔ اور کسی شخص کی حرمت سہوئی کہ اس کا بیوی  
 کرے۔ اور شیخ محی الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا کرتے تھے کہ عارفوں کے دلوں پر صحت  
 التبیہ کی نسیم کتر تیرا کرتی ہے پس اگر او کو وہ رہاں پر لائیں تو عارفان کا قتل اس کو حلال کی طرف

مسوس کرین اور دلیل والے اہل طاہرہ کی تردید کرنے لگیں حال آئکہ یہ سیاحال میں  
 کرتے کہ اللہ تعالیٰ نے حطاح ایسے اولیا کو کرامت عطا فرمائی ہے جو معجزات کی فرع ہے  
 اوسط طرح کیا او کی رابین ایسے کلام میں کمال ملتی ہیں جنکے سمجھنے سے علماء حاضر ہون  
 عین کہتا ہوں کہ حکو اس قول میں شک ہو او کو لازم ہے کہ شیخ محی الدین کی  
 کتاب المتکاہدہ یا سید محمد دنی کی کتاب التکاثر یا ابن قسری کی کتاب  
 حلق العللین یا ابن العری کی کتاب عمقاء معرب پر نظر ڈالے کہ ٹرے ٹرے  
 علماء انکے اون معنون کو حقائق کے مقصود میں ہرگز سمجھ نہین سکتے اسکا سمجھنا وہین  
 لوگوں کے ساتھ مخصوص ہے جو اس متکلم کے ساتھ بارگاہ قدس میں داخل ہوں۔ اس  
 لئے کہ یہ تو لسان قدسی ہے اسکو فرستتے حاتے ہیں یا وہ شخص جو پہلے تبریت سے  
 محروم ہے یا حکو صحیح کشف حاصل ہے۔ اور شیخ عزالدین بن عبدالسلام رضی اللہ تعالیٰ  
 عنہ شیخ ابوالحسن بن ابی کی صحبت میں آئے اور وہ صومیہ کو ان لینے کے بعد کہا کرتے  
 تھے کہ سب سے بڑی دلیل اس امر کی کہ صومیہ کا گروہ دین کی سب سے بڑی میا پر بیٹھا ہوا ہے  
 وہ کرامات و حارق عادت ہیں جو ان سے واقع ہوتے ہیں۔ حال آئکہ انین سے کوئی  
 ہی کبھی کسی نفیہ (مولوی) سے سرزد ہین ہوتے مگر اوی سے جو اسکے مسلک  
 پر چلتا ہے جیساکہ شاہد ہوتا ہے۔ اور شیخ عزالدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ اسکے قتل  
 وہ صومیہ کو برا سمجھتے اور کہا کرتے تھے کہ کتاب دست کے سوا چارے لئے اور کوئی  
 طریق ہی ہے اگر جب حیدر حق صومیہ کرام کی تصانیف کے اوہون نے پڑھے اور انکی  
 آنکھوں کے پردے اٹھے اور انکے مذاق سے واقف ہوئے تو جواب اوس کی  
 مدح سر بیان کر لے لگے۔ اور جب رنگیون کے واقعہ میں اولیا و علماء مصوصہ

کے مقام میں خود میا ط کی سرحد کے قریب ہے جمع ہوئے تھے تسبیح علیہ السلام  
 تسبیح کیس الدین اسمریح تقی الدین ابن دقیق العید اور اسکے بایہ کے لوگوں نے ایک  
 مجلس ترتیب دی تھی جس کے سامنے سراسر سالہ ہفت سیرا یہ پڑھا تھا اور ہر شخص اس پر  
 کلام کرتا تھا کہ اتنے میں حضرت ابوالحسن شادلی رضی اللہ عنہ آئے۔ لوگوں نے  
 ان سے کہا کہ ہم جانتے ہیں کہ آپ اس کلام کے کچھ معنی ہم کو سنائیں۔ تسبیح  
 نے کہا کہ آپ اسلام کے مشائخ اور اس زمانہ کے بڑے آدمی ہیں اور آپ اس میں  
 تقریریں کر چکے ہیں تو مجھ جیسے شخص کے گفتگو کرنے کا کیا موقع ہے۔ لوگوں  
 نے کہا کہ ہمیں آپ کچھ ضرور بیان کریں۔ امیر انہوں نے حدیث کی اور پھر گفتگو  
 کر لی شروع ہی کی تھی کہ تسبیح علیہ السلام کے اندر سے صحیح اور بطلہ آثار سے  
 یہ عمرہ لگاتے ہوئے لکھے کہ اس کلام کی طرف آؤ جو اللہ تعالیٰ سے قریب العباد  
 اور اس کو سنو۔

امام یافعی رضی اللہ عنہ اپنی کتاب سرائی فی الیواحلیں میں کہتے ہیں کہ مجھے  
 اون لوگوں پر سخت تعجب آتا ہے جو اولیاء کی کرامات کا انکار کرتے ہیں۔ حال آئندہ اور کلاؤ کر  
 آیتوں صحیح حدیثوں مشہور آثار اور حکایات قابل اعتبار میں اس کثرت سے موجود ہے  
 کہ احاطہ احصر سے ماہر ہے۔ اسکے بعد وہ کہتے ہیں کہ انکار کرامات کے اعتبار سے  
 لوگوں کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ جو مطلقاً منکر ہیں اور یہ مشہور اہل مذہب اور پرہیز گاری  
 سے منحرف ہیں بعض کہتے ہیں کہ وہ مجسمہ ہیں۔ اور وہ سب کو وہ ہیں جو اگلے لوگوں کی  
 کرامات کے قائل مگر اپنے زمانہ کے کرامات کے منکر ہیں۔ یہ لوگ بقول سیدی ابوالحسن  
 شادلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی اسرائیل کے مشابہ ہیں جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام

کی اس وقت تصدیق کی جاوے کہ وہیں دیکھا اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم موسیٰ علیہ السلام سے  
 رتبہ ہیں بڑے تھے اور اسکا سماعت اس کے حدود عداوت و ستفادت کے سوا کچھ نہ تھا  
 اور تیسرے وہ ہیں جو اسکی تصدیق کرتے ہیں کہ اس کے زمانہ کے لوگوں میں ہی خدا کے  
 اولیاء ہیں لیکن کسی ایک معین شخص کی تصدیق میں کرتے۔ ایسے لوگ اولیاء راہداری  
 امداد سے محروم ہیں۔ کیونکہ جو شخص کسی ایک شخص معین کو تسلیم کر لیا گدہ کہہ کسی سے  
 ماندہ نہ اٹھائیگا۔ ایسوں سے خدا سیائے۔ امام یا معنی کہتے ہیں کہ اگر کہا جائے کہ یہ  
 کرامتیں حادو کے مشاہدہ میں اس لئے کہ اسان کا ہوا سے باطن کی آواروں کا  
 سنا اور ایسے لطف میں صدا کا سماعت کرنا اور اس کے لئے ریں کا سمٹ جانا اور عیال  
 کا بدل چلانا اور اسی قسم کی دوسری باتوں کا جس میں صحیح ہونا ثابت نہیں ہے۔ ایسے امور  
 تو اہل سیمیا ویرکات سے بھی ظہور میں آتے ہیں۔ اسکا جواب وہی ہے جو مستخرج  
 عارضین علماء تحقیق نے کرامت و جادو کے فرق کی نسبت دیا ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ جادو تو  
 مدکاروں و مدلیقون و کادون سے ظہور میں آتا ہے جو تربیت کے خلاف ہیں۔  
 اور کرامت اولیاء رسی اللہ تعالیٰ عنہم سے جو اس رتبہ تک اپنے کثرت مجاہدہ و اتباع  
 شنت کی وجہ سے پہنچے ہیں اور اس سے ہی اعلیٰ درجہ پر پہنچ جاتے ہیں۔  
 اس لئے دونوں میں تمیز فرق ہے۔ امام موصوف کہتے ہیں کہ میر بہتر سے سکرین اگر اولیاء  
 و صالحین میں سے کسی کو ہو ایسے اڑتے ہوئے دیکھیں تو مرد و کمین کہ یہ جادو حق و شیطان  
 سے کام لیتا ہے۔ بیشک جو شخص توفیق سے محروم رہا ہے وہ عیان و محسوس حق کو پہچانتا  
 ہے۔ اور جب اسکا یہ حال ہے تو اکثر عیب کی باتوں کی جبرائیل لانے کا حکم اللہ تعالیٰ  
 نے دیا ہے وہ تصدیق کیونکر کر سکتا ہے۔ اشیائے اکثر تقدم چھل جاتے اور ایسے



کے مقام میں خود میا ط کی سرحد کے قریب ہے جمع ہوئے تھے توسیع عہد الدین  
 شیخ تمیسی الدین اسماعیل نقی الدین ابن دقیق العید اور اسکے بایہ کے لوگوں نے ایک  
 مجلس ترتیب دی تھی جس کے سامنے سراسر سالہ فستیرا یہ ڈھاتا اور ہر شخص اوسیر  
 کلام کرتا تھا کہ اتنے میں حضرت ابوالحسن شادلی رصی السعدی آئے۔ لوگوں نے  
 ان سے کہا کہ ہم جانتے ہیں کہ آپ اس کلام کے کچھ معنی ہم کو سنائیں۔ شیخ  
 نے کہا کہ آپ اسلام کے مشائخ اور اس زمانہ کے بڑے آدمی ہیں اور آپ اس میں  
 تقریریں کر چکے ہیں تو مجھ جیسے شخص کے گفتگو کرنے کا کیا موقع ہے۔ لوگوں  
 نے کہا کہ ہمیں آپ کچھ ضرور بیان کریں۔ اس پر انہوں نے حد کی حد و تباکی اور پیر گفتگو  
 کر لی شروع ہی کی تھی کہ شیخ عبداللہ بن حمید کے اندر سے چیخ اٹھنے اور بلند آواز سے  
 یہ عہدہ لگاتے ہوئے لکھ لکھ کہ اس کلام کی طرف آؤ جو اللہ تعالیٰ سے قریب العہد  
 اور اس کو سنو۔

امام باغی رضی اللہ عنہ اپنی کتاب سرائی لویا حلی میں کہتے ہیں کہ مجھے  
 ادوں لوگوں پر سخت تعجب آتا ہے جو ادیاری کرامات کا انکار کرتے ہیں۔ حال آئندہ اوکلاؤ کر  
 آیتوں صحیح حدیثوں مشہور آثار اور حکایات قابل اعتبار میں اس کثرت سے موجود ہے  
 کہ احاطہ احصر سے ماہر ہے۔ اسکے بعد وہ کہتے ہیں کہ انکار کرامات کے اعتبار سے  
 لوگوں کی کئی قسمیں ہیں۔ ایک تو وہ جو مطلقاً منکر ہیں اور یہ مشہور اہل مذہب اور پرہیز گاری  
 سے منحرف ہیں بعض کہتے ہیں کہ وہ محض ہیں۔ اور دوسرے وہ ہیں جو اگلے لوگوں کی  
 کرامات کے فائل گراپے زمانہ کے کرامات کے منکر ہیں۔ یہ لوگ بقول سیدی ابوالحسن  
 شادلی رصی اللہ تعالیٰ عنہ کسی اسرائیل کے ساتھ ہیں جنہوں نے حضرت موسیٰ علیہ السلام

میں نئے لوگوں نے اس کے چہ اور سر پر کرم پائی ڈال دیا جس سے اس کے چہ کی کمال اور ترنگی  
 مگر اوکو جوڑ ہوئی۔ بالآخر وہ مار سے مارے ہوئے اور پیش میں آئے تو ادھون نے بوجھا کہ یہ  
 کیا ہوا ہے۔ تب لوگوں نے احزابیاں کیا تا کہ ان کے حصوں نے ایسا کیا خدا کی معصرت  
 کرے۔ اوکو ایک رات تک اس کی تکلیف رہی۔ **مین کتاہون** کہ اس سب باتوں  
 کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ قول ہے ”اور میں تم میں ایک کو ایک کے لئے آریا تیں قرار دیا  
 ہے۔“ تو تم صبر کرو گے م اور ہمارا درد گزار دیکھ رہا ہے۔“ اور ہر ویل کو اس آریا تیں مین  
 سے روبرو یا برا حصہ ملا ہے۔ اور اس کا سبب یہ ہے کہ اس طرح شرف ٹھیکر تو اللہ تعالیٰ  
 سے اس امت کے جو احص کیئے اُن تمام ملاؤں اور رنجوں کو جمع دیا جو سابق کی امتوں مین  
 الگ الگ ظاہر ہوئے تھے۔ کیونکہ اس کے عارج اللہ تعالیٰ کے ردیک ست ٹرے  
 ہیں۔ اور معتبرین نے ابو یزید سطا می رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نسبت نقل کی ہے کہ لوگوں سے  
 انکو سات مرتبہ اس کے شہر سے نکال دیا۔ اور وہ جب شہر سے سطا م واپس آئے اور ایسے  
 علوم میں انہوں نے لگھگو کی جسے اس نے غمہ کے لوگ مانتا جس جس سے بھی امیا وادیا ر  
 کے مقامات تو حسین بن عیسیٰ سطا می جو اس نواح کا امام اور علوم ظاہری کا مدرس تھا انکار پر آمادہ  
 ہوا اور اپنے الوریہ کو سطا م سے نکال دیا کہ انکو دیا جیادہ لوگوں نے لگھگو نکال دیا۔ اور حتیٰ کہ حسین بن عیسیٰ  
 نے وفات ربائی وہ واپس نہ آئے اس کے بعد لوگ اس سے مانوس ہوئے اور انکی  
 تعظیم کرنے اور ان سے برکت حاصل کرنے لگے۔ اور اس کے بعد ہی ایک مسکر کی جگہ  
 دوسرا قایم ہوتا اور یہ شہر سے نکالے جاتے رہے۔ آخر الامر لوگوں کا عقیدہ اون کی  
 نسبت حما اور اس وقت تک لوگ اذکی تعظیم کرتے اور انکو متبرک سمجھتے ہیں۔ اور ایسا ہی

واقعہ حضرت ذوالنون مصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو میتس آیا کہ لوگوں نے لعنہ حکام سے  
اُنکی شکایت کی اور وہ مصر سے سڑیاں اور ہتکڑیاں ڈال کر لندا میچھے گئے۔ اور حلف لے  
اوں سے مائیں کیں تو تعجب میں آکر کہے لگا کہ اگر یہ شخص زندیق ہے تو ہر دے میں  
یر کوئی مسلمان ہمیں ہے۔ جیسا کہ عہد نبیہ اوکے حالات میں آئے گا۔ اور علی ہذا  
سمعون محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ برخت مصیبت آئی کہ ایک عورت نے حوا میرا سق  
تھی اور یہ اوس سے ہما گئے تھے ایر دعویٰ کیا کہ انہوں نے اور صوفی کی ایک جماعت  
نے اوکے ساتھ حرام کاری کی ہے۔ سارے مدینہ میں یہ خبر پھیل گئی۔ اور خلیفہ نے  
حکم دیا کہ سمعون اور اُسکے ساتھیوں کی گرد میں ماری جائیں۔ اسیر کچھ لوگ تو ہانگ گئے  
اور کچھ رسوں روپوش ہے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ نے اون سے اس ملا کو دور کیا۔ اور  
اسی طرح لوگوں نے حضرت ابو سعید خدریؓ پر ہمت لگائی اور عاملوں نے اونکی تکفیر کا فتویٰ دیا  
جبکہ امت اُنکی کتابوں کی لعنہ حدیثیں جنہیں جنہیں سے ایک بیتی کہ اگر تم پوچھو کہ کمان  
سے آئے اور کمان جاؤ گے تو میرا جو اب اللہ کے سوا کچھ ہو گا۔ اور اسی قسم کی اور حدیثیں  
اور ایک مرتبہ اجیم کے مولویوں نے ذوالنون سے تعصب کیا اور سلطان کے حضور  
میں اس عرص سے مصر حائے کے لئے ایک ڈوگلی میں سوار ہوئے کہ اُسکے کفر پر  
اُسکے حضور میں گواہی دیں گے۔ لوگوں نے حضرت ذوالنون کو حردی انہوں نے  
کہا کہ حید یا اگر یہ جوئے ہیں تو انکو ڈوبو دے۔ چنانچہ لوگوں کی نظروں کے سامنے  
ڈوگلی اولٹ گئی اور سب ڈوب گئے یہاں تک کہ کشتیان بھی نہ بچا۔ حضرت ذوالنون  
سے کہا گیا کہ ہلاکت تیاں کی کیا خطائی؟ انہوں نے کہا کہ بکاہ دن کو اوسنے سوار  
کرایا تھا۔ اور سہل بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو لوگوں نے اُسکے تھر سے نعرہ نکال دیا

اور اُراکھاں اُنکی طرف مسوب ہوئیں اور کا حجبے اور وہ برابر نصرو جی میں رہے یہاں تک کہ وہیں انہوں نے موت کو لیک کہا۔ علیست معرفت و اعتماد را نکایہ حال ہوا۔ اور اسکا سب یہ تھا کہ یہ کہا کرتے تھے کہ ہر سانس میں ساہ بر تو نہ دے رہے ہیں کچھ اور نہیں صفت رات ہی بات پر فقہار ایکے دشمن ہو گئے۔ اور حسین حلاج (مصور) عمروں عثمان بنی کی مدد و اعانت قتل ہوئے۔ اور اسکا واقعہ اس طور رہا کہ اس کے یاس ایک حجر میں حواص صوفیہ کے علوم تھے۔ اور سکو حسیں نے لے لیا۔ عمرو نے کہا کہ جسے وہ کتاب ملی ہے اس کے ہاتھ یا ذوق قلم ہو گئے۔ جیالچہ ایسا ہی ہوا۔ اور تکفیر کا قول و عمر کی دعا کا یہ وہ تھا جیسا کہ آئندہ ابن حنبلان کی روایت سے لکھا جائیگا۔ ار حیدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے خلاف بن علم توحید کی تقریر کرے کے زمانہ میں لوگوں نے کہا اہیاں دیں تب انہوں نے فتنہ کو ایا یہ وہ سایا اور باد و علیست و مملکت کے چھپے ہوئے رہے۔ اور محمد بن الفضل بلخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو مدہ کے سبب سے لوگوں نے نکال دیا جیسا کہ عقرب اُنکے حالات میں آئیگا۔ اور اسکی صورت یہ ہوئی کہ لکنا مذہب اہل حدیث کا مذہب تھا اسیر لوگوں نے اُن سے کہا کہ چارے شہر میں تمہارا ہا حائر نہیں ہے انہوں نے کہا کہ میں تو نہیں لکھوں گا حنبل کہ تم میرے گلے میں بی بی ڈال کر تھر کے بازاروں میں گھسیٹتے اور یہ کہتے ہوئے نہ لیجاؤ گے کہ یہ بدعتی ہے ہم اسکو کانا جاتے ہیں۔ چنانچہ لوگوں نے اُنکے ساتھ ایسا ہی سلوک کیا اور ماہر نکال دیا۔ تب انہوں نے لوگوں کی طرف رُج کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے دلوں سے ایسی معرفت کمال لی اور ایسا ہی ہوا کہ اُنکے بعد ہر بلخ میں کوئی صوفی ہوا۔ حال آگہا اُنکے قبل تمام شہروں سے چارہ تروہین کی چاک سے صوفی اُنٹے تھے اور جب تیج علیہ السلام ابی حمرہ رضی اللہ تعالیٰ

نے کہا کہ میں ہی صلی اللہ علیہ وسلم سے حالت سیداری میں ملا کر ناہون تو انکی تزدید کے  
 لئے ایک مجلس منعقد ہوئی۔ آخر انہوں نے جمعہ کے سوا گھر سے باہر نکلا جوڑو یا ہانک  
 کہ عالم مالاکا سحر اختیار کیا۔ اور حکیم ترمذی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جب کتاب علی الترمذی  
 اور کتاب حاتم الاوفیٰ تصنیف کی تو لوگ ان کتابوں کی وجہ سے اس سے بگڑ گئے  
 اور کہے گئے کہ تمہے ولیون کو میون پر تحصیل دی ہے۔ اور انکی ستاں میں لوگوں سے  
 سخت کلاسیاں کیں اور انکو طع سے بکھرا دیا۔ اسیر انہوں نے ایسی سب کتابوں کو جمع کر کے  
 دریا میں ڈبو دیا اور جمہلی انکو کل لگئی اور حید پر سکے بعد جمہلی نے انکو اذگلا اور خلق اللہ نے ان سے  
 فائدہ اٹھایا۔ اور رگے کے صومریوں اور راہدوں نے یوسف السعید سے وشمی کی اور  
 ان پر خدائی کا دعویٰ کرنے کی ہمت لگی اور انکے ساتھ لوگوں کا یہ سزاؤ انکے مرتے دم تک  
 رہا مگر انہوں نے کچھ پروا نہ کی۔ اسلئے کہ وہ صاحب تکلیف تھے۔ اور اس زمانہ کے  
 لکھ ابو الحسن بوشنجی کے سر ہو گئے اور انکو پیشایو یہ کہاں کر ہے چنانچہ وہ تادم مرگ  
 یمنین ہے۔ اور ابو عثمان مغربی کو تا جو انکے مجاہدات علمی کمالات و کامانہ حالات  
 کے مکہ معظمہ سے لگا لگیا۔ اور علویوں نے انکے سر اور موٹہ ہون پر تیارانے لگوئے  
 اور ہیرا و سٹیر سوا کر کے مکہ کے مارا روں میں پھیرا یا۔ چنانچہ انہوں نے تعداد میں سکوت  
 اختیار کی اور تادم واپسین نہیں رہے۔ اور بھکی کے کھر پر کی مرتبہ کو اہاں گردین حالی کہ  
 وہ سخت مجاہدہ اور ست کا اتلاع کرنے واسطے تھے اور مجتہدے دم تک لوگوں کا یہی  
 بڑاؤ انکے ساتھ رہا۔ یا تا کہ کہ حوائج دوست تھے انہوں نے انکو جھٹانے کے لئے  
 انکے مجتہد ہونے کی تہادیت دی اور تہ وہ ہندستان میں واپس آئے گئے۔ اور  
 حضرت ابو الحسن خوارزمی نے جو بعد انکے تہا حین سے تھے انکے بارہ میں کہا کہ اگر

اللہ تعالیٰ کے بیان ہم ہوتا تو وہ سسکی کی دھڑ سے ایک جسم پیدا کرتا۔ یعنی اللہ تعالیٰ اُن  
 لوگوں کے لئے جنہوں نے اُنکو ستایا اور اُنکا اکار کیا اور جو اُنوں اُنکو کا در بنا یا تھا جسم پیدا  
 کرتا۔ حضرت ابوالحسن کے قول کے یہی معنی ہیں جسکی دلیل خود اُنکا بعد کا یہ سلسلہ ہے  
 کہ وہ اگر سبکی حسد میں داخل ہو گا تو پھر کون اذہیں داخل ہو گا، اور اہل مہرب نے  
 امام ابوکر نامی کو کیا کہہ دیا تھا حال اُنکے اُن میں علم واصل۔ تہہ ہذا استقامت طریقت اور اُم  
 بالمعروف و نہی عن المنکر کی سرداری موجود تھی۔ مگر اذہو۔ ان سب باتوں کے بیڑیان  
 ڈال کر لوگ اُنہیں مصر لائے اور سلطان کے مضرور میں اُنکے خلاف شہادت پیش ہوئی  
 اذہو اسیر ہی اسے قول سے پہرے تب اُنکی زندہ ہی کھال کیسی گئی۔ اور کہا گیا ہے  
 کہ جسوقت اُنکی کمال کی بجی جاتی تھی اُنکا سر نیچا اور ٹانگیں اور تین اور وہ قرآن پڑھتے  
 تھے۔ اس سبب سے قریب تھا کہ لوگوں میں شہرتس برپا ہو جاوے اسے سلطان کو واقعہ  
 کی اطلاع دی گئی اور اُس نے حکم دیا کہ پہلے اُنکو قتل کر ڈالو تب کمال کیسچو۔ اور شیخ ابویدیں  
 صحابہ سے باہر کئے گئے صیاء کہ اُنکے حالات میں آئیگا۔ اور ابوالقاسم نصر آبادی ماجو و  
 بنکو گاری زہد و پرہیز گاری و اتباع سنت کے بھر سے نکالے گئے اور اُنکے کلام اور  
 اُنکے حال پر حرف گیریاں ہوئیں اسوجہ سے وہ برابر حرمین رہے اور وہیں فوت ہوئے  
 اور ابو عبد اللہ تھری کو جو ابو حفص حاد کے رفیق تھے لوگوں نے کال دیا اور جب لوگ  
 لو عثمان سے اُنکی قدر و منزلت زیادہ سمجھنے لگے تو بوشمان جبری اُنکے خلاف اُٹھ کر اُڑا  
 اور اُنکی شاں میں خود ہی سگو بیان کرنے اور وہ مردن سے بھی کراسنے لگا۔ اور اُنحسن جری  
 رسمی اللہ عنہ کے کفر پر گواہیاں پیش ہوئیں اور کچھ انفاطو ایک پرہیز پر لکھے ہوئے تھے  
 لوگوں نے اُنکی طرف مصوب کئے اور ابو الحسن قاصحی القضاۃ کے پاس پہنچائے۔

اسیر قاصی نے اُنکو ملوایا اور اُن سے معاملہ کیا اور حال مسجد میں بیٹھے سے اُنکو مع  
 کر دیا۔ یہاں تک کہ اسی حال میں انہوں نے عالم بالا کا سفر کیا۔ اور ابن مسمون وغیرہ کی تہان  
 میں بڑی باتیں کہی گئیں یہاں تک کہ جب وہ مرے تو باوجود اُنکے علم بزرگی کے لوگ اُنکے  
 حصار پر آئے۔ اور امام ابو القاسم بن حمیل پر اُنکے دمہ ایسیں تک حدائی کے دھوکے  
 کی تمت قائم رہی اور وہ اسے استعمال سے جو علم حدیث کے متعلق تھے اور اعمال  
 یعنی صلہ و ہر قیام میل اور ترک دنیا سے (جو اس درجہ کی تھی کہ اور یہ پہنتے تھے) در اسی منظر لولہ  
 نہوئے۔ اور ابو مکر تہسانی کہتے تھے کہ اودا نیال حضرت حبیبہ زہیم مسمون و  
 ابن عطار اور عراق کے دو سہررگوں پر طنز کیا کرتے تھے اور جب کسی کو راں  
 زرگون کا ذکر نیکی کے ساتھ کرتے سنتے تھے تو غیظ میں آتے تھے اور اُنکی حالت  
 مستغیر ہو جاتی تھی۔ اور منصور حلاج ہی صوفیہ میں سے تھے اور یہی صبح ہے اور ایتر جو بہت  
 آئی وہ پوشیدہ نہیں ہے۔ اور اگر وہ اس گروہ میں سے نہ تھے تو ہکو اُن سے بحث  
 نہیں ہے۔ لوگوں نے اُنکی نسبت بہت اختلاف کیا ہے۔ اس حلقہ کے ابنی  
 تاج میں لکھا ہے کہ انکا لقب حلاج (دھیا) اس سبب سے ہوا کہ یہ ایک دھینے  
 کی دوکان میں بیٹھے ہوئے تھے جہاں بے دھنکی روٹی کا ڈھیر پڑا تھا۔ دوکان والا  
 کسی مرد سے اُنکے ہاتھ لگا گیا۔ اور جب واپس آیا تو اُن سے ساری روٹی دھنکی ہوئی پائی۔  
 اسی وقت سے اُنکا لقب حلاج ہو گیا۔ حلاج ہی اللہ تعالیٰ عنہ گروہوں کے سرور  
 جاڑوں میں اور جب ازون کے گریون میں منگا دیتے تھے۔ اور ہوا میں اپنا  
 ہاتھ بیٹھاتے تھے اور درہمون سے ہل ہوا ٹوٹا لاتے تھے۔ اور ابن درہمون کوہ قدرتی  
 دہم کہا کرتے تھے۔ ابن حلقان کہتے ہیں کہ اس کے قتل کے متعلق حقیقت یہ ہے

کہہ رہا کہ کسی ایسے امر کی وجہ سے واقع ہوا قتل کا موجب ہو۔ وزیر نے یہ کارروائی اس وقت  
 کی جب وہ کئی مباحث میں لائے گئے اور ان سے کوئی بات تشریعت کے مخالف  
 نہ ظاہر ہوئی تو اس نے لوگوں سے پوچھا کہ آیا انکی تصدیقات ہی ہیں لوگوں نے کہا کہ  
 ہاں۔ اس پر لوگوں نے بیان کیا کہ پہلے انکی ایک کتاب دیکھی ہے جس میں انہوں نے  
 لکھا ہے کہ انسان جب حج کرنے سے مجبور ہو تو وہ اس کے گھر کے ایک درجہ کی طرف  
 آئے اور اس کے باک و صاف کر کے اسکا طواف کرے تو وہ اس شخص کا ساہنے سنے  
 سیت اللہ کا حج کیا (اور اللہ بڑا حانتا ہے کہ آیا واقع میں انکا یہ قول ہے) اس پر قاضی  
 نے انکو ملوایا اور پوچھا کہ کیا یہ کتاب تمہاری تصنیف ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہاں۔ قاضی  
 نے پوچھا کہ اس کے مضامین کو تم سے کس سے حاصل کیا۔ انہوں نے کہا کہ حضرت  
 حسن بصری سے۔ مگر حلال کو اس دفعہ فریب کی حد تک ہی لوگوں نے اس کے لئے  
 کیا تھا۔ پھر حال قاضی۔ یہ ان سے کہا کہ اسے خون رنجیت، حسن بصری کی کتابوں  
 میں اور مضامین میں سے کچھ ہی نہیں ہے۔ اور جب قاضی نے انکو خون رنجیت کہا  
 تو وزیر نے اسے اس لئے کو بکرا یا اور لٹا۔ اس کے تعلقہ کا اسمیت تمہارے حکم کی بے فربہ ہے اور  
 وزیر نے قاضی کو حکم دیا کہ تم سے قلم سے اسکی تعلقہ کا حکم لکھو۔ قاضی نے انکو وزیر نے اسکو  
 محصور کیا۔ آخر اسے یہ کہہ کر ۱۔ اس پر وہم نے وزیر پر پورس کی۔ تو اسکا واپس ہان کے لالے  
 چرگے رہا اسے عقیقہ سے اس معاملہ کا ذکر کیا۔ غلہ نے حلال کو ملو کر ہزار کوڑے  
 لکوائے۔ مگر انہوں نے اسے ان کی۔ اور اس کے دو بیویاں ہاتھ اور دونوں پاؤں قلم کئے  
 گئے اور سولی دی گئی اور انکی لاشیں جلائی گئی۔ اور لوگوں میں ان کے متعلق یہ اختلاف  
 ہوا کہ انکو سولی دی گئی یا وہ عیسیٰ علیہ السلام کی طرح اٹھائے گئے۔ اور امام غزالی رحمہ اللہ



کی تکفیر کا دعویٰ ہوا اور اُنکی کتاب احیاء العلوم کو لوگوں نے حلا یا اسکے بعد مکہ مکرمہ  
 کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ نے اُنکی مدد کی اور لوگوں نے اُسکو آپ سے لکھا ۱۰ وجہوں  
 نے امام علیؑ کا انکار کیا اور اُنکی کتاب کے خلاف نے کا دعویٰ دیا تھا اُنہیں سے قاضی  
 عیاض واسطیٰ تھے۔ امام علیؑ کو جب یہ خبر پہنچی تو اُنہوں نے قاضی عیاض  
 کے لئے مدد دعا کی۔ چنانچہ حدیث بدوعال کی گئی اُسی دن وہ مرگ۔ مضاجعت سے تمام ہیں  
 مر گئے۔ اور ایک روایت یہ ہے کہ حلیفہ حمیدی نے قاضی صاحب کے قتل کا حکم دیا  
 کیونکہ اُنکے سر کے لوگوں نے اُنکی سمت پر ارام لگایا تھا کہ وہ یہودی ہیں اسلئے  
 کہ وہ سبست (یعنی ہمت) کے دن اس سے کہ کتاب الفسقاء کی تصنیف میں مشغول  
 رہتے تھے باہر نہیں لگا کرتے تھے اس مدد نے امام علیؑ کی جہا کے ماعت کو  
 قتل کر دیا۔ اور لوگوں نے اعلیٰ الحسن سادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ملک مغرب سے  
 معاہدہ جماعت کے نکال دیا اور اسکے یہ لکھ بھیجا کہ مغرب و ماں ایک معرکہ مدین  
 ہو چکے گا حکو ہمے اسے ناکسے نکال دیا۔ ہے۔ اسلئے اُنکے طے سے پہر  
 کر مایا جیتے۔ چنانچہ جب امام ہو صرف اسکو یہ ہو جیتے تہا انوں نے دیکھا کہ وہاں کے  
 سب لوگ اُنکو گالیان دیتے ہیں۔ پہر لوگوں نے سلطان سے اُنکی ترایاں کس۔  
 اور وہ راہر نصیحتیں جیتے رہے۔ یہاں تک کہ اُنہوں نے اسلئے راہ میں کہ رہنوں کی  
 کثرت کے ماعت حج بد نماست سے لوگوں کے ساتھ حج کیا نہ لوگ اُنکے  
 معتقد ہو گئے۔ اور لوگوں نے شیخ احمد بن رفاعی بر بندہ الخاد اور محرمات کو حلال قرار دیا  
 کی تہمتیں لگائیں جیسا کہ اُنکے حالات میں بیان ہو گا۔ اور امام ابو القاسم بن قس  
 و ابن رعان و رحلی و رحلی کو لوگوں نے قتل کیا حالانکہ انہیں کا براہیت ایسا امام تھا اسکا

اقتدا کیا جاتا ہے۔ حاسدین اس کے خلاف میں اُٹھ کھڑے ہوئے اور ان کے کفر کی  
 گواہیاں دیں اسیر ہی یہ قتل ہوئے تو جالیں علی گین اور سلطان سے کہا گیا کہ تمہیں  
 ایک سو تیس تھروں میں اس رحان کے مام کا حطہ پڑا گیا ہے۔ تب سلطان نے آدمی  
 بھیج کر اس رحان اور اکی جماعت کو قتل کرایا۔ اور شیخ محی الدین اس عصر فی دسبدی  
 عمر بن الفارض رومی اسد عندہ مافی نسبت تو منکر یہ آجنگ انکار کرتے چلے آتے ہیں۔  
 اور شیخ عبداللہ بن عبدالسلام کے خلاف میں ایک لفظ کی وجہ سے خواہوں نے  
 عقائد کے متعلق کہا تھا ایک مجلس منعقد ہوئی اور لوگوں نے سلطان کو اس کے خلاف میں  
 اُمارا کر بعد کو سلطان برہم ہو گیا۔ اور شیخ الاسلام تقی الدین اس بہت الاعدوز سے لوگوں  
 نے حسد کیا اور سلطان کی سبب اُکی طرف سے ایک بات نمائی چنانچہ سلطان نے اُکی  
 سرا کا دریاں لکھا۔ لیکن بعد کو اسیر مہرباں ہو گیا۔ اور اس کی صورت یہ ہوئی کہ ملک طاہر  
 میرس الکاؤر مطیع دوا سردار ہو گیا تھا تاکہ کوئی کام بغیر اُن کے مستورہ کے سین کرنا تھا  
 اسلئے حاسدین نے ان دونوں کے درمیان لگائی بھالی شہ روع کی اور ایک مسئلہ میں لوگوں  
 نے سلطان کے وہن نشین یہ کر دیا کہ حنفیہ برسر صواب ہیں اور شافعیہ برسر خطا شیخ تقی الدین  
 نے کہا کہ ایسا مہین ہے۔ جس پر شیخ کے مقابلہ میں اُن کے بعض حاسدین نے سلطان  
 کی طرف جارحی کی۔ اس راہ میں ملک مصر میں مرفہ مام شامی کے قول پر حکم دیا جاتا تھا۔  
 مگر اس واقعہ کے بعد سے سلطان میرس نے یاروں مذہب کے قاضی مقرر کئے جو رابر  
 ہمارے راہ تک چلے آتے ہیں۔ اور شیخ عبدالحق بن سعید کو لوگوں نے مڑا کہا اور ملک  
 مصر سے اُنکو اس طور پر بلکھایا کہ یقین نہ کر اُن سے بیٹے اس مصریوں کی تحریر دیکر بھیجا  
 کہ اہل مصر ان سے استراذ کرین کہو کہ وہ کہتے ہیں کہ ”اُن اُھو اُھو اُھو اُھو“ میں وہ ہوں اور

وہ یوں)۔ اور امامانِ مذہب جیسے ابو حنیفہ شامی و احمد رحمہ اللہ تعالیٰ اور انکی امت کی مصیبتیں انکے ساقب کی کتابوں میں تفصیل سے درج ہیں۔  
 ہمایو دیکھو کہ ان اگلے اور پچھلے اماموں اور پیشواؤں پر کیا گزری اور کچھ چاہیے  
 کہ جو کچھ مکتوبینش آئے اُس میں اُس ررگون کو ایسا نمونہ ٹھیراؤ۔ والد اعظم۔



اب ہم کتاب کو جو اصل مقصود ہے شروع کرتے اور اللہ تعالیٰ کی توفیق سے  
 کہتے ہیں۔

## صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین

(۱) سب سے پہلے ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا نام و نسب یہ ہے عبد اللہ بن ابی قحافہ عثمان بن عامر بن عمرو بن کعب  
 بن تیم بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب۔ قریشی تہمی۔ اکا سب ہی صلی اللہ علیہ وسلم  
 کے سب سے مرہ بن کعب پر ہی پکڑ لھاتا ہے۔ انکے ساقب احاطہ تحریر سے باہر ہیں  
 انکا قول ہے کہ دامائون میں بڑی دامائی تقویٰ ہے۔ اور حقائق میں بڑی حماقت  
 مدکاری۔ سیحائون میں بڑی سچائی امانت ہے۔ اور جھوٹ میں مدترین جھوٹ خیانت  
 اور جب وہ کوئی ایسا کاماکا لیتے تھے حسین شہہ ہوتا تھا اور بعد کو انہیں معلوم ہوتا تھا  
 تو وہ قے کر ڈالتا اور کہتے تھے کہ خداونداجو کچھ ررگون اور آیتوں میں سرایت کر گیا او سپر

مواخذہ ہوا۔ اور کہا کرتے تھے کہ اس کام کا آخر دست ہو گا مگر اسی سے جس سے اسکا  
 اول دست ہوا اور اسکا مارو ہی شخص اٹھائیگا، قد میں سے اصل اور ایسے نفس  
 پر سے زیادہ قادر ہوگا۔ اور جسکو وہ نصیحت کرتے تھے اس سے کہتے تھے کہ ہائی  
 اگر تم میری نصیحت مانو تو کسی ایسی چیز کو حوا کہہ سے اچھل ہو موت سے بڑھ کر دوست  
 نہ رکھو کیونکہ وہ تو اگر رہے گی۔ اور اُن کا قول یہ تھا کہ مدہ بین صب دیبا کی کسی رنیت  
 سے عذر آجاتا ہے تو جب تک اُس ریت سے جلدی اختیار نہ کرے اللہ تعالیٰ  
 اُسکو دشمن رکھتا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے گروہ سلیمان! اللہ سے حیا کرو  
 قسم ہے اُسکی جسکے قبضہ میں میری جان ہے کہ جب میں قصاے حاجت کیلئے  
 کھلے سبداں میں جاتا ہوں تو میں ایسے پروردگار سے حیا کے مارے دوپٹے سے  
 پردہ کر لیتا ہوں۔ اور آخر کہتے تھے کہ اے کاتس میں کوئی بودا ہی ہوتا کہ لوگ  
 کاٹتے اور کہا جاتے۔ اور ایسی رماں کی لوک کو ہاتھ سے پکڑتے اور کہتے تھے کہ  
 اسی نے مجھے بہت سی ملاؤن میں میسایا ہے۔ اور جب کہی اُنکے ہاتھ سے  
 اونٹنی کی کیل جھوٹ جاتی تھی تو وہ اونٹنی کو ٹھٹھا کر اُسکو پکڑ لیتے تھے اور اگر کوئی شخص  
 کہتا تھا کہ آئے مجھ سے کیوں نہ کہا تو کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 مجھ سے سوال کرنے کو منع فرمایا ہے۔ اور وہ صحابہ رضی اللہ عنہم سے کہتے تھے

۱۵ عالمنا اصلاح حال امت مراد ہے۔ ۱۲ مترجم

۱۶ ریت سے اولاد وال مقصود ہے حیا کہ آیا کر یہ اُمال وَالْمَوْن ہریتہ  
 الْحَيَّةُ وَاللَّهُمَّ (مال اور اولاد دینا کی رنگی کے ماؤں سگار ہیں) اس ہدایت

کرنی ہے ۱۲ مترجم

کہ بیٹے تمہارا کام اپنے والد لیا ہے حال آنکہ میں تمہیں سے بیہوشی میں نہیں بن سکتا  
میری مدد کرنی چاہیے اور جب مجھے سید ہی حال پر دیکھو تو میری بیرونی گراں رجب کی پر  
دیکھو تو مجھے راہ راست پر لاؤ۔ اُس پر اس قدر غم و حوت غالب تھا کہ اُنکے منہ سے  
جگر بریان کی نوا آتی تھی۔ بائیسویں جمادی الثانی سال ۱۰۲۰ ہجری کو تریبہ سال کی عمر میں عمر  
و عشا کے درمیان انہوں نے رحلت کی۔

## (۲) امام عمربن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا اور سی صلی اللہ علیہ وسلم کا نسب کعب بن جابر لجا تھا ہے۔ اسیر کا اتفاق  
ہے کہ سے پہلے امیر مظلوم سیل میں کدے۔ اور انکے کثرت علم و فہم  
دانش و مہم و زہد و تواضع اور مسلمانوں پر مہربانی۔ اور انصاف۔ اور حق پر رک جانے۔  
اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آقا کی عظیم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سمیت  
بیرونی کرنے پر اجماع ہے۔ انکی دواں شمار میں نہیں آسکتیں۔ انکے دستہ حراں پر  
ایک وقت میں وہاں نہیں رہتے تھے۔ اور جہدہ رضی اللہ عنہا نے انکی طرف ٹھنڈا تو ریا  
رُہا یا اور اسکے اوپر سے روعس زیتون ڈال دیا تو گیسے لگے کہ گویا یک برق میں ہیں گرد و سال  
تو ہین میں نہیں کہتا۔ اور انکے کرتہ میں دو لون مونڈ ہون کے بیج جا رہے ہیں اور انکی  
تہ بند میں چمڑے کے کلڑے کا ایک بیہند تھا۔ ایک مرتہ لوگوں نے انکے کرتہ میں  
چودہ بیہند لگے تھے جنہیں سے ایک سرخ چمڑے کا تھا۔ انکی دعا یہ تھی کہ خدایا اپنی راہ  
میں مجھے شہادت عطا فرماؤ اور اپنے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں مجھے  
موت دیجو۔ ایک مرتبہ انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے غم کی اجازت

سچا ہی۔ جناب رسالتؐ نے احارت عطا کی اور دیا کہ ہمائی مجھے ایسی دعائیں بہ پہنسا  
 اور دوسری روایت میں ہے کہ اپنی دعائیں مجھے ستریک کر لینا۔ اور حسب مسلمانوں کا کمال  
 واقعہ پیش آتا تو اُسکے اہتمام میں یہ جان کر کیل جانے تھے۔ اور قضاہوں کی سہمی میں ڈرہ  
 لئے ہلے حایا کرتے اور حکم متواتر دونوں گوشت حرمت سے دیکھتے اُسکو ڈرہ مارتے اور  
 کہتے تھے کہ اسنے ہمایوں وغیرہ کے لئے اپنے پیٹ کو تہوی تکلیف کیوں  
 نہیں دیتا۔ ایک دن ہمارے جمعہ میں دیر سے آئے اور لوگوں سے معذرت کی اور کہنے لگے  
 کہ مجھے میرے اس کیرے نے تمہارے پاس آنے سے دیا یہ دہلتا تھا اور میرے پاس  
 اسکے سوا اور کوئی کیرہ تھا میں۔ ایک مہینہ کہنے لگے کہ اگر مجھے حساب کا خوف ہوتا  
 تو میں حکم دیتا کہ میرے لئے تھوڑی دہن ہو جاوے۔ اور اگر کسی اُسکا جی کسی ایسی حیر کو  
 چاہتا ہو کسی قیمت پر بار بار آئے ہوتی تو پورے سال ہر تک اُسکو ڈالتے تھے۔ ارکا  
 قول تھا کہ تو جس اللہ تعالیٰ کا خوف کرے گا وہ اپنے غیظ و غضب کا خیال نہ کرے گا  
 اور جو جس حد سے ڈرے گا وہ اُسکی مرضی کے خلاف نہ کرے گا۔ ایک روز منبر  
 پر تشریف لے گئے اور اُنہوں نے کہا کہ اُس حد کا شکر ہے جس نے مجھے ایسا بنا دیا کہ  
 میرے اور کوئی نہیں ہے۔ اسیر لوگوں نے یوحنا کہ آپ کے اس کہنے کا کیا باعث ہوا  
 آپ نے کہا کہ اہل شکر۔ اور منبر سے اُتر آئے۔ خلافت کے زمانہ میں مدینہ طیبہ سے  
 مکہ معظمہ حج کو گئے مگر آتے جاتے اثنائے راہ میں نہ کہیں خمیہ نصیب ہوا نہ راوٹی۔ جب اُترتے  
 تھے تو اس کے لئے کُل سمیایا حاتا تھا یا کسی درخت پر کوئی گُل یا عجمانے کا جڑ ڈال دیا جاتا تھا  
 اور اُسکے سایہ میں وقت گزاریا کرتے تھے۔ یہ حلقہ سورج و سیدتہ مگر عام الرواد

۱۰ سلسلہ اٹھارہویں میں ہدایت صحت کا ل اور حکم سال دافع ہوتی تھی اور ہوا مار یک (دیکھو مع ۴۵)

میں جو قحط کا سال تھا اس سبب سے کہ انڈیا میٹ کا ٹکڑا لوگوں کو مانڈہ ہو گیا یا چاہتے تھے نہ رات  
 ریتوں کا تیل کھاتے کھاتے انکار ملک گدھی ہو گیا۔ انہوں نے گوشت گئی اور دودھ کھا  
 جو بڑو یا اور قسم کھائی کہ حب تک مسلمانوں میں مستی سماں ہو گا رخص ریتوں کے سو کوئی  
 سال نہ کھاؤں گا۔ یہ قحط چھ مہینے رہا۔ زمین کی رنگت سیاہ ہو گئی تھی۔ اور یہ گہروں کا چکر  
 لگاتے اور یہ کہتے یہرتے تھے کہ جو محتاج ہو وہ ہمارے پاس آئے۔ اور کھاتے تھے  
 کہ حدا یا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی امت کو میرے عہد میں ہلاک نہ دیا۔ کثرت گریہ سے  
 ان کے چہرہ پر دو کالی دھاریاں پڑ گئی ہیں۔ اور جو آیت ان کے وظیفہ میں تھی اُس کے بڑھے  
 میں روتے روتے ابکی لگتی سدا حاتی تھی اور یہ حالت گریہ میں گر پڑے تھے اور حسابیسا  
 واقعہ کرتا تھا لوگھر سے ماہر نہیں آئے تھے اور لوگ بیمار سمکھ کر مکی عبادت کو جاتے تھے  
 اور ابکی آہ و راری کی آوار میں تھیں صھوں کے پرے تک سائی دیتی تھی۔ یہ کھاتے تھے  
 کہ اسے کاس میں دسہ ہوتا کہ لوگ حقدہ جانتے مجھے تیار کرتے ہیں کہ ٹکڑا کھا جائے اور  
 فضلہ ہو کر کھائی جائے۔ مگر آدمی نہ مایا جاتا۔ حب بیمار ہوئے تو اسکا مرانکے بیٹے عبداللہ کی گود میں  
 تھا اُس سے کھا کہ بیٹے میرے سر کو زمین پر رکھ دو حضرت عبداللہ نے کھا کہ حسیار میں  
 بردہ دیا میرے رانور آب اس میں تکلف کیوں کرتے ہیں۔ انہوں نے کھا کہ تم میں بر  
 رکھ دو جیاجی حضرت عبداللہ نے اس کے سر کو زمین پر رکھ دیا۔ اور یہ کہے لگے کہ اگر میرے بردہ گا  
 نے مجھے رحم نہ فرمایا تو ہاسے میں اور ہاسے میری ماں۔ یہ کہنا کہ میں اسیر رہی ہوں کھیا  
 آیا تھا ویسا ہی دیا سے چلا جاؤں۔ یہ کہہ کر چلے نہ سزا۔ اس کے بعد کھا کہ حدایا میری عمر یادو

(نقیہ حاتیہ صفحہ ۵۲) حاکم انکرانی تھی جو ہما مدعی اللہ کے مسابہ ہوتی تھی اسی لئے اس سال کو حماہ الیما دیا

یعنی سال حاکمتر کہتے ہیں ۱۲ مترم

ہو گئی میری اتالی ٹر گئی اور میری رعیت دور دور پہل گئی ہے ایسے یاس ایسا ملا کہ نہ صلح  
 کر سوا لامات بہن اور مدد سے گزرا ہوا۔ مرنے کے بعد حضرت عباس رضی اللہ  
 عنہ نے انکو خواب میں دیکھا اور اسے یوحنا کہہ گئے امیر المومنین کیا معاملہ پیش آیا۔  
 انہوں نے کہا کہ اگر میں اپنے برادر دگار کو حرکت کرے والا رہا تو کل عجب تک میرا جوارہ رہیں  
 وہیں جاتا۔ اور جب کوڑے کے پاس سے گذرتے تھے تو کوڑے ہوجاتے اور کتے  
 تھے کہ یہی تمہاری وہ دنیا ہے جسکی حرص کرتے ہو۔ اور کہا کرتے تھے کہ مانی کا نقصان کرنا  
 باقی بھی آخر تک نقصان کرے تمہارے لئے ہنر ہے اور کسی ایک مکان میں سے اٹھالیتے اور کتے تھے  
 کہ کیا اچھا ہوتا کہ میں پتہ نہ پتا ہوتا۔ اسے کاش میں پیدا ہوتا۔ کاش میری ماں مجھے نہ ملتی۔ کاش میں کبھی ہوتا۔  
 کاش میں ہوا بسرا ہوتا۔ وسط شب میں غار پر بھی انکو بہت مرعوب تھی۔ اور جب مناسک علم ہوتے تھے  
 تو یہ اپنے کپڑے اٹاڑا لے اور محقر سا کھڑا ہو کر رانو سے بیچے پہنچتا تھا میں لپٹے اور ڈاڑھیں مارا کر  
 روتے اور استغفار کرتے اور دونوں اکسین ڈھرائی ہوتی تھیں یہاں تک کہ انکو عس آجاتا  
 اور آنٹے کے لورے ایسی ٹھنڈی یاد کر سواؤں اور یتیموں کو پہنچاتے تھے۔ اور جب  
 کوئی شخص کہتا کہ لائے میں لچلون تو کہتے کہ قیامت کے دن میرے گناہ کون اٹھائے گا  
 اس کے حالات مست دیا وہ اور مستور ہیں۔

### (۳) امام عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا نسب ہی صلی اللہ علیہ وسلم سے عہد مساف پر جا کر ملتا ہے۔ انکا لقب "دولہ" ہے۔  
 اس سے ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دولت جگر یعنی حضرت رقیہؓ  
 اور حضرت کلثومؓ کے بعد دیگرے ان سے منسوب ہوئیں۔ انکا تالیس دن یہ



مخصوص رہے لعدۂ محاصرۂ حالت میں حکم یہ قرآن تلاوت کر رہے تھے اور صحت محمدیہ  
 ساسے رکھتا تھا تمہید ہوئے۔ انہیں عایت در حد کی حیات تھی۔ یہاں تک کہ اگر یہ گھر کے اندر  
 ہوتے اور دروازے ہی میں رہتے تو یہی غسل کے وقت بدن پر پانی بہانے کو کھڑے  
 ہیں اُتارتے تھے۔ اُنکی حیا احاطہ نہ دیتی تھی کہ اُنکی ریڑھ کی ہڈی اُٹھی ہوئی نظر آئے  
 اور دن کو روزے رکھا کرتے اور رات کو کھڑے ہوئے عبادت کرتے تھے۔ صفت  
 اول تب میں ایک میند سو لیتے تھے۔ اور اکثر ایک رکعت میں قرآن مجید پڑھتے تھے۔  
 اور علامات کے زمانہ میں جب خطبہ کہتے تھے تو ہونا عسدر کا ہوا ہوتا نہ دیکھتے رہتے  
 تھے حکمی قیمت چار یا پنج درہم (سوارو یہ ڈیڑھ روپیہ) ہوتی ہوگی۔ اور دوسروں کو امیر امہ کما  
 کما لے اور خود گھر جا کر رکھ کر اور روغن ریتوں سے روٹی کما لیتے تھے۔ اور ایسی حلات  
 کے زمانہ میں ادب برائے یہ بھیجے اپنے علام کو بیٹھا لیتے اور اسکو معیوب میں سمجھتے  
 تھے۔ اور جب قبرستان کے پاس سے گزرتے تھے تو اسقدر روتے تھے کہ گراں کی  
 ڈاڑھی سیگ جاتی تھی۔ انکے اوصاف حمیدہ ہی کثرت سے اور مشہور ہیں۔

## (۴) امام علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

آپ کا سب مشہور ہے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ دنیا مردار ہے۔ اسلئے جو کوئی  
 اُمین سے کچھ چاہے گا اسکو کتوں کی محالہت پر صر کر باڑیگا۔ میں کہتا ہوں کہ  
 دنیا سے مراد وہ ہے جو شرعی احتیاج سے زیادہ ہو نہ کہ جو ضروری ہو۔ کیونکہ دنیا کی فضولیات  
 داخل تعویات ہیں اور تعویات والے مت بین اور اسی لئے کسی کوئی زاہد ایسے مقام  
 میں نہیں دیکھا جاتا حمان دنیا کے لئے باہم کشاکش ہوتی ہو جب کاشا ہد شاہد ہے۔ اور

مصوبیہ کے طالب کا نام "گنا" اسی لئے رکھا گیا ہے کہ اُس کا دل اُس میں اُلگا رہتا ہے  
کیونکہ عربی زبان میں گُنہ کو کُلب کہتے ہیں اور کُلب نکلتے ماخوذ ہے جس کے معنی  
اکسے کے ہیں اور جس شخص کے واسطے اپنی کسی خواہش سے جدا ہوا دشوار ہو وہ اُس  
خواہش کا گنا ہے۔ اور جو آدمی حورِش دیوتس میں زیادہ مراحہ برستے ہیں وہ صبر  
ایسی کمی رہے سے ایسا کرتے ہیں اور تاریخ نے ہلکے تھما بین دوست کے کام لینے کا حکم  
دیا ہے والد علم۔

آنسو سیدہ رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ امام علیؑ انی طالب کرم اللہ وجہہ لے ہر میں  
ایسے بوجھے کہے کہ اُمین سے ایک تک ہی پہنچنے کی امیدیں منقطع ہو گئیں۔ تین  
جملے مباحث میں ہیں۔ تین علم میں اور تین اخلاق میں۔ مناحات میں تو یہ ہیں۔  
(۱) ایسی عورت میرے لئے کافی ہے کہ تو میرا پروردگار ہے۔

(۲) میرے لئے ہی مگر کافی ہے کہ میں تیرا بندہ ہوں۔

(۳) جیسا میں دوست رکھتا ہوں ویسا ہی تو میرے لئے ہے اسلئے جس چیز کو  
تو دوست رکھتا ہے اُسکی توفیق مجھے دے۔

اور علم میں یہ ہیں۔

(۱) آدمی ایسی زماں کے نیچے جیسا ہوا ہے۔

(۲) باتیں کر دہجیاں لئے جاؤ گے۔

(۳) حس آدمی نے ایسی قدر پہچانی وہ ضائع ہوا۔

اور اخلاق میں یہ جملے ہیں۔

(۱) حسیہ جابر احسان کو رقم اُسکے امیر (حاکم) ہو جاؤ گے۔

(۲) جس سے جاہو استعطا ہر کو تم اسکی بطیر (ہم ترہ) ہو جاو گے۔

(۳) جاہو حکے تم محتاج ہو اس کے اسیر ہو جاو گے۔

آب کا قول ہے کہ والد ایمان والا ہی مجھے دوست رکھے گا اور لعان والا ہی مجھے دشمن سمجھے گا۔ اسقال کے تسل یا نکا آخری کلام کلمہ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ تھا۔ آپ کا مقولہ ہے کہ آدمی کا لوڑا ہو کر اور اپنے پروردگار کو پہچان کر مرنا اس سے ستر ہے کہ ترکس میں مرے گا اور جبرسا کے ہی حث میں کیون نہ جائے

نہین کستا ہون کہ اس میں اولی مات تو یہ ہے کہ مدہ حث میں ایسے رس کی استفادہ ترست یا لے گا حقدار سنے عبادت کی ہوگی والد اعلم آب کتا کرتے تھے کہ حوادی ست زیادہ اللہ تعالیٰ کو مانے گا وہ لا الہ الا اللہ کہنے والوں کو بہت زیادہ دوست رکھے گا۔ اور مترباؤ املی تعظیم کرے گا۔ ایک مرتبہ آپ سے کسی نے کہا کہ

یا امیر المؤمنین کیون میں آپ کی حفاظت کروں۔ تو آپ نے کہا کہ ہر شخص کی محافظہ اسکی اصل ہے۔ آپ کا قول ہے کہ اعمال سے زیادہ اُس کے مقبول ہونے کا اہتمام کر دیکو کہ خوف خدا کے ساتھ کوئی عمل نہ توڑا میں ہے۔ اور جس کا ریح خدا کی طرف سے ہر اسکا عمل

نہ توڑا کیونکر ہو سکتا ہے۔ آب کا قول ہے کہ جب قیامت کا دن ہو گا تو دنیا سے ملو بیگار کے ساتھ آئیگی اور عرض کرے گی کہ میرے پروردگار مجھے ایسے دوستوں میں

سے کسی کو عطا فرما۔ لیکن اسدع دخل اُس سے اسناد فرمائے گا کہ علی حال تو کوئی ایسی کائنات نہیں کہ میں ایسے کسی دوست کو دوں۔ بہرہ ویراے کیر سے کہیل لیٹ کر جنم

میں ڈال دی جاوگی۔ آب کا قول ہے کہ مدہ کو ایسے مانگے سوا کسی سے اسیر ہو کسی چاہئے اور ایسے گاہ کے سوا کسی سے ڈرا رہا ہے آب ہی کا قول ہے کہ کسی حایل کو اس سے عزت نہیں کہ اُس سے

ایسی چیز بوجہی جائے جسکو وہ نہیں جانتا اور کسی عالم کو اس سے سترہ میں آتی کہ حسب اس سے ایسی بات بوجہی جائے جسکو وہ نہیں جانتا تو کہہ دے کہ اندر بہتر جانتا ہے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ تمہاری سست جھمکے سے زیادہ بیرونی حرص اور طول اہل کائنات سے ہے بیرونی حرص تو حق سے لے راہ کر دیتی ہے اور طول اہل آخرت کو مٹا دیتا ہے۔ آپ ہی کے اقوال میں سے ہے کہ پورا مقیمہ وہ ہے جو لوگوں کو اللہ کی رحمت سے مایوس کرے اور یہ انکو خدا سے بے پروا کرنے دے اور یہ خدا کے گناہوں کی اجازت دے اور قرآن کو دوسری چیز کی رحمت کے باعث چھوڑ دے۔ جس عبارت میں علم ہوا سمیں کوئی یکلی بین۔ اور جس علم میں سمجھ ہوا سمیں کوئی خوبی نہیں۔ اور جس پر ہے میں سوچ ہوا سمیں کوئی ہلائی نہیں۔ تنکو علم کے سرچشمے۔ آت کے حراع کہہ لاس اور تارہ دل چو مایا ہے اسی سے آسماں کے ملکوت میں بیجا لے جاؤ گے اور اسی کے ساتھ تھما دو کر میں پر ہو گا۔ اگر تم اس مانتا مہری مان کا دمار دو جو بیکہ کے حاتے سے روئی ہے۔ اور مصیبت میں پیسے ہوئے رہبان کا سالہ کرو اسکے بعد اللہ تعالیٰ کے قرب کی طلب اور اسکی جو تنودی اور اس کے ماس رہنہ کی ملدی ماکسی گاہ کی کشائش کی جستجو میں اپنے مال و اولاد سے ماہر کل حاد تو بھی تمہاری حاد کے مقابلہ میں تھوڑا ہے۔ دل ظہوت ہیں اور بہترین ظاہ وہ ہے جس میں چیریں زیادہ تر حاطت سے رہیں ہیراے ہائے کرتے اور اپنے سیکہ کی طرف اشارہ کر کے کہتے تھے کہ اسمیں ایسا علم ہے کہ کاش میں اسکو تمام شائع کر دیتا۔

ایک مرتبہ کوئی شخص آپ کے لئے فالوہ لایا جب وہ سارے رکھا گیا تو اپنے کہا کہ تو جو تہودا جو تہنگ دوش مرہ تو ہے لیکن مجھے بسد ہیں کہ ا۔ یہ نفس کو

ایسی حیر کاخوگر ساون حکمی اُسکو عادت میں ہے۔ آخر آپ نے اُسکو نوش حال نہ کیا اور آپ نے عراق کے کماون میں سے بہت ہی تھوڑا کما با تھا۔ آپ ایسے کرتہ میں بیویہ لگایا اور کما کرتے تھے کہ پیورہ لگے ہوئے کیڑے۔ بیسے سے دل میں جوب حد ایدہا ہوتا ہے اور ایمان والے کو اُسکی پیروی کرنی چاہیے۔ اور آپ کی استیمنوں میں سے جعفر حصہ انگلیوں سے ماہر نکلا رہنا اُسکو کاٹ ڈالتے تھے اور یہی عادت حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی بھی تھی۔ آورہ حارون میں سردی سے آپ کے اعضا لکیا تھے اب کسی نے کہا کہ آب میت المال سے کوئی نکل کیوں نہیں لیتے اُسیں تو بڑی کٹی ہوئی ہے۔ لیکن آپ نے کہا کہ میں ایسی دات کیلئے کوئی حیر لیکر مسلمانوں کے میت مال کی کمی کا باعث نہ ہوں گا۔ آپ کا قول ہے کہ پرہیز گاری تو معصیت بر اہل راہ سے اور طاعت بر منحور راہ سے مار آنے کا نام ہے۔ آپ کو دیا اور اُسکی رول سے ہر دست اور رات اور اُسکی تاریکی سے دلستگی ہوتی تھی اور ہر چیز پر اپنے نفس کا محاسبہ کرتے تھے۔ لباسوں میں سے وہ لباس جس میں مصولی کم ہو اور کماون میں سے وہ کماون کا کلف سے ری ہو آپ کو مست اجماع معلوم ہوتا تھا۔ آپ ویداروں اور سکیوں کی عطمت کرتے تھے۔ رات ہر کاریں بڑھا کرتے اور مت ہی تھوڑا آرام لیتے تھے اور یہی ریش مسارک کو پکڑ کر مرغ مسل کی طرح خڑبیتے اور غر دون کی طرح رو کر صبح کو دیتے تھے۔ آپ دبا کی طرف خطاب کر کے کہا کرتے تھے کہ تو کسی اور کو فروعیتہ کر میں تو تجھے تیری عمر ہر کے لئے تیں طلاقیں دے چکا ہوں۔ تیری عمر کو تاہ تیری مجلس دلیل اور تیری جاکوں بڑی ہے آہ آہ تو ستہ کی گئی۔ سرل کی دوری۔ اور راستہ کی وحشت ۱۱۔ آب گلاؤں ہے کہ سب کٹھن کام میں ہیں۔ آپ نے ہنس سے حق کا دلوا۔ ہر حال میں اللہ کا

یاد کرنا۔ اور مال سے سہائی کی عجواری کرنا۔ اور کما کرتے تھے کہ تمکو جو کچھ دیا میں سے  
 ملے اس پرست جوتی مکرو اور جو کچھ تمکو نہ ملے اُس سے بالوس ہو کر عم نہ کرو۔ اور اسی ہمت  
 کو موت کے بعد کے معاملات میں مصروف رکھو۔ اور آپ ہی کا قول ہے کہ ہر آدمی کے  
 ساتھ دو درختے ہیں جو غیر مقرر سے اُسکی حفاظت کرتے ہیں اور جب امر مقرر آجاتا ہے تو  
 وہ اسی حفاظت اُٹھا لیتے ہیں۔ اور مبعاد مقرر قطعہ مد مان غے۔ رہاں مدارک بر اکثر جوتھا  
 جاری رہتے تھے اُگاترہ یہ ہے

اُدھر لے والے آپ تھے ارم و تہی مال و ستاع دہر سے کافی بے صرفت و توت  
 ہے ولو فکر و عزم کا تو نامد کئے مر رہے حرم و آر کا پھر کیوں موار موت  
 درمیتیں تمکو تہر جوتھاں کا ہے سفر جرجا ہماں ہیں ہے کوئی ہی بحر سکوت  
 صاعی رحمتہ اللہ کہتے ہیں کہ حضرت علی کرم اللہ وجہہ کے چورہ ٹپے سے جہین سے  
 صریح کی لیس جاری ہوئیں یعنی جس جس محمد بن الحنفیہ۔ عمر۔ و عباس  
 رضی اللہ عنہم اجمعین۔ آپ کے سابق دست زیادہ اور مشہور ہیں۔

## ۵) امام طلحہ بن عبد اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا نسب سی صلی اللہ علیہ وسلم کے سے حضرت ہاکر کہتا ہے یہ اُن لوگوں  
 میں سے ہیں جو عک اُحد کے روز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ثابت قدم رہے  
 اور ایسے ہاتھ سے اور اسی جاں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بچایا۔ انکا ہاتھ  
 تل ہو گیا اور انہوں نے چورہ رحم کمالے۔ حاتم رسالتہا صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 انکا امام طلحہ الحکمہ رکھا تھا۔ انکا میہ ایک سر پر درج تھا۔ اور ایک دس سو

ایک لاکھ درہم حیرات کئے حال اُنکا اُس وقت اُنکو مسجد جائے کیلئے کرتہ کی ضرورت تھی مگر نہ خریدی۔ اور اُنکا قول تھا کہ جو شخص ایسی رات میں رات بسر کرتا ہے کہ اُنکے گھر میں روئے رکھے ہوتے ہیں اور وہ میں جانتا کہ رات کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے اُسکو کیا بیتے آیا والا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے غافل ہے اسلئے جب رات کو اُنکے گھر میں روئے رہتے تھے اُن رات کو وہ صبح تک نہ سوتے تھے حتیٰ کہ اُسکو حج نہ کر لیں۔  
 سترہ جیس چری میں یوم الحلی میں مار گئے اور الکافراں لہرو میں تسویر ہے لوگ اُسکی رات کرتے ہیں۔

## ۶) امام زبیر ابن العوام رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سی صلی اللہ علیہ وسلم سے الکاسب قضی میں مناسب۔ جگہ میں یہ جو بڑے تھے اور امون لے اتنے رحم کھائے تھے کہ انکی بیٹہ اور گردن کے رحم میں آدمی ہاتھ ڈال سکتا تھا۔ انکی وفات کے وقت ایست ساقز منہا اور مال کچھ ہی ہیں لوگوں نے اُن سے یوحنا کہ آپ ایسے فرض کے مارہ میں کیا کرینگے۔ اسپراہوں نے ایسی اولاد سے کہا کہ تم کہو کہ اسے زبیر کے آقا اُسکا دین ادا کرے جیاجی اللہ تعالیٰ کی طرف سے سب کا سب ادا ہو گیا جسکی مقدار انیس لاکھ تھی حضرت زبیر کا ایک جیاجی جو اُنکو دینیہ میں لپیٹ کر لٹکا دیا اور اُنکا کام ہواں ہو گیا اور کہتا تھا کہ کوہ رلوٹ اگر حضرت زبیر کہتے تھے کہ میں کسی کا فر تو نکلا۔ اسکے ایک ہزار اعلام تھے جو روانہ اُن کو حراج دیتے تھے اور یہ اُسی وقت اُسکو حیرات کر کے اُٹتے تھے یہاں تک کہ ایک درہم بھی ماتی نہ رہے دیتے تھے

## (۷) امام سعد بن ابی وقاص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ان کا نسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے حد چارم میں جا کر ملتا ہے۔ یہ بیمار ہوئے تو کہنے لگے کہ یا رب روگدار میرے نیچے جو لٹے جو لٹے ہیں انکے بالے ہونے تک میری موت کو ملتوی رہا جتنا عرصہ میں سال اور رمدہ ہے انکے اور حضرت خالد کے دہیاں پہنچ کر نزع تھی۔ ایک شخص حضرت خالد کی شکایت لیکر انکے پاس آیا تو اس سے اہوں لے لیا کہ حارے آئیں مین حوزاں ہے اسکا اتر ہمارے دیں پر ہیں ہے تم یہ مانتے رہو دو جب حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا فساد واقع ہوا تو اہوں لے لوگوں سے ملنا چلا اور ایسے گھر سے ماہر نکلا جو ڈویا تنگ اُحد میں اہوں لے ایک ہزار تیر چلائے تھے۔ اور انکی وصیت تھی کہ جنگ میں جو جہ پینے ہوئے مین ستر کون سے اڑا تھا اُسی مین مجھے کھانا۔ چاہیہ ایسا ہی کیا گیا۔

## (۸) امام سعید بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ وحمہ

ان کا نسب ہی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے سب سے کعب بن لؤئی مین جا کر ملتا ہے۔ یہ محاث الدعوة تھے اس وقت اس نے مروان سے وریاد کی کہ اہوں نے میری کچھ زمین و بالی ہے۔ امیر حضرت سعید لے لیا کہ عدا یا اگر یہ ہوٹا کتنی ہے تو اسکی میانی حاتی ہے اور اسکو اُسی زمین میں موت آجائے۔ چاہیہ مرے سے پہلے اسکی آئین مین غم ہو گئیں۔ اور وہ ایسی اُسی زمین میں ایک دس جاری تھی کہ گزرے۔ میں گری اور مر گئی۔



حضرت سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ لے عقیقہ میں فصاکی اور اکی لاس مدیہ طیبہ  
آئی اور وہیں ششہ بچیں بھری میں دمن ہوئی۔

## (۹) امام ابو محمد عبد الرحمن بن عوف رضی اللہ تعالیٰ عنہ رحمہ

سی صلی اللہ علیہ وسلم سے انکاسب کلاب بن صُرّہ میں حاکم رہا ہے۔ ابو  
لے محتاجوں اور مسکینوں کو سات سو سے زیادہ سواری کے اوٹ معاً کئے یا لالوں اور  
کل سامانوں کے عطا کئے تھے۔ اور جب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے استاد  
فرمایا تھا کہ عبد الرحمن بن عوف لے مرد دست صحت میں داخل ہو گئے یہ ہمیشہ خائف  
رہا کرتے تھے۔ اور جب انکو یہ خبر ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور میں حاضر ہوئے  
رسول اللہ لے ان سے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو قرص حمد دیا کرو اس سے تمہارے دونوں  
یاہن کھل جائیں گے۔ اسکے بعد حضرت جبریل آئے اور کہے گئے کہ عوف کے بیٹے  
کو حکم دیجئے کہ ہماہوں کی ضیافت کیا کرے اور مسکینوں کو کھانا کھلایا اور سائلوں کو حیرات  
دیا کرے۔ اگر وہ ایسا کرے گا تو جس حال میں وہ ہے اُسکا کھارہ ہو جائیگا۔ اور روایت  
کی گئی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے ایسے دست مبارک سے اُنکو تمامہ مانڈو دیا  
اور دونوں موٹھوں کے بیچ میں اُسکا تھانکا دیا تھا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لے  
انکے پیچھے مار بڑھی اور فرمایا کہ یہ سیکو کارندہ ہے۔ آدروہ ستر خوف و تواضع سے  
اسنے غلاموں کو ایک دوسرے سے تمیز کر سکتے تھے۔ ستر ستیں بھری میں اُسوں نے

لے مدیہ طیبہ میں ایک موضع ہے جس جتنے اور حکمتاں ہیں حکمت حدیث میں آیا ہے کہ وہ

مبارک راوی ہے۔ ۱۲۔ مزمع

وفات یابی اور قبیح میں دس ہوئے

## (۱۰) امام ابو عبیدہ عامر بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکاسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسے جیٹی بیڑی میں جا کر ملا ہے یہ عہد بیساک میں ایک گاؤں کے قریب حکام عماد ہے سٹاٹھارہ ہجری میں دعویٰ ہوئے انکا قول ہے کہ اُس رکھو اہنت ایسے کپڑوں کو اٹھار کھٹے والے ایسے دیں کو میلا رکھتے ہیں۔ پس رکھو اہنت ایسے نفس کو معز مایا والے اُسکو دہل مانتے ہیں۔ اسلئے اسے لوگو حد اقبیر رحم کرے بُراے گناہوں کے مدے سنی سیکون کبیحہ دد و دیو کہ اگر تم میں سے کسی نے اس قدر گناہ کئے ہوں کہ زمین و آسمان کے درمیانی حصا اُس سے سہجائے بعد اُسکے ایک کام ہی اچا کرے تو یہ سنی اُسکی بُرائیوں پر غالب آجائی گی یا سک کہ اُسکو مد لکر چوڑے گی۔ انکا قول ہے کہ موس کی مثال چڑے کی ہے جو ہر در رکھتے ہی مار پلٹے کھانا ہے۔

## (۱۱) امام عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راد وارتے اور حباب رسالت کا نگہ مسواک تغلیس اور طہارت کا سامان سفر میں اسین کے سیر رہتا تھا۔ اور چال ڈھال و جو کو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہتے۔ یہ نہایت ہی عمدہ لباس پہنتے تھے اور انکے جسم سے جو تہو آتی تھی مسکی و میہ تھی کہ جب حدیں مبارک کو اٹھاتے یہ تہو اکی ٹری تعظیم علیہ السلام سے ہر چیز کے دریں بیت و بیساک مالہج ہی مت بشام و مستحق اللہ ۱۲

وفات یابی اور قبیح میں دس ہوئے

## (۱۰) امام ابو عبیدہ عامر بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکاسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سسے جیٹی بیڑی میں جا کر ملا ہے یہ عہد بیساک میں ایک گاؤں کے قریب حکام عماد ہے سٹاٹھارہ ہجری میں دعویٰ ہوئے انکا قول ہے کہ اُس رکھو اہنت ایسے کپڑوں کو اٹھار کئے والے ایسے دیں کو میلا رکھتے ہیں۔ پس رکھو اہنت ایسے نفس کو معز مایا والے اُسکو دلیل مانتے ہیں۔ اسلئے اسے لوگوں کو حد تیر رحم کرے بُراے گناہوں کے مدے سنی سیکون کب طرقت دوزد کیونکہ اگر تم میں سے کسی نے اس قدر گناہ کئے ہوں کہ زمین و آسمان کے درمیانی حصا اُس سے سرچاے بعد اُسکے ایک کام ہی اچا کرے تو یہ سنی اُسکی بُرائیوں پر غالب آجائیگی یہاں تک کہ اُسکو مد لکر چوڑے گی۔ انکا قول ہے کہ موس کی مثال چڑے کی ہے جو ہر در رکھتے ہی مار پلٹے کھانا ہے۔

## (۱۱) امام عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے راروار تھے اور حباب رسالت کا نگہ مسواک تغلیس اور طہارت کا سامان سفر میں اس میں کے سیر رہتا تھا۔ اور چال ڈھال دجو کو میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مشابہ تھے۔ یہ نہایت ہی عمدہ لباس پہنتے تھے اور انکے جسم سے جو تہو آتی تھی حسی و مہیہ تھی کہ جب حدیں مبارک کو اٹھاتے یہ تہو اکی ٹری تعظیم علیہ السلام سے ہر چیز کے دریں بیت و بیساک مالہج ہی مت بشام ر مستحق اللہ رب ۱۲

کہ آپ لوٹ جائیں کہ آئینِ ساتھ چلنے والوں کے لئے دولت اور عسکے ساتھ چلیں اسکے لئے فتنہ ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ جو کچھ میں اسی دات کی نعمت حاصل ہوں اگر تم کو معلوم ہو تو تم میرے سر پر چاک ڈالو۔ اور انہیں کا تول ہے کہ کیا خوب دو مایہ دیدہ حیریں ہیں موت و فتنہ جی۔ اور انکا قول تھا کہ کسی ایسا ہو کہ جس حال میں مجھے صبح ہوئی اُسکی لست بیٹے آرہی ہو کہ اسکے سوا میں اور حال میں ہوتا۔ آدمی جب کسی بادشاہ کے حضور میں حاکم ہے اور اُسکے ساتھ اُسکا دین و ایمان ہوتا ہے تو وہاں سے حب باہر آتا ہے تو اُسکے ساتھ اُسکا دین و ایمان ہمیں ہوتا اِس لئے کہ اُسے اپنے آپ کو ایسے موقع میں پہنچایا ہے کہ اپنے محل یا سکوت یا اعتقاد سے حد کی ماریاتی کرے۔ اور اگر کوئی شخص خانہ کعبہ میں سرکے و مقام کے دریاں شتریں تک عبادت کرتا رہے اور وہ کسی ظالم کو دوست رکھتا ہو تو اللہ تعالیٰ اُسکو قیامت کے دن اُسی کے ساتھ اُٹھائے گا حکموہ دوست رکھتا ہے جب یہ بیمار ہوئے تو حضرت عثمان بن عفان اکی مراح برسی کو گئے اور پوچھنے لگے کہ تم کو کس حیر کی شکایت ہے اُنہوں نے کہا کہ اپنے گماہوں کی۔ پھر حضرت عثمان نے پوچھا کہ کس حیر کو تمہارا جی جاتا ہے اہوں نے کہا کہ ایسے رب کی رحمت کہ۔ پھر حضرت عثمان نے کہا کہ کسی طبیب کو بلواؤں؟ اُنہوں نے کہا کہ طبیب ہی نے تو مجھے بیمار ڈالا ہے۔ حضرت عثمان نے کہا کہ آپ کے لئے کچھ عطیہ کا حکم دوں؟ اُنہوں نے کہا کہ مجھے اسکی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت عثمان نے کہا کہ تمہاری سیٹیوں کے کام آئیگا اُنہوں نے کہا کہ مگر میری سیٹیوں کے محتاج ہو جائے گا اندیشہ ہے حال کہ میں نے انکو حکم دیا ہے کہ ہر بات سورۃ واقعہ پڑھیں۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ فرماتے تھے کہ جو شخص ہر تب کو سورۃ واقعہ پڑھے گا اُسکو کوئی فائدہ ہوگا۔ ان کی

وعاون میں سے ایک یہ ہے۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْأَلُكَ اِنَّمَا نَا لَا یُرَدُّ وَنَعِیْمًا  
 لَا یَفْعَلُ وَفَرَّغَ عَیْنِیْ لَا تَقْطَعُ وَفَرَّغَ فَمَقَّةً لِّسَانِیْ صَلِّی اللّٰهُ عَلَیْہِ وَسَلَّم  
 فِی اَسْوَءِ حَالِ الْخَلْدِ (ترجمہ۔ حدایا میں مجھے ایسا اماں یا ہا ہیں جو ہر حالے  
 اور ایسی نعمت جو سترہ حالے اور انکھ کی ایسی ٹنڈک جو موقوف ہو اور ہست کے اعلیٰ ماعون میں  
 شریعتی صلی اللہ علیہ وسلم کی رفاقت)۔ الکافول ہے کہ علم تہرت روایت کے بین ہے  
 علم تو خوف خدا سے ہوتا ہے اور یہ کہتے تھے کہ خزانہ ہے اُسکے لئے جو ہمیں حاسنا  
 حال آنکہ اگر خدا چاہتا تو اُسکو علم دیتا اور خزانہ ہی اُسکے لئے سے جو حاسنا ہے اور عمل نہیں کرتا۔  
 اسکو سات مار کہتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ دنیا کی صفائی چلی گئی اور اُسکی کدورت  
 رہ گئی اور آج ہر مسلمان کے لئے موت ہی تحفہ ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ کوئی سدرہ  
 ایماں کی حقیقت تک نہیں پہنچتا تا وقتیکہ اُسکی چوٹی تک نہ پہنچے اور اُسکی چوٹی تک  
 نہیں پہنچتا تا وقتیکہ اُسکے نزدیک مالدار سے فقیری زیادہ تر محبوب ہو اور عزت سے  
 ذلت زیادہ تر مرغوب ہو اور تا وقتیکہ اُسکی تعریف کریں والا اور اُسکی مدحت کریں والا وہیں اُسکے  
 نزدیک برابر ہوں۔ اور اُنکے اصحاب نے اس جملہ کی تفسیر کی کہ اور کہا ہے کہ تا وقتیکہ  
 اُسکے نزدیک حرام کی مالدار سے حلال کی فقیری زیادہ تر محبوب ہو اور خدا کی مافرائی میں  
 جو طرف ہو اُس سے خدا کی طاعت کی فزونی تا وقتیکہ زیادہ تر مرغوب ہو اور تا وقتیکہ حق بات  
 میں اُسکی تعریف و مدحت کریں والے دو لون اُسکے نزدیک برابر ہوں یعنی تعریف کریں والوں  
 کی طرف مدحت کریں والوں سے زیادہ مائل ہو۔ اور کہا کرتے تھے کہ کسی شخص کا انگار  
 کو اسوقت تک دانتوں سے پکڑے رہا کہ وہ کچھ حاسے اس سے بہرے کہ کسی  
 امر کی سست حکمرانہ تعالیٰ سے بے مقرر کر دیا ہے یہ کہے کہ کاش یہ نہ ہوتا۔ اور اپنے اصحاب

سے کہا کرتے تھے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب سے ہی زیادہ نازین  
 بڑھتے اور زیادہ مجاہدہ کرتے ہو حال آنگدہ تھے کہ میں زیادہ دینا سے بچنے والے اور  
 آخرت کے چاہنے والے تھے۔ اور کہتے تھے کہ جو شخص حاکموں کے گھر میں رہتا ہے  
 وہ ممنوعات سے الگ نہیں رہتا اور اس پر ہی ویسا ہی گناہ ہوتا ہے جیسا ممنوعات کے  
 پاس حاضر رہنے والے پر اس لئے کہ جب اسکو ممنوعات کی جبر پوچھتی ہے تو اس سے فحاش  
 ہوتا اور اس پر سکوت اختیار کرتا ہے۔

## (۱۲) امام خباب بن الارت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکو دین اسلام سے پیہر کرنے کے لئے آگ سے سزا دی جاتی تھی مگر پھرے۔  
 یہ روایا کرتے اور کہتے تھے کہ ہمارے ہمائی چلے گئے اور اس نے ثواب اخروی میں سے  
 انہوں نے کچھ کم نہ کیا اور نہ اپنی دنیا میں سے کچھ گنایا اور اب ہم انکے بعد باقی رہ گئے  
 ہیں اور ہر ایک کو ایسا مال ملا ہے کہ حاکم کے سوا ہم اس کے لئے کوئی حکم ہی میں پاتے  
 اور اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حکومت مانگنے سے منع نہ فرمائے ہوتے تو ہم ضرور موت  
 مانگتے۔ عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ان سے پوچھا کہ اسے خباب تکوثر کون سے کیا  
 ادیت پہنچی انہوں نے کہا کہ مشرکوں نے آگ جلایا اور اسکو میری سیٹھ کی جہل کے  
 سوا کسی چیز نے نہ بچایا انہوں نے کوہ میں رحلت کی اور حضرت علی بن ابیطالب بھی اللہ  
 تعالیٰ عنہ سے اس کے حمارہ کی کار بڑھائی۔

## (۱۳) اُبی بن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

قاریون میں سے تھے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو مکہ المدینہ مکہ و اس  
 اہل الکتاب آخر تک کہ خدا کے حکم سے حواس ماہ میں مارل ہوا تاثر کر سنا یا  
 انکا قول ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی راہ اور طریقہ پر جسے رہوا سنے کہ وہ مدہ  
 راہ اور طریقہ پر ہیں ہے جس کے سامنے خدا کا ذکر ہو اور اسکی آکسین خدا کے خوش سے  
 ڈبڈبائیں اور ہر آگ اسکو مس کرے۔ اور اس راہ و طریقہ کی میاں روی اسکے خلاف  
 میں سمت صحابہ سے بہتر ہے۔ اور یہی انکا قول ہے کہ کوئی مدہ ایسا میں ہے کہ وہ کسی  
 چیز کو خدا کیلئے ترک کرے اور اللہ جنت کے لئے اسکے واسطے ایسی جگہ سے جو اسکے  
 گمان میں ہی ہو ایسی چیز نہ مقرر کر دے جو اس سے بہتر ہو۔

## (۱۴) سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا وظیفہ یا بھرا دور ہم تھا اور تقریباً بیس ہزار مسلمانوں کے سردار تھے۔ اور  
 ایک عمار پہلے جس سے فتنے کا کام ہی لیا جاتا تھا لوگوں کے سامنے خطہ کہتے تھے  
 اور جب اسکا وہ خطہ آتا تھا تو اسکو کھڑے کھڑے جرات کو دیتے تھے اور خود مزدوری  
 کر کے کہانے تھے۔ اور دیوار کے سایہ میں دن بسر کرتے تھے اور یہ جیتے جیسے وہ گنتا  
 ٹہتا جاتا تھا یہی اس کے ساتھ حرکت کرتے تھے انکا کوئی گھر تھا۔ اور جب خادم کو  
 کسی کام کے لئے بھیجتے تھے تو اس کے بدلے خود ہی ناگوں نہ لیتے اور کہتے تھے کہ  
 اوسیردو کاموں کا بار نہ ڈالوں گا اور کچھ کے پٹوں سے صنعتی چیزیں جاسکتے اور

کہتے تھے کہ میں ایک درہم (بیع آتم) کے بڑے خریدتا ہوں اور اُنکی حیریں سا کرتین  
 درہم کو بیچتا ہوں جن میں سے ایک درہم تینوں کے لئے رکھ دوڑا ایک درہم مال بچوں پر  
 حرج کرتا اور ایک درہم حیرات کرویتا ہوں۔ اور یہ لوگوں کی حیرت میں سے نہیں کہاتے  
 تھے اور انکے بیٹے حال میں رہنے کی وجہ سے لوگ ایسے اسات اُٹھالے کیلئے  
 انکو میگا رہیں کرکے اور اکثر ایسا ہوتا کہ بعد کو انہیں یہ جاں کر اسے لوجہ اُتار لینا چاہتے  
 تو یہ کہتے تھے کہ میں ایسا نہیں ہوں گا میں اسکو سرل تک پہنچا کر یہ ہوں گا اور یہ  
 واقعات اُس زمانہ کے ہیں جب یہ ہدا اُن کے امیر (گورر) تھے۔ یہ کہا کرتے  
 تھے کہ ایمان والے کی مثال دیامین تو اس اُس بیمار کی سی ہے جسکے ساتھ اُسکا وہ  
 طعیب ہو جو اُسکی دوا درود و دلوں سے واقف ہو اور جب اُس حیر کی خواہش کرے  
 حوا کے لئے مفر ہے تو مسع کرے اور کہے کہ اگر تو اُسے کہائے گا تو حال سے  
 حایگہ کا یہی حال صاحب ایماں کا بھی ہے کہ جو اہلست تو وہ مست سی حیرت کی کرتا ہے  
 مگر اللہ تعالیٰ اُسکو اُن حیرتوں سے دکتا ہے بہا تک کہ وہ مرنے اور حیرت میں داخل  
 ہوتا ہے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ تعجب ہے دنیا کی امید رکھنے والوں پر حال آنکہ موت  
 اُنکو ڈھونڈ رہی ہے اور اُس غافل پر جس سے عظمت نہیں کی گئی ہے اور اُس  
 سے دالے پر سکوا سکی حیرتیں کہ اُسکا پروردگار اُس سے حوت ہے یا محوش۔  
 اور کہتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم سے سہد لیا اور فرمایا ہے کہ تم میں سے کسی کا  
 آذوقہ سوار کے زاد راہ سے زیادہ ہو جائیجئے۔ اُنہوں نے ڈھائی سو برس کی عمر پائی اور  
 حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں قصاک۔





## (۱۵) تمیم داری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سب سے پہلے یہ ہے کہ تمیم داری نے کہا کہ میں نے ایک شب مارا پڑنے کو کھڑے ہوئے تو ایک ہی آیت میں انہوں نے صبح کر دی رکوع و سجدہ کرتے اور روتے جاتے تھے۔ وہ آیت یہ ہے اَمَّ حَسِبْتَ الَّذِيْ اَخْرَجْنَا السَّيِّئَاتِ اِلَآئِهٖ - یہ تکلیف میں تھے اور عمدہ لباس پہنتے تھے۔ اور یہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی احارت سے لوگوں میں بیٹکھڑا ستال کیا ہے۔ ان کے پاس ایک حُلہ تھا جس کو انہوں نے ایک بار درہم میں خرید لیا اور اُس رات کو پہنا کرتے تھے جس کی سبب شب قدر ہونے کی امید ہوتی تھی۔ واللہ اعلم۔

## (۱۶) ابوالدرداء غوفیر بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہا کرتے تھے کہ قسم ہے اُس اللہ کی جسے سو کوئی معبود نہیں مگر وہی کہ کوئی ۱۵۔ پچیسویں بار سورہ حاتیہ کے دو سکر رکوع میں یہ آیت ہے اَمَّ حَسِبْتَ الَّذِيْ اَخْرَجْنَا السَّيِّئَاتِ اِلَآئِهٖ اَمْ حَسِبْتَ اَنْ يَّخْلُقَ مَا يَشَاءُ مَا تَلْحَقُوْنَ اِذَا نُوْفِیَتْ اَلْاَنْفُسُ اِلَآئِهٖ فَتَدْرَکُ اُولَٰئِکَ الَّذِیْنَ کَانُوْا یَسْتَفْتُوْنَکَ فَاَنْتَ لَا تَعْلَمُ اَلْاٰیٰتِ الْکُبْرٰی اَمْ حَسِبْتَ اَنْ یَّخْلُقَ مَا یَشَاءُ مَا تَلْحَقُوْنَ اِذَا نُوْفِیَتْ اَلْاَنْفُسُ اِلَآئِهٖ فَتَدْرَکُ اُولَٰئِکَ الَّذِیْنَ کَانُوْا یَسْتَفْتُوْنَکَ فَاَنْتَ لَا تَعْلَمُ اَلْاٰیٰتِ الْکُبْرٰی

ہم کہا ہوں ہے یہ خیال کر رہا ہے کہ ہم انکو امیں لوگوں سے کہہ کر دیگے جو ایمان لائے اور انہوں نے ایک عمل کئے کہ انکا نام اور انکا حیلہ ایک ہی طرح کا ہو۔ (لوگ کیا ہی) جسے حکم کیا کرتے ہیں۔ ۱۲۔ مترجم

۱۷۔ حُلہ نام تمیم داری کا حیلہ تھا۔ اور بعض کے نزدیک دُعا اور کرتہ اور عمامہ کے مجموعہ پر اس لفظ کا اطلاق ہوتا ہے اور یہ دو کپڑوں سے کم کا نہیں ہوتا۔ ۱۲۔ مترجم

شخص ایسا نہیں ہے جو اپنے ایمان کی نسبت سقیم ہوا ہو اور اسکا ایمان ہر حال میں  
 اور کہنے سے کہ میں تم کو ایسے کام کا حکم دیتا ہوں جو تم کو میں نے تمنا میں اسید  
 کرتا ہوں کہ تمہاری وجہ سے مجھے اسکا اجر ملے گا۔ وہ کہنے سے کہ ایک کڑی کا تنگ  
 چالیس راتوں کے جام سے بہتر ہے۔ اور اُنکا قول ہے کہ تقویٰ و تقویٰ کے ساتھ  
 وترہ راریکی بیاضوں کے برابر۔ مقررین کی عبادت سے افضل ٹری اور دوس دار ہے  
 اور اُنکا مقولہ ہے کہ اپنی زندگی میں رومی اختیار کرنا آدمی کی بد استمدی کی دلیل ہے۔  
 اور یہی انہیں کا قول ہے کہ بھائی کا خا ہونا اسکو کبہ بیٹھنے سے بہتر ہے۔ اوکھا کرتے  
 تھے کہ اگر تم لوگوں سے منافقت کرو گے تو وہ بھی تم سے منافقت کریں گے اور اگر تم لوگوں کو جوڑو  
 نوہ تم کو نہ چھوڑیں گے اور اگر تم اُن سے ہٹاؤ گے تو وہ تم کو جالینگے اسلئے یہی محتاجی  
 کے دن کے لئے اسباب مہیا کرو۔ اور کہتے تھے کہ جو کچھ تم موت کے بعد دیکھو گے  
 اگر اسکو تم جان لو تو تم نہ خواہش سے کھانا کھاؤ اور نہ پانی پیو۔ اور میں تو جانتا ہوں کہ میں  
 کوئی یو اہوتا جو کاسٹ کر لیا جاتا۔ اور کیا کرتے تھے کہ میں نے ایسے لوگ دیکھے ہیں جو  
 بغیر کاسٹن کے چتے تھے اور اب لوگ کاسٹے ہو گئے حمین چتے ہیں ہیں۔  
 اور کہتے تھے کہ جن لوگوں کی زبانیں خدا سے غرض کے ذکر سے تروتارہ ہیں انہیں  
 کا ہر شخص نہایت بواشت میں داخل ہوگا (میں کہتا ہوں) کہ ”تروتارہ“ سے  
 عطیت کا ثناء اور وہ اپنے حب قلب غافل ہوتا ہے تو زمانہ حبک ہو جاتی اور زونا  
 میں رہی ہے۔ اور کہتے تھے کہ جب تمہارا مسلمان بھائی لگنہ کرے تو صبر کر کے  
 فعل سے عداوت کر اور جب وہ اسکو جوڑو سے تو وہ تمہارا سامانی ہے۔ اور اُنکا مقولہ  
 ہے کہ مرد مسلمان کی عمرہ حلقہ اسکا گھر ہے جہاں وہ اپنی زبان تترسگاہ اور نظر کو مہوٹا

رکے۔ اعلیٰ سیوی نے ان سے یوجہ کیا کہ تمہارے بعد اگر میں محتاج ہو گئی تو رکوعہ حیرت  
 کا دواؤنگی یا سمن۔ اہوں نے کہا کہ میں مردوری کر کے کہا اور جب مردوری کے باعث  
 تھے مردوری ہو سکے تو مسلسل جاکر مگر حیرات نہ کہا۔ اور حضرت معاویہؓ نے انکے  
 یاس نکل کر کاچیا ہیا تو ہوں سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں اللہ وادہ اور شک و دو گئی وراہ الہ  
 ہیتمہ دونوں ہاتھوں سے۔ یہاں پر کاسٹے اور کتے تھے کہ دور ہو میرے یاس سے۔  
 انکا قول۔ ہے کہ آدمی پورا دانتہ نہیں ہوتا حتک کہ اللہ تعالیٰ کے معاملہ میں ایسے نص  
 سے سخت عداوت نہ رکھے۔ اور صاحب ایمان کا کوئی حرد اللہ کے نزدیک ایسی  
 رماں سے زیادہ محبوب ہیں ہے اسلئے اُسکی حفاظت کر لی جاتی ہے تاکہ اُسے  
 دوزخ میں نہ لیجائے۔ اور ہم بعض لوگوں کے شہرہ جتے ہیں حالانکہ ہمارے  
 دل اُسیر لغت پہنچتے ہیں۔ اور امین کا قول ہے کہ جب تمہارا ہمالیہ گرتا  
 اور کچراہ ہو جائے تو اس سے اُسکو چوڑا کر دو کیونکہ ہمالیہ کبھی ٹوٹتا اور کبھی سیدھا  
 ہوتا ہی ہے۔ اور یہی حضرت عمرؓ الخطاب بھی جی اللہ تعالیٰ عنہا اور ایک جماعت  
 کا مذہب تھا کہ گناہ سرزد ہونے سے عدائی اختیار کرتے اور کتے تھے کہ عالم کی  
 نعرتیں کا جرحہ کر دو کیونکہ اُس سے نعرتیں ہوتی ہے تو بہرہ اُسکو چوڑا دیتا ہے۔  
 اور ابلی سیوی ام الدعاہ کا کرتی تئیں کہ یہی ہر چیز میں عبادت کی مبعجہ مگر  
 یہی کسی چیز کو ذکر کی مجلسوں سے الفصل اور میرے سیدہ کو سب سے زیادہ شعا و بدو  
 پہنچایا نہ لوگ انکے یاس حاضر ہو کر ذکر کیا کرتے اور یہی اُسکے ساتھ ذکر کیا کرتی تئیں

۱۵ ایک قسم کی خوشبودار گاس مکی کچی نہیں ہیں اور جو امین کا نام آتی ہے ۱۷

موقوف لکھائی کو جو لوگوں میں غظ کیا کرتے تھے انہوں نے گدلا بھیجا تاکہ ٹکڑا جائیے  
کہ اس پہ نص کو نصیحت کیا کرو۔

## (۱۷) عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

پڑے عامد وزاہد صحابیوں میں سے تھے جسے جناب راتھاب صلی اللہ علیہ  
وسلم نے اس دارِ عالم سے رحلت فرمائی انہوں نے کبھی ایک ایسٹیر، دوسری ایسٹ  
نہ رکھی (یعنی بیتہ عمارت نہ سوائی) اور نہ کوئی درخت لگایا۔ یہ کیا کرتے تھے کہ لے ورد آدم اپنے  
حس سے دیا کے ساتھ رہ اور اپنے قلب اور اسی ہمت سے اُسکو جدا کئے رہ۔  
اور کہتے تھے کہ آدمی اُسوقت تک اہل علم میں سے نہیں بہتا جب تک کہ اُس میں یہ صفت  
نہ پیدا ہو جائے کہ اپنے سے اوپر والوں پر حسد نہ کرے اور اپنے سے نیچے والوں کو  
حقیر سمجھے اور علم سے زبردستی نہ کرے۔ واللہ اعلم۔

## (۱۸) ابو ذر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

یہ سارے کا سارا دن اس سوچ میں گد اردیتے تھے کہ مجھے کہاں جانا ہے  
اور کہتے تھے کہ اگر وہاں مکان ہو تو میں رہا کروں اور اگر نہ ہو تو میں اس کو اسباب سے ہر دینے  
لیکن وہ تو جانتا ہے کہ ہم اس سے اُنہ عاین۔ اور یہ روز کی آمدنی روز حج کر دیا کرتے  
تھے اور اُنہیں سے کچھ اُنہار کہنا حرام حالتے تھے۔ اور اگر کوئی شخص اُنہ کے پاس جاتا  
۱۵ موقوف اس مصلیٰ لکھائی تالیفی اور دمشق کے امام مولانا میں سے تھے حقیقہ حیر کا  
ایک حامد ان تھا۔ اہل کیت غلو پر مبنی۔ ۱۲۔ مترجم

اور اسکے گہرے بطور ڈالتا تھا تو دیا کے سامانوں میں سے کوئی حیردیکہ میں آتی تھی۔

## (۱۹) حذیفہ ابن الیمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مازدار تھے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ میرے لئے سے پیارا دن وہ ہوتا ہے جب میرے گہر کے لوگ آکر کہتے ہیں کہ ہمارے یاں توڑا یا ہت کچھ ہی کمالے کو سین ہے۔ ایک ن یہ مار میں روے اور بعد کو اسون نے مڑ کر دیکھا تو ایک شخص اسکے پیچھے موجود تھا۔ اُس سے کہے لگے کہ اسکو کسی سے بیان نہ کرنا۔ اٹکا قول ہے کہ عقرب الباز مار آئے گا کہ اُس میں ایک شخص کو درد سرا کے گا کہ وہ کیسا مزیک اور کیسا عظمہ ہے حالانکہ اُس کے قلب میں درد نہ ہی یاں ہوگا۔ اور تم میں سے ستریں آدمی وہ نہیں ہیں جو آخرت کے لئے دیا کو جوڑ دیتے ہیں بلکہ وہ ہیں جو دونوں میں سے حصہ لیتے ہیں۔

## (۲۰) ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

اکلی ایک جوڑی سی قبی تھی ایسے اسکے ہتار سے اکی یہ کیت ہوئی۔ یہ کہتے تھے کہ اگر خداوند تعالیٰ کی یہ آیت نہ ہوتی تو میں کہی تھے حدیثیں بیان نہ کرتا۔ اِنَّ الدَّارِ

لہ سورۃ الفرق کی آیت (۱۵۹) رکوع (۱۸) ان المذین بکفون ما اوتلوا من الیسیت والہادی من بعد ما بینا للناس فی الکتب اولئک ینلعہم اللہ وینلعہم اللعول ۵ وہ جیسے کُل ہوں تنایاں اور ہدایت کی مائیں اُناریں اور کتاب میں ہے لوگوں کو صاب سمادیں اسکے بعد ہی جو اُنکو جیائیں وہی لوگ ہیں حیر (دیکھو صفحہ ۷۶)

يَكْمُومُونَ مَا أَرَكُمُ الْمَيْسَاكِينُ وَٱلْمُهَاجِرِينَ ۚ ۝ يَهَابُوا بِرِءَاثِهِ ۚ ۝  
 صلی علیہ وسلم کی صحت و ملکیت میں آئے سے پہلے خان مارگرگوں کے کام کیا کرتے  
 اور کہہ میں مانگتے تھے۔ یہ ہر روز مارہ ہر تسبیح پڑھتے اور کہتے تھے کہ اپنے گناہ کی  
 مقدار سے تسبیح پڑھتا ہوں۔ ایک دن انہوں نے ابی لوطی پر تازیانہ اٹھایا اسکے  
 بعد کہا کہ اگر قصاص کا خوف نہ ہوتا تو میں تجھے مرد مار تا لیکن میں عقیق تھے اُسکے ہاتھ  
 سے ڈانٹا ہوں جو تیرے دام مجھے ہر دیکھا جانو خدا کے لئے آراو ہے۔ انہوں نے انکی  
 بیوی لے اور انکی لوطی لے رات کو اسی میں ایک ایک تہائی ماٹ لیا تھا۔ انہیں سے  
 ایک مار پڑھ جکتا تو دو سے کو جگاتا اور دوسرا تیس سے کو۔ یہ کہا کرتے تھے کہ وہ درد  
 میں سے سب سے زیادہ مجھے تب محبوب کہو کہ یہ ہر چڑ کو اُسکے حصہ کا اجر پہنچاتی ہے  
 عام اعصاب کے لئے درد ہی عام ہے۔ اور کہتے تھے کہ بیماری میں زیادہ شگفتہ کو جنس  
 سین ہوتا یہ تو حوالہ جہی احمر ہے۔

سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ تعالیٰ علیہ نے بیماریوں کو تین قسموں میں تقسیم کیا  
 تھا عذاب کفارہ اور درجہ بڑھانے والی۔ عذاب وہ جسکے ساتھ ناراضی ہو۔ کفارہ  
 وہ جسکے ساتھ جو تیرے دوسرے ہوا اور درجہ بڑھانے والی وہ جسکے ساتھ خوشی و دل شکستگی ہو  
 جس زمانہ میں یہ مروان کے نائب تھے اپنے سر پر لکڑیوں کا گٹھا اٹھا کرتے تھے

(نقیہ حاتیہ صفحہ ۷۵) حدیث کرتا ہے اور حدیث کرتے ہیں۔ ۱۲۔ مترجم  
 ۱۵۔ مردوں کو کھانے کے لئے جو کام کیا جائے اُسکی مست کہتے ہیں کہ درجہ یعنی دیکھا دے  
 کیلئے کیا گیا۔ اور جو مردوں کے سامنے کے ارادہ سے کیا جائے اُسکی مست عربی میں کہتے ہیں کہ تلمعہ  
 کے قصد سے کیا گیا لیکن ”دیکھا دے“ لکھ کر اسکے لئے اُردو میں کوئی معنی حاصل نہیں ہے۔ ۱۲۔ مترجم

اور کہتے جاتے تھے کہ اپنے امیر (گورنر) کو رستہ دو۔ جب انکی وفات کا وقت آیا تو یہ رونے لگے۔ اور اسکا سبب دریافت کیا گیا تو انہوں نے کہا کہ سحر کی دوری اور آزاد راہ کی کمی پر اور اسکو خیال کر کے رہتا ہوں کہ وہاں چار ہوں جہاں جست و ہم دونوں موجود ہیں اور جبرہدین کہ انہیں سے کسکے حصہ میں ہیں بڑو لگا۔ حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے عہد خلافت میں جب ان کی عمر اٹھتر سال کی تھی مدینہ طیبہ میں انہوں نے وفات پائی۔

## (۲۱) عبداللہ بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما

انکا قول ہے کہ اے گماہ کر ہوا لے اپنے گناہ کے آخری ستر سے بیغم ہوا سنے کہ حب تو یہ نہیں جانتا کہ اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ کیا کرے والا ہے تو تیرا ہنسنا گماہ سے ٹکر ہے۔ اور گماہ پر تیرا اسلئے خوش ہوا کہ تو اسکے کرنے پر قادر ہو گا اور گماہ یہ ہے اور گماہ پر تیرا کم کرنا اسلئے کہ تو اسکے کرے پر قادر ہو گا مدتر از گناہ ہے۔ اور در اس ترکا گماہ میں اسوجہ سے کہ اللہ تعالیٰ کی نظری طری سے تیرے قلب کا چین ہوا گناہ در گماہ ہے۔ اسکے جہرہ ہر اسودن کے بننے سے چڑا لے دوسرے کا ساستان یر گیا تھا۔ انکا مقولہ ہے کہ اگر ایک ہیاڑ دوسرے ہیاڑ کے مقابلہ میں حادث کرے تو ہی باعی کا سچا حایہ گا۔ اور ایک ایسا مانہ آئے گا کہ لوگوں کی عقلیں جاتی رہیں گی یہاں تک کہ انہیں ایک ہی عقل والا نہ ملے گا۔ اور یہ ایک ایک دن تفسیر و تفسیر و معازی و شعروا بام عرب کے متعلق ملے سلم میں ٹھیکہ تقریر کیا کرتے تھے (میں کہتا ہوں) کہ یہاں ستر سے مقصود یہ ہے کہ لغت عرب کے ثبوت میں ستر کا

دکر کرتے تھے۔ انکا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی عمارت قبول فرمائے کہ تاحرام مال کھاتا ہے۔ اور کھاتا رہتا ہے کہ مریض کی عبادت تو سنت ہے اور جو اس سے زیادہ ہو وہ اصل ہے۔ واللہ اعلم

## (۲۲) عبد اللہ ابن الزبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہما

یہ بہت عبادت کریوالے صحابیوں میں سے تھے۔ اور جب نماز میں کھڑے ہوتے تھے تو خوف خدا سے ایسے بے حس و حرکت ہو جاتے تھے کہ گویا ایک ستون کھڑا ہے۔ اور جب سجدہ کرتے تھے تو اس قدر اس میں دیر کرتے تھے کہ چڑبان اُٹکی بیٹھتا اور اُٹکیا حاطہ کی دیوار سمجھتی تھیں۔ اور ہمیشہ ساری کی ساری رات عبادت میں گزارتے تھے۔ ایک رات صبح تک قیام میں رہتے تھے۔ ایک رات صبح تک کبوع میں۔ اور ایک رات صبح تک سجدہ میں۔ لوگوں نے انکا نام مسجد کا کبوتر رکھ دیا۔ سترہ ہفتہ ہجری میں حکم الہی عمر شریف کی تہی شہید ہوئے اور اکی لعتس خانہ کعبہ کے دروازہ پر لٹکائی گئی۔ اسکے چہرہ پر ڈاڑھی تھی۔ چو کہ لوگوں نے اسکے ہاتھ پر خلافت کی معیت کی تھی اور اہل حماز اور سیرت میں حواقی و خراسان والوں نے اعلیٰ اطاعت قبول کی تھی۔ اس سے حجاج نے اس پر قتل کیا۔ نو سال تک انہوں نے خلافت کی اسکے بعد حجاج نے مکہ میں انکا محاصرہ کیا

## (۲۳) حسن بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

وسط و صاف ستھری ہجری میں پیدا ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے



انکے کالوں میں اذان کہی اور حسن نام رکھا۔ آپ رد ماتنجی و برہیزگار تھے۔ اپنی  
 برہیزگاری و بردباری نے خدا سے عزوجل کے لئے آپ سے دیا و صلافت  
 حیرانی۔ اور آپ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مدد میں سفت کر سوا لون میں  
 سے تھے۔ آپ اپنے والد احد کی شہادت کے بعد خلیفہ ہوئے اور جن لوگوں نے  
 آپ کے پدر بزرگوار کے ہاتھ پر بیعت کی تھی اُن میں سے چالیس ہزار نے آپ کی  
 بیعت کی اور تقریباً سات مہینے تجار میں عراق حراسان و غیرہ کے حلیہ رہے۔ بعد  
 معاویہ نے تمام سے آپ کی طاعت کو ح کیا اور آپ نے معاویہ کی طاعت۔ اور جب دونوں  
 ایک دوسرے کے قریب آ گئے تو حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے سوچا کہ حنک  
 کہتے ہی جان میں ضائع نہ ہوگی ایک گروہ دوسرے پر چال نہ آئے گا اس لئے معاویہ کو یہ  
 کہلا سچا کہ میں اس امر کو تسلیم کر لے برا آمدہ ہوں کہ میرے بعد تم حلیہ ہوئے طیکہ مانسگان  
 مدینہ حجاز و عراق سے اُن امر میں سے کسی کا تم مواحدہ نہ کرو جو میرے بعد محترم کے  
 زمانہ میں واقع ہوئے تھے اور اسی قسم کی اور ہی جدید ترین قراویں۔ معاویہ نے آپ کی  
 سب شرطوں کو قبول کر کے صلح کر لی۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا معرہ طاہر ہوا  
 جو آپ کے اس ارتداد و سارک میں تھا کہ ”میرا یہ بیٹا سید (سردار ہے) اللہ تعالیٰ اسکے  
 دلیعہ سے مسلمانوں کے دوسرے گروہوں میں صلح کرے گا۔ یہ واقعہ آئندہ کالیس ہجری کا  
 ہے۔ آپ حباب رسالت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بہت ہی مشکل تھے۔  
 نصاعی کہتے ہیں کہ حنک امام علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا قاتل عبد الرحمن  
 ابن ملجم قتل نہ ہو لیا اسون سے وفات نہ پائی۔ آپ نے ایک شخص کو اللہ تعالیٰ سے  
 یہ دعا کرتے ہوئے سنا کہ اُس کو س ہزار درہم مل جائیں آپ کے اُسی وقت مراجعت کی اور

اوس قدر درحسم اوس کو بھڑپے۔ آب کہتے تھے کہ مجھے اپنے پروردگار  
 عزوجل سے شرم آتی ہے کہ میں اُس سے ایسی حالت میں ملوں کہ اُس کے گھر کی درج  
 میں پیادہ یا نہ گیا ہوں۔ چنانچہ بیس مرتبہ دیکھ سوراہ سے مکہ معظمہ یا مدینہ شریف لیگئے  
 اور عمدہ عمدہ عربی گھوڑے ہمراہ کو قتل رہے۔ اور آب نے دو مرتبہ اسارا مال خدا کی  
 راہ میں دیدیا اور تیس مرتبہ ٹیک آدھوں آدھ ماٹ کر میانک کہ ایک پالوں کا حوتہ دیدیا اور  
 دوسرا رکھ لیا۔ اور آبی کے ایک ایک آجی کو لاکھ لاکھ درہم عطا کئے تھے۔ اور جب  
 کسی شخص سے کھجور دن کا مل خریدتے تھے اور مالغ محتاج ہو جاتا تھا تو اس کو ملع واپس  
 دیدیتے تھے اور اُس کے ساتھ اس کی قیمت ہی واپس دیدیتے تھے۔ آبی نے کسی کسی  
 سائل کو ”ہس“ کہہ کر اور جس کسی شخص کو کوئی عطیہ عنایت کرتے تھے تو اُس کے لئے  
 اوروں سے اُس قدر کی سعادتیں ہی کر دیتے تھے۔ آب اپنے بیٹوں اور بیٹیوں سے  
 کہا کرتے تھے کہ علم سیکھو اور اگر اُس کو رمانی یا دنہ رکھو تو لکھ لیا اور اسے گروں میں رکھ لیا  
 کرو۔ جب آب نے رہبر یا تو آب کے حکم کے ٹکڑے ہو گئے۔ اس پر آب نے کہا کہ یہ  
 تو کئی مرتبہ رہبر یا تھا مگر اس مرتبہ کا سا کہی نہیں یا تھا جس میں رخصی اور عہدے پوچھا کہ  
 بہائی حان آب کو کسیر گمان ہے۔ آبی نے کہا کہ کیوں پوچھتے ہو۔ جس میں رخصی اور عہدے  
 کہا کہ اس لئے کہ ہم اُس کو قتل کر چکے۔ آب نے کہا کہ اگر ذائقہ میں وہی شخص ہے جس کی دست  
 میرا گمان ہے تو ”اللہ کا در در زیادہ قوی اور اللہ کی سر را زیادہ سخت ہے“ اور اگر وہ ہوا  
 تو میں اس میں جا ہننا کہ میری وجہ سے کوئی بیگناہ قتل کیا جائے۔ اور جب آپ کا وقت  
 آخر قریب آیا تو آپ نے کہا کہ میرا بھرتا نکال کر مکان کے صحن میں لے چلو۔ چنانچہ اس کی  
 تعمیل ہوئی۔ اور آبی نے کہا کہ خداوند امین اسے نفس کو تیرے سامنے قصوردار

ٹھہراتا ہوں کیونکہ ایسے لعس کے ساتھ مجھے درست کام ہوئے ہوں گے۔ اسکے بعد روح کو خدا کے سیر کیا اور لقیع میں دم ہوئے۔ یہ حادثہ عاکہا سنہ ہجری میں واقع ہوا۔

## (۲۴) حسین بن علی بن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما

سنہ ہجری میں ماہ شعبان میں پیدا ہوئے ایک بی بی ماجہ اولاد تھیں حضرت علی اکبر حضرت علی اصغر اکیسل علی اور اب حوسادات ہیں وہ ابیس کی اولاد ہیں۔ حضرت حمزہ حضرت فاطمہ اور حضرت سیدہ حمزہ میں سیدہ نعیمہ کے قریب مدونوں ہیں حضرت حسین رضی اللہ عنہ نے عیسٰی حج یا بیادہ کئے تھے حالانکہ عدہ سل کے گھوڑے کو تل بھرا تھے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ س لوگوں کی صورتوں کا تم سے واسطہ ہوا تمہیں خدا کی عبادت ہے۔ اس لئے نعمت سے ملو اور مسادا وہ عدوت سے بدل جائے۔ آپ کا مقولہ ہے کہ جس نے سعاد کی سیادت کی جسے حالت کی دولت اٹھائی۔ خواب سے ہوائی کے لئے ہنسی میں طہی کرتا ہے وہ صبح ہو کر اب اس کے پاس جاتا ہے تو وہی بکلی اور بکے آگے آتی ہے۔ آپ جمعہ کے دن یوم عاشورہ کو محرم سنہ ہجری میں حبس شریف حبس سال کا تھا سادات بائی۔ ابلیسیر کہتے ہیں کہ اللہ عز وجل نے یحییٰ اس رکریا علیہما السلام کے سے پچا لوسے ہر اکو ہلاک فرمایا تھا اور ہیں پر ہی کا حوں ہما ہے مگر روایت کی گئی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وحی بھیجی کہ میں نے یحییٰ اس رکریا کے مد لے پچیا لوسے ہر اکو لوس کو مار ڈالا تھا مگر تمہارے لواسہ حسین کے مد لے میں اس کے دو گئے کو ہلاک کر دینا۔ اور روایت ہے کہ حبس حسین رضی اللہ عنہ شہید ہوئے تو اس کے سر مبارک کو تس سے جدا کر کے لے چلے اور پہلی منزل میں پانی پینے کو ٹھہرے تھے کہ لوگوں کے رسا سے ایک لوسے کا قلم دیوار سے نمودار ہوا اور اس نے ایک سطر میں یہ لکھ دیا شہر

اَتَّحَقُّ اُمَّةٌ قَتَلْتُ حَسِيْنًا شَفَاعَةُ حَدِّ ۝ يَوْمَ الْحِسَابِ

(حسن گردہ لے حسین کو قتل کیا کیا وہ قیامت کے دن اس کے ماما سے شفاعت کی امید رکھتی ہو گی)  
اور آپ کی ہمنسب حضرت ربیب رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے حکما مراریہ انوار مصر کے قناطر السماع  
میں سچے جیمہ سے سر لگا لکڑیاؤں اور ملہ جیندا شمار پڑ ہے حکما ترجمہ یہ ہے۔ قطعہ

یوہیں گے حب رسولؐ کی امت	میری عزت سے کیا سلوک کیا
دو گے کیا او کو تم جواب یہی	ہاتھ سے میرے ایک ہی نہ بچا
قید کوئی۔ کوئی ہوا مقتول	خون میں سر سر کوئی لٹھڑا
ہوگا ارشاد۔ واسے گمراہی	رہنائی کی کیا ہی تھی حسرا

حضرت حسین رضی اللہ عنہ کا سر مبارک مصر لایا گیا اور اس روضہ میں حوآج تک مستحضر رہے  
دن کیا گیا۔ تہ غزوات سے مصر تک لوگ ننگے بالوں سر مبارک کے آگے آگے اس کی تعظیم  
کے خیال سے گئے تھے۔



## تابعین رضوان اللہ علیہم اجمعین

سب سے مرداں حداتائیں میں گذرے ہیں۔

### (۲۵) انہیں سے اول و پس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہم

یہ بہت بڑے راہدوں میں سے تھے اور ٹوٹا بھوٹا گھرا در تھوڑا سا ساں رکھتے تھے۔ یہ بیتیم  
 نسخ سیدہ کسادہ سیدہ متوسط القامت گھرے گندی رنگ کے آدمی تھے۔ یہ ٹھوڑی کو  
 سیدہ سے ملائے ہوئے لطر کو سیدہ کی جگہ جگہ ہوئے اور داہے ہاتھ کو مائیں پر رکھے  
 سو رہتے تھے۔ کپڑوں میں سے ان کے پاس صرف دو پرانی چادریں تھیں۔ اور مالوں  
 کا سا ہوا تہہ سدا مدہتے تھے۔ گسائی و بارسانی میں جیسے ہوئے تھے۔ جب شام ہوتی تھی  
 تو کہتے تھے کہ خدا ویدا میں بھوکے پیٹ والوں کے مارہ میں تجھے سدرت کرتا ہوں لو حاسا ہر  
 کہ میرے گھر میں بحر اوس کے جو میرے پیٹ میں ہے کچھ کھا میں ہے۔ انکا قول ہے  
 کامر بالمعروف وہی عن المکر (سہلے کام کے حکم دینے اور برے سے روکنے) نے  
 ایماں والے کے لئے کوئی دوست باقی نہ رکھا۔ کیونکہ جب ہم لوگوں کو سہلے کام کا حکم دیتے ہیں  
 تو وہ گالیاں دیتے ہیں اور ہماری کاروری کرتے ہیں اور ان کو مکاتون میں سے یت و سیاہ  
 ملھاتے ہیں یہاں تک کہ اللہ ان لوگوں نے مجھ پر حدائی کے دعووں کا الزام لگا بالنتہا حافی  
 رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اویس قرنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی یہ مہیزگاری اس درجہ تک  
 پہنچی تھی کہ عربانی کے سب سے رگ حرام کی رسل میں بیٹھے تھے اللہ رہا سکو کہتے

ہیں حضرت اولیس درلی کا قول تھا کہ آدمی کو یہ درجہ نہیں ملتا جب تک کہ وہ ایسا نہ ہو جائے کہ گویا  
اوس نے سب لوگوں کو مار ڈالا ہے۔ ایک شخص نے اسے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجئے تو اہوں  
نے کہا کہ ایسے بڑے روگزار کی طرح دوڑو۔ اوسنے کہا کہ قوت سسری کیونکر ہوگی۔ اہوں نے کہا کہ  
دلوں میں شک مل جائے کہ کیا تو ہے کیا تو ہے دیں کو لیکر خدا کی طرف دوڑ لیگا اور اسی رواری کی سمت  
اوس پر تہمت رکھیگا۔ یہ اسی ماں کی حدیث کیا کرتے تھے اور اسی لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم  
کے حضور میں حاضر ہوئے۔ اور روایت کی گئی ہے کہ یہ کئی مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی  
حناب میں حاضر ہوئے اور آنحضرت کے ہمراہ جنگ احد میں موجود تھے اور اہوں نے کہا تھا  
کہ واللہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دہاں مبارک شہید ہوئے جب تک کہ میرے دانت نہ  
ٹوٹ لئے اور یہ جہرہ اقدس رجمی ہوا جب تک کہ میٹر جہرہ و محروح نہ ہو گیا اور نہ آپ کی پشت مبارک  
کو کوئی صدمہ ہو نیچا جب تک کہ سیری بیٹھ نہ یا مال۔ ہوئی۔ میں نے بعض کتابوں میں اس ذکر  
کو اسی طرح لکھا ہوا یا یا اور اصلی حال حدیث حاضر ہے۔ یہ کچھ چوڑی گٹھلیوں پر سر کرنے  
تھے جس کو چرس لایا کرتے تھے۔ سال دو سال میں لوگوں کی نظراں پر پڑتی تھی۔ جس کی وجہ  
یہ تھی کہ جب لوگوں نے انکو دیکھا ٹھہرا تا تو اہوں نے اپنے مکاں کے دروازہ پر سر کھینچ لیا  
کا چھوٹا سا جھوٹا سالیاس سے بہت ہی کم ماہر نکلتے دیکھے جاتے تھے۔ ایک مرتبہ ایک  
شخص نے اسے کہا کہ مجھے نصیحت کیجئے تو انہوں نے کہا کہ میری نصیحت تمہارے لئے  
اللہ تعالیٰ کی کتاب۔ رسولوں کی سنتیں اور ملوک و اربابوں کا وجود ہے۔ اور یہ کہ موت  
کی یاد کو لازمی سمجھو اور اوسکی یاد تمہارے قلب سے بیک جھپکنے پھر ہی خدا ہو۔ اور ساری  
امت کو نصیحت کیا کرو۔ اور دیکھو جماعت کو کسی ترک نہ کرنا اور نہ دیں کو ترک کرو گے اور تم کو حشر  
منوگی اور جہنم میں چلے جاؤ گے۔ اور اسے ایک شخص نے کہا کہ میرے لئے دعا کیجئے تو انہوں نے

نے کہا کہ اللہ تبارک و تعالیٰ ہے جب تک تو زندہ رہے اور دیا سے تھکو ٹھوڑے یہ جو سنو  
 کرے اور جو کچھ تجھے عطا فرماے اور سب تجھے شکر گزار رکھے۔ ایک شخص نے اس کے  
 پاس بیٹھنے کی درخواست کی اس پر اس نے اہوں میں کہا کہ ایسا تو آج سے من تم سے نہ لو گنا  
 کیونکہ میں شہرت کو مانسہ کرتا اور گناہی و تنہائی کو دوست رکھتا ہوں میں جب تک لوگوں  
 کے ساتھ اس دنیا میں رہتا ہوں مجھے ست عم ہوتا ہے اس لئے تم حصت ہو سیکے  
 بعد پھر مجھے درخواست نہ کرنا اور نہ مجھے تلاش کرنا۔ اسے رادرا میں تم کو نہ بھولوں گا  
 گو میں تم کو نہ دیکھوں اور تم مجھے نہ دیکھو۔ جب شام موتی تھی تو جو کچھ اسکے گھر میں ہوتا تھا  
 س کو لٹا دیتے تھے۔ اور اس کی نامی سہری لاس یہاں تک پہنچ گئی تھی کہ رگ  
 خراکی ریل میں بیٹھے رہتے تھے۔ اور کوڑے سے روٹی کے ٹکڑے جسکر  
 لاتے اور اس کو دھوتے تھے اور کچھ انہیں سے جو دکھاتے اور کچھ حیرات کرتے  
 تھے۔ کھرام من جیاں لے اس سے کہا کہ مجھے نصیحت کیجئے تو اوہوں نے کہا  
 کہہ سوتے وقت موت کو نکیہ سا داورا ٹھٹھے وقت اوہ کو لہر کے سا سے رکھو۔ اور  
 کہا کرتے تھے کہ ملے ملنے سے پیٹھ پیچھے دعا کرنا ہوتا ہے کیونکہ ملے ملائے میں کہیں  
 ساؤ اور دکھاوا عریک ہو جاتا ہے اور جب لوگوں نے اس کو دس کیا اور پھر اکی دس کو حاکر  
 دیکھا تو اس کا نام ولسان تک نہ تھا۔

۱۵ کھرام من جیاں جلدی چھوٹے صحابوں میں سے تھے اور اس جہاں سے

کہا ہے کہ معتزلیوں میں سے اسادی لہری صاعب نہ تھے اسوں نے حضرت عمر کی علامت کا رونا پایا

اور اوس قری سے حدیثیں سی تھیں۔ ۱۲ مترجم

## (۲۶) عامر بن عبد اللہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

کہتے تھے کہ اگر دیباہ رکھ لیں تو میں ملحق ہوں اور پھر اللہ تعالیٰ مجھے اوس کے مالکل جیوڑ دیے کو دے گا تو میں خوشی خاطر سے اوس کو جیوڑ دیتا۔ اہوں نے اچی دات برہر روز ایک ہزار رکعتیں اور ایک روایت میں ہے کہ آٹھ سو رکعتیں درص کر لی ہیں اور اں کو موقوف ہیں کرتے تھے مگر اوس وقت حکم اں کے دونوں یاڈوں اور بیڈلیاں سوج حاتی ہیں اور نہ اوسیر ہی ابے لیس سے کہتے تھے کہ نوعاد ت ہی کیلئے تو یہ کیا گیا ہے واللہ میں تجھ سے اس قدر کام لوں گا کہ تو دم بھر بیٹھے کو ترسیگا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ حب میں ے خدا کو محبوب ما ہے تو مجھے کچھ یاد رہا ہیں ہے کہ کس حال میں صبح ہوا اور کس حال میں شام۔ اور حب سے میں نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا اور کسے سوا کسی سے نہ ڈرا۔ یہ حب کسی شخص سے آتھتہ خاطر ہوتے اور اوس کے حق میں مدد ماکرتے تو کہتے تھے کہ خدا یا اسکو بہت مال دے۔ اسکو تندرست رکھ اور اسکی عمر دراز کر۔ اں کا قول ہے کہ بہت سی چیزوں کو میں ابھی سمجھتا تھا اور اب میں یسہ کرتا ہوں کہ اوں کو ابھی نہ سمجھتا تو ابھا ہوتا اور جس کی کو میں ابھی مانتا ہوں اوسیر اگر میں عمل نہیں کرتا تو وہ میرے کس کام کی ہے۔ حب یہ سفر کرتے تھے تو ایک ہی متکیرہ سے حب جاتے تھے و صہ کے لئے بانی اوڈیٹلے تھے اور حب جاتے تھے یہیے کے لئے دورہ اور حب اسکے پاس کچھ درہم آجاتے تھے تو جس قدر جاتے تھے مسکیوں کو دئے جاتے تھے اوڈ وہ کم ہوتے تھے۔ اور حب سائل کو روڈی دیتے تو کہتے تھے کہ مجھے شرم آتی ہے کہ میرے عمل کی تزارو میں ایک روڈی سے کم موجود ہو۔ ایک مرتبہ اسے کسی نے بوجھا کہ تم سے بہتر کوں شخص ہے اہوں نے کہا کہ جس شخص کا سکوت فکر کلام ذکر اور چلاد ہیماں ہو وہ مجھے بہتر



ہے۔ اور کہتے تھے کہ اللہ کا ذکر شعا اور اوسکے غیر کا ذکر بیماری ہے۔ ان کا قول ہے کہ سدا کی  
 حالت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ اوردوں کی سمت اٹنے گاہوں کی وجہ سے اوس کو  
 اندیشہ ہو اور ایسے لمس کے گاہوں سے بے خوف ہو۔ اور کہتے تھے کہ <sup>(اسطاعت اوس سے)</sup> اچکل تہا  
 سوا یک ہمیں ہے بلکہ حوسہت رہے ہیں اوسے وہ اچھے ہیں یہ دیوانوں کو کھانا کھلایا  
 کرتے اور حب لوگ اسے کہتے تھے کہ ان کو کھانے کی حس نہیں ہوتی تو کہتے تھے کہ اگر  
 ان کو حس نہیں ہوتی تو اللہ تعالیٰ کو تو حس ہوتی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کی سمت کہ <sup>۵</sup>  
 مَنْ يَتَّقِ اللَّهَ يَجْعَلْ لَهُ مَخْرَجًا کہتے تھے کہ مراد یہ ہے کہ ہر چیز سے جو لوگوں پر کٹیں ہو  
 اور کما کرتے تھے کہ حب میں مرعائوں تو کسی کو حس نہ کرنا بلکہ مجھے ہر طرح سے میرے پروردگار  
 کے سیر ذکر دینا۔

## (۲۷) مسروق بن عبد الرحیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بچے میں جوری حاکم بھر مل گئے تھے اس لئے ان کا نام مسروق (در دیدہ) ہوا یہ کہتے  
 تھے کہ اماں داسے کا یہی علم س کرتا ہے کہ وہ الصدع وحل سے ڈرتا ہے۔ اور کہتے تھے کہ  
 حاتم میں سے کوئی یا لیس رس کی عمر میں ہو جائے تو اسکو صدا سے ڈرتے رہا چاہیے۔ اور  
 اس قدر ماریں پڑا کرتے تھے کہ اسکے دونوں ماؤں سوچ مارتے تھے اور ایسے اور ایسے  
 گھر والوں کی بیچ میں پردہ ڈال دیتے اور ملازمین معمول ہو جاتے اور اوس کو دیا کے  
 دہندوں میں جھوڑ دیتے تھے۔ یہ لوگوں کے قصے قصائے مبصل کرے اور اوس کی

کچھ اُحسرت نہیں لیتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ آٹھلے ایساں والے کے لئے کوئی چیز بہتر سے بہتر نہیں ہے

## (۲۸) علقمہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

اں سے کہا گیا کہ آبِ بٹھکر لوگوں کو قرآن کیوں نہیں پڑھاتے تو اُدھوں نے کہا کہ مجھے بے حسد نہیں کہ میری پشت کھدلی ماے اور کہا جاے کہ یہی علقمہ ہے۔ اور اں سے لوگوں نے کہا کہ آبِ لوگوں کی سعارش کرے کو ما دساہ کے باس کیوں نہیں مانتے تو اہوں نے کہا کہ اں لوگوں کی دیا میں سے مجھے حس قدر بہو چتا ہے اوسقدر میرے دیا میں سے اں کو ملتا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ ہمارے ساتھ جلا کر واس سے ہمارا ایساں یہی تعلقہ ٹرھتا ہے اور فرودتی کی بےب سے مخاحوں کی لڑکیوں سے بیاہ کرتے تھے۔ اور ح اہوں نے انتقال کیا تو ایک ردا اور ایک یرالی حطا دار چا در اور ایک مصحف کے سوا کوئی دوسری چیز نہ جوڑی۔

## (۲۹) اسود بن زید نخعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رورہ و عمارت میں اس قدر ایسی حاں کھیاتے تھے کہ انکا بدن سر اور بیلا پڑ گیا تھا۔ اور جب لوگ انکو سمھاتے تھے کہ اسقدر عمارت سے ایسی حاں کیوں مصیت میں ڈال رکھا ہے تو کہتے تھے کہ حد و حد ہی تو اصل کام ہے۔ رونے رونے انکی ایک آنکھ ماتی رہی تھی۔ شبہ پچھتر ہجری میں اہوں نے کود میں وفات پائی۔ واللہ اعلم

## (۳۰) ربیع بن خثیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہا کرتے تھے کہ رادر ۱ ایسے لعس کے آبِ ماصح منور نہ ہلاک ہو جاؤ گے۔ یہ علاج میں مبتلا ہوئے تو لوگوں نے اسے کہا کہ علاج کرائے۔ اس پر کہے لگے کہ میں جانتا ہوں کہ علاج راجح ہے لیکن عفریبہ طیب ماتی رہیگا اور نہ مریں۔ انکے اعمالِ محمی تھے گھر والوں کے سوا کسی کو او کی حسرت تھی۔ یہ قرآن کی تلاوت کر رہے تھے کہ ایک آدمی آئے یاں چلا گیا۔ اسوں نے اسی آستیں سے قرآن کو جیالیا اور کہا کہ جس جبر سے خدا مطلوب منورہ صحیح کرتی ہے۔ اور حب لوگوں کا دہریاں بجا ہوا یا تے تو قمر نماں کی طرف حاکم تے اور کتے کاے اہل تصور ہیاں تو باہم ہیں یا تم اسکے بعد ساری رات بیداری میں بسر کر دیتے اور حب صحیح ہوتی تو ایسے معلوم ہوتے کہ گویا اھی قمر سے اوٹھے ہیں۔ اور وہ صاحت میں قمر پاک ہوئے کے لئے ایسی حالت میں کہ ضعف سے اوکے باؤں ڈنگا گئے تھے مسجد میں آتے تو لوگ او سے کہتے کہ اللہ تعالیٰ نے تو نعم کو احارت دی ہے۔ اس کے جواب میں کہتے کہ اہے رورگاہ کی سادی کا کیا کروں جو سچی علی الصلوٰۃ کہا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے دلس گوشت اے ذلیل جوں احسن وقت یہاں چلاے اور میں کوٹ کوٹ کر راکھ یاں کی اوس روزِ نعم کا کر دوں گے اور خود ہی اسے گھر میں جھاڑو دیتے اور گھر والوں کو دینے میں دیتے اور کہتے تھے کہ مجھے سہ آتا ہے کہ ایسے نفس پر کچھ دلت کا کام ڈالوں۔ یہ کہا کرتے تھے کہ سہمے ایسے لوگوں کو دیکھا ہے جس کے مقابلہ میں ہم ایسے آپ کو جو طے سمجھتے تھے اسوں نے اللہ

سہمے ہجری میں معاویہ کی راہ میں رطت کی۔

### (۳۱) ہرم بن حیان رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

کہہ کرتے تھے کہ گفتگو کرنا الایا خطا کرنا یا تسنین مسائلہ کرے گا پہلی صورت میں لوگ اوس سے جھگڑینگے اور دوسری صورت میں گھنگار ہوگا اور اکی دہا یہ تھی کہ حدایا محکو اوس زمانہ کے شر سے ایسی بیاہ میں رکھ چکے جو ٹے سرکستی کریں اور لوٹے ہے حرص و ہوا میں مبتلا ہوں اور لوگوں کی عمریں کم ہوں اور وہ ایسے عرب رہائیوں کو گناہ کرتے دیکھیں اور او کو منع نہ کریں

### (۳۲) ابوسلم خولانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

عمادت میں انکو ہایت ہی تو عمل تھا یہاں تک کہ اگر اس سے کہا جاتا کہ دوزخ کی آگ سلگائی جا رہی ہے تو حقدور عبادت یہ کرتے تھے اوس میں درہ برابر بھی ٹپا نیکی گنجائش نہ تھی۔ یہ کہا مازک کر لیا کرتے اور کہنے سے کہ گھوڑا اوس حالت میں خوب دوڑتا ہے جب دلا ہوتا ہی انہیں کا یہی قول ہے کہ جسے اسی ٹانگوں کو مار پر قائم کیا اللہ تعالیٰ اوکی ٹانگوں کو مل ضرطہ پر حمارے رکھینگا۔ واللہ اعلم

### (۳۳) ابوسعید حسن بصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکے والد میٹساک کے رہنے والے تھے قید ہوئے اور انصار کے علام سے تھے حضرت حسن بصری پر اس قدر خوب خدا مال تھا کہ گویا دوزخ صرف انہیں کیلئے بنایا گیا ہے

ایکا کرتے تھے کہ معرفتیں اوٹھ گئیں اور بُرائیاں رنگیں اور مسلمانوں سے چوبانی رہ گیا ہے وہ  
مغموم ہے اور اُکا قول ہے کہ جو وسوسہ پیدا ہوتا ہے وہ شیطاں کی طرف سے ہوتا ہے اور  
حسین کہ کسی کے سامنے گڑ گڑانا پڑتا ہے وہ نفس کی طرف سے اس لئے دورے تھار اور  
ریاضت سے اُکے مقابلہ میں کمک لینی چاہیئے۔ اور حب اللہ دیا میں کسی مددہ کے لئے  
بھلائی چاہتا ہے تو اسکو مال بچوں میں سمک نہیں دیتا۔ اور عاجزی کرنوالے کی مثال  
یہ ہے کہ گھر سے ماہر نکلے تو حسن شخص برادس کی نظر پڑے او سکوا بنے آپ سے انفصل  
سمجھے۔ اور حب عندہ نے گناہ کیا اور پھر توبہ کر لی تو اس توبہ سے اللہ تعالیٰ کا قرب ہی  
زیادہ ہوتا ہے اور جب دوسری مرتبہ گناہ کیا تو علی ہذا قرب ہی بڑھتا ہے۔ ایک شخص  
نے اسنے کہا کہ میں ایسی تنگدستی سے نہ تنگ ہوں تو او انھوں نے کہا کہ ذکر کی مجلسوں  
میں حایا کرو۔ کہتے تھے کہ مردہ کے حق میں سب سے بڑے اوسکے وہ اہل و عیال ہیں  
جو او سپرد ہوتے ہیں اور او سیر سے قرض کے بوجھ کو ہلکا نہیں کرے۔ اور ہے ایسے لوگ  
دیکھے ہیں جو حلال چیزوں میں اوس سے زیادہ رہ رہتے تھے جس حد کہ تم حرام چیزوں  
میں رسے ہو۔ اور ہر آدمی کی دوستی کو ایک شخص کی سی عداوت کے بدلے نہ خریدو۔  
اور حب اللہ کسی مددہ کیلئے مسکائی جا ہتا ہے تو اوسکے مال بچوں کو مار ڈالتا اور اوس کو  
عبادت کے لئے خالی چھوڑ دیتا ہے۔ اور اس کا مقولہ ہے کہ لالچ عالم کو بد نما دیتا ہے۔  
اور آدمی کا علانیہ اپنے نص کو بُرا کہنا او سکوا ہتا ہے۔ اسے کسی بوجہ کا نصرتیں  
کوئی منافق نص ہے تو اوسوں نے کہا کہ اگر منافق لکھا یمن تو مجھے وحشت ہو۔ اہیں کا  
مقولہ ہے کہ تمہارے بھائیوں میں سے س سے زیادہ قابلِ عزت وہ ہے جسکی  
دوستی تمہارے ساتھ ہمیشہ رہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے ورنہ آدم اگر تو ایسی

موت کی خیال پر نظر کرے تو اپنے فریب امید کا دشمن ہو جائے۔ یہ حب بیٹھے تو تقدیری کی طرح بیٹھتے تھے اور حب ماتیں کرتے تو ایسا معلوم ہوتا کہ ان کو درج میں ڈالنے کا حکم ہو چکا ہے۔ اور کہتے تھے کہ جس نے خدا کے لئے فروعی کر لے کو صوفیسا حدالے اوکی بیانی و قلب میں نور پڑھایا اور حے فروعی و در کے لئے یسا وہ سرکشوں کے ساتھ جسم میں ڈالا گیا۔ وہ یہ شعر پڑھا کرتے تھے ۵

لَيْسَ مِنْ مَاتَ فَاسْتَرَحَ مَيِّتٌ	إِنَّمَا الْمَيِّتُ مَيِّتٌ الْآخِصَاءُ
---------------------------------------	---

موت میں راحت ملی جس کو وہ مردہ رک ہوا	رہے رمدوں میں جو مردہ تھا وہی مردہ رہا
---------------------------------------	--

کہا کرتے تھے کہ حب میں کچھ کمانا ہوں تو میری یاد آرد ہوتی ہے کہ یہ میرے بیٹ میں حاکم رابطہ تھا تا کیونکہ میں نے سنا ہے کہ یہ تین سو برس تک بالی میں مانی رہتی ہے۔ ایک مرتبہ اس سے کسی نے کہا کہ فقہاریہ کہتے ہیں تو اوہوں نے کہا کہ تمہنے کسی ایسی آنکھوں سے فقیہ دیکھا بھی ہے۔ فقیہ تو وہی ہے جو دنیا سے پرہیز کرنے والا ایسے گناہوں کا دیکھے والا اور ایسے پروردگار کی عادت کا پورا یا سد ہو۔ اور حدالے قسم کہا کرتے تھے کہ جس شخص نے رر کی عرت کی اوس کو اللہ تعالیٰ نے دلت دی۔ اور اکی عادت تھی کہ اکے سائیوں میں سے حب کوئی شخص اندر آئے کی احارت جانتا تو اگر اکے پاس کچھ کمانا موجود رہتا تو او سے اندر ملا لیتے ورنہ خود ماہر نکل آتے تھے اور جو کچھ موجود رہتا تھا اوس میں نکلے ہیں کرتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ اگلے لوگوں کا قول ہے کہ حکیم کی رماں اوس کے قلب کے پیچھے رہتی ہے۔ حب وہ کوئی مات کر مایا ہوتا ہے تو اپنے قلب کی طرف رجوع کرتا ہے۔ اگر قلب نے احارت دی تو او سے مات کی ورنہ رماں روک لی۔ اور حال کا قلب اوسکی رماں کی لوک پر ہوتا ہے وہ دل کی طرف رجوع ہیں کرنا جو کچھ اوسکی

رہاں پر آتا ہے کہ گدہ رہتا ہے۔ اسکے اقوال میں سے ہے کہ آدمی اللہ تعالیٰ کو قیامت کے دن جس طرح وہ چاہیگا بغیر احاطہ کے دیکھیں گے۔ دنیا تمہاری سواری ہے اگر تم اوسیر سواری ہو گئے تو وہ تم کو لے چلی اور اگر وہ تمپر سواری ہو گئی تو تم کو مار کر رہی۔ علماء کی رہبر گاری دیا و مال میں ہوتی ہے۔ جس تم ایسی اولاد میں کوئی ایسی مات دیکھو جو تم کو مری معلوم ہو تو سمجھو کہ اسے تمہیں مراد ہو اس لئے اسکو درست کر دو۔ جس تم کسی شخص سے دشمنی کرنا چاہو تو اگر وہ حد کا ماسر دار ہے تو اس سے دست بردار ہو اور ایسا سائنہ لیکر رہ جاؤ کیونکہ اللہ تعالیٰ اسکو تمہارے حوالہ کرے گا اور نہ تم کو اوسیر دست درازی کا موقع دیگا اور اگر وہ نافرمان ہے تو تمہارا مطلب خود محدود حاصل ہے کیونکہ اس سے دشمنی کر کے ایسی حاں کو رحمت میں ڈالتے ہو۔ ہر ایسے شخص کی جو طاعت حد کی پیروی کرتا ہے تمہارے لارم ہے اور جس شخص نے سیکو کار کو دوست رکھا گو ما دوس لے اللہ تعالیٰ کو دوست رکھا۔ میں نے کسی کسی شخص کو نہ دیکھا کہ اس نے دنیا کی تلاش کی اور اس سے آخرت پائی بحلاف اس کے عکس کے۔ اللہ تعالیٰ بہت سے گروہوں کو اوٹھاتا ہے جو اس علم (یعنی علم تصوف) کی تائید تو اسے مستحق کرنے ہیں اور اس میں او کی اور کوئی بہت نہیں ہوتی۔ اس لئے اوں کی جستجو میں حد او کے ساتھ رہنا ہے تاکہ یہ علم صانع ہو اور اویر اسکا دمال نہ رہ جائے۔ اسلام یہ ہے کہ تو اپنے قلب کو اللہ کے سپرد کر دے۔ میں ہر مسلمان تجھے سچا ہوا رہے۔ اور خدا کی محبت والا تہ میں رہتا ہے اور اس کا لٹہ میں اترتا مگر ایسے محبوب کے مشاہدہ کے وقت۔

(۳۴) سعید ابن المسیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب رات آتی تھی تو ایسے لعس سے کہتے تھے کہ اوساری رائیوں کے اڈے  
اوٹھ واللہ میں تجھے تھکے ہوئے اوٹ کی طرح یا نڈوں گھسیٹتا ہوا چلے گا جوڑہ دو گنا  
جینا سمجھ جب صبح ہوتی تھی تو اونکے دونوں پاؤں سوچے ہوئے ہوتے تھے اور وہ  
ایسے لعس سے کہتے تھے کہ تجھے اسی کا حکم ہے اور اسی کے لئے تو پیدا ہوا ہے۔  
ان کا قول ہے کہ اوس شخص میں کوئی نیکی نہیں ہے۔ جو اس قدر دیا جمع نہ  
کرے جس سے ایسے دیں و جسم کی حفاظت اور ایسے عریروں کے ساتھ سلوک  
کر سکے۔ یہ کہتے تھے کہ جالیس رس سے میر کوئی فریضہ جماعت کے ساتھ ماعہ ہیں  
ہوا ہے اور تیس رس سے جب مؤذن نے اذان دی ہے تو میں مسجد ہی میں موجود  
تھا۔ اونہوں نے یہ یاس رس تک عتار کے دھو سے صبح کی مار بڑھی تھی۔ انکی جو اسی  
سال کی عمر ہو چکی تھی تب کہتے تھے کہ میرے نزدیک عورتوں سے زیادہ کوئی چیز  
خوفناک نہیں ہے۔ اور کہتے تھے کہ سب آدمی خدا کی نگہبانی میں ایسے ایسے اعمال  
کرتے ہیں اور جب خدا سے عذر و حل کسی بندہ کو رسوا کرنا چاہتا ہے تو اوس کو ایسی  
حفاظت سے نکال دیتا ہے اور اس وقت لوگوں پر اسکے چپے ہوئے عیب  
کہلواتے ہیں۔ اور کہتے تھے کہ اپنی آنکھوں کو ظالموں کے معادلوں سے آلودہ  
نہ کرو (یعنی ادن کو نظر بہر نہ دیکھو) مگر دل میں انکار کے ساتھ تاکہ تمہارے بیک  
اعمال بکار نہ ہو جائیں۔ جب عبدالملک بن مروان کی سیعت سے انہوں نے انکار  
کیا تو اسنے انکو مارا مٹاٹ ہمایا اور مدیہ طیبہ کے مارا روں میں گت کرایا  
اور ماعت کر دی کہ کوئی انکے یاس نہ بیٹھے۔ جنانچہ یہ جو دکھا کرتے کہ کوئی میرے  
یاس نہ بیٹھے کیونکہ مجھے درہے لگے ہیں اور لوگوں کو میرے یاس بیٹھے سے



منع کیا گیا ہے۔ یہ سکر لوگ واپس چلے آتے تھے۔ انکا قول ہے کہ مُسَیِّجِد (مسجد یا) اور مُصَيِّحُفِ تصعیر کے ساتھ نہ کو کہو کہ یہ جبریں اللہ کی ہونیکے باعث عطمت و محالت رکھتے ہیں۔ اور کہتے تھے کہ جو اللہ پرستی ہو لوگ اوسکے محتاج ہوئے۔ اکی ہیئت کے سب سے لوگ اسکے پاس آئے کی اوسیطرح احارت یاہتے تھے سطح امیروں سے۔ اور کہتے تھے کہ کوئی مُسَیِّجِد عالم و حاصل ایسا نہیں ہے جسین کوئی عیب نہولیکن بعض آدمی ایسے ہوتے ہیں جس کے عیسوں کا دگرہیں کرنا چاہئے۔ اس لئے حمین رائی سے ہلایا زباً ہے اوسکی مُرائی ہلایا کے سے مجتہد یحییٰ گیلگی

### (۳۵) عسروہ بن بئر بن عوام رضی اللہ عنہ

یہ کہا کرتے تھے کہ جب کسی شخص میں کوئی نیکی دیکھو تو اوس نیکی کی وجہ سے اوس سے محبت کرو اور رحمہ لو کہ اوس میں اسبطرح کی ادریکیان ہی ہوگی اور علی ہذا جب کسی میں کوئی رائی پاؤ تو اوس برائی کے اعتبار سے اوسکو بُرا سمجھو اور جہاں لو کہ اوس میں اسبطرح کی اور مُرائیاں ہی ہونگی۔ یہ کہتے تھے کہ حضرت داؤد علیہ السلام مسریہ شیبے پہاڑ کھجور کے پتوں کی ٹوکریاں نانے اور اذکو ہچکڑ کھواتے اور اذکی قیمت سے رہہ لگی سر کرتے تھے اور کہتے تھے کہ دیامیں سب سے زیادہ رہدوالے میرنگر کے لوگ ہیں حب امون نے اسے محل میں جو عقیق میں تھا گوشہ پس اختیار کی سب سے سوی میں آنا رک کیا تو لوگوں نے اس کا سب بوجھا تو کہا کہ میں نے دیکھا کہ جو کہ اس مسجد کی کیل کھود کے اکھاڑے ہر لیا کی سر لیں اور گدہ رگا ہیں بیجا بیوں کے

اڈے س گئے ہیں اس لئے مجھے یہیں حمایت معلوم ہوتی ہے یہ اپنی اولاد سے  
 کہا کرتے تھے کہ علم سیکھو اس لئے کہ اگر یہ تم اس وقت ایسی قوم کے چوٹوں میں ہو  
 مگر عقریب دوسری قوموں کے ٹرے ہو جاؤ گے۔ جمالت بہت ہی جری جیڑے چھوٹا  
 قوم کے سردار کے لئے۔ یہ ایک مرتبہ ولید بن عبدالملک کے پاس گئے  
 تو ان کے ایک یانوں میں بیماری ہو گئی جس سے وہ یانوں سے لے لگا جایا  
 وہ کاٹ ڈالا گیا اور لوگ سمجھتے تھے کہ ولید کے پاس حائے کی یہ سزا تھی۔  
 اس پر یہ کہا کرتے تھے کہ اوس حد کا ست کر ہے جس نے دوسرے یانوں کو  
 ماقی رکھا۔ یہ پیارے رورے رکھا کرتے تھے جیسا کہ ان کا یانوں کا ٹاٹا گیا ہے تو انکو  
 رورہ تھا اور کاٹنے وقت کسی نے انکو تھامی نہ تھا۔ انہوں نے محالت رورہ ملا  
 چورالوے پھری میں حت کی راہ لی۔

(۳۶) محمد بن الحنفیہ بن امام علی ابن ابیطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ان کا قول تھا کہ جس کا نفس عیبوں سے پاک ہوا اوس کے ردیک دیبا کی  
 کچھ قدر رہی۔ یہ کہا کرتے تھے کہ جو شخص جیشکارا چال ہوئے تک اوس آدمی  
 کے ساتھ ہنسی خوشی سر نہ کرے جسکی صحت سے مفر ہو وہ حکیم نہیں ہے۔ جب  
 روم کے بادشاہ نے عبدالملک بن مروان کو حلف کے ساتھ یہ دہکی  
 لکھ بھیجی کہ اگر تم حویہ دیا قبول نہیں کرتے تو میں ایک لاکھ مورج جسکی کی اور ایک لاکھ  
 تری کی نمبر بیچتا ہوں عبدالملک نے حجاج کو لکھا کہ تو محمد بن الحنفیہ کو تحویف و تہدید  
 لکھ بھیج اور جو کچھ جواب دہ دیں اوس کو میرے پاس بھیج دے

جیسا مجھ حاج لے انکو لکھا۔ اور اسوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ کی تیس سو نوے لگا ہیں ایسی مخلوق یہ ہو ا کرتی ہیں اور مجھے امید ہے کہ میری طرف اللہ تعالیٰ کی ایک لگاہ ایسی ہوگی جس سے وہ مجھے تجھے محفوظ رکھینگا۔ حاج لے یہ خط عمد الملک کے یاس بھیج دیا۔ اور عمد الملک نے یہی مصموں شاہ روم کو لکھ بھیجا۔ جسکو پڑھ کر اوسے کہا کہ یہ تمہارے دماغ سے نہیں نکلا ہے اور نہ تم سے یہ لکھا ہے یہ تو حادثات موت ہی کے دل سے نکل سکتا ہے۔

### (۱۳) علی بن ابی طالب بن ابی طالب رحمۃ اللہ تعالیٰ

یہی علی اصغر تھے اور علی اکبر حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے ساتھ شہید ہوئے تھے اور عقیقہ محمد الناصر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حال میں آتا ہے کہ کل حسی پیدا ہیں کی اولاد ہیں۔ اس کا قول ہے کہ حب سدایہ ماطن میں اللہ تعالیٰ کے لئے حالص ہو گیا تو اللہ تعالیٰ نے اوس کو اوس کے سرے اعمال پر مطلع کر دیا اور وہ ایسے گماہوں میں مشغول ہو جانے کے باعث دوسروں کے عیوب سے لے یرواہ ہو گیا۔ یہ کہتے تھے کہ مصحف فروخت نہیں ہو ا کرتا تھا اور ہوتا یہ تھا کہ ایک شخص ایک ورق کا عدلے ہوئے سر کے قریب آتا تھا۔ اس سے لوگ سمجھ جاتے تھے کہ اس کو مصحف مجید لکھا ما ہے (ایس جس کو تواب حاصل کرنا منظور ہوتا تھا وہ مستعد ہو جاتا تھا اور اوس کے لئے مسویرہ نقرا کے اول سے لکھا شروع کرتا تھا۔ پھر دوسرے لوگ لکھتے یہاں تک کہ مصحف تمام ہو جاتا تھا۔ راویوں نے کہا ہے کہ حب اس کے

اگلے سہائی شہید ہوئے اکی عمر تیرہ برس کی تھی مگر بیاردی قراش تھے اس لئے شہید نہ کئے گئے۔ آپ حب و صو کرے لگتے تھے تو آب کا چہرہ بیلاڑھاتا تھا اور اگر گھر کے لوگ بو جیتے تھے کہ صو کے وقت کیوں آئی کی عادت ایسی ہے تو کہتے تھے کہ تم جانتے نہیں کہ کس کے حضور میں کھڑا ہو بیکا ارادہ کرتا ہوں، اور جب آپ چلتے تھے تو آب کا ہاتھ آیکے رالو سے متجاوز نہ جاتا تھا اور نہ متکروں کی طرح آب ہاتھ کو اٹھاتے اور گراتے تھے۔ اور جب آپ کو کسی شخص کی سست معلوم ہوتا تھا کہ آپ کی زبائیاں اور شکایتیں کرتا ہے تو آب اوسکے گھر تشریف لیجاتے اور اس سے مہربانی کے ساتھ بیٹھ جاتے اور اس سے ارشاد کرتے تھے کہ سوا جو کچھ تم میری سست کہتا ہے اگر وہ سچ ہے تو اللہ مجھے تہ دے اور اگر جھوٹ ہے تو خدا تم کو رخصت دے السلام علیک ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ایک شخص نے مسجد میں آیکے سر رکڑے ہو کر کوئی بات ٹھانہ رکھی جو نہ کسی ہو مگر آپ نے مالکل سکوت کیا کچھ ہی جواب نہ دیا جب آپ مسجد سے چلے تو وہ شخص آیکے پیچھے ہو لیا اور روئے لگا اس پر آپ نے کہا کہ میں کسی تم کو کوئی ایسی بات نہ کہوں لگا حاتم کو مری لگیلی ۵

قَمَاتُ شَيْءٍ أَحْتَّ إِلَى اللَّيْلِ	اِذَا شَتَمَ الْكَلْبُ نَمَّ مِنَ الْحَبَابِ
تشریف چاہی رہے دے ہو گا لیاں باجی	جواب پالے سے ٹپکتا ہے اور اوسکا جی

آپ کا مقولہ ہے کہ احباب کے اوٹھ جانے سے وطن پر دیس ہو جاتا ہے۔ آزادوں کی عبادت ستکریہ کے لئے ہوتی ہے نہ دہشت و رعیت کے سب سے۔ وہ شخص تمہارا یا رکیو مکر ہو سکتا ہے جس کی تھیلی کھلو کر تم لقمہ ضرورت لے لو اور وہ بات شہو جاے۔ اور ایسے اصحاب سے

کہا کرتے تھے کہ تم میرے ساتھ خدا کے لئے اسلام کی محنت رکھو کیونکہ تمہاری محنت کسی جیسے خدا سہولتی یہاں تک کہ وہ چاروی دلت کا مات ہوئی۔ یہ اوس واقعہ کی طرف اشارہ ہے جو آپ کو عبد الملک سے مرواں کے ساتھ بیتیں آیا۔ اوسے آیکے یاؤں ہاتھوں اور گلے میں سولے کی رخی میں ڈلو اگر مدیہ طیبہ سے شام ملوایا۔ اور حبس ہر رخی عبد الملک کے پاس آئے تو اوسوں نے عبد الملک سے کہا کہ علی بن الحسین کا خیال بھی خلافت کی طرف ہیں ہے وہ تو ایسے نص اور ایسے پردہ گار کی عادت میں مشغول ہیں۔ عبد الملک نے کہا کہ بہت ہی اچھے کام میں اوسوں نے ایسے آپ کو مشغول رکھا ہے۔ اور آپ کو رہا کر دیا۔ آپ دل سے جانتے تھے کہ وصو کرے میں کوئی شخص آپ کو مدد دے۔ اور ایسی طہارت کے لئے خود ہی پانی سرتے اور آرام کرے سے پہلے لاکر رکھ لیتے تھے۔ آپ سحر یا حصر میں کسی رات کا قیام ترک نہیں کرتے تھے۔ آپ کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ مومن گنہگار سے توبہ کرے والے کو دوست رکھتا ہے۔ آپ ابو بکر عمر و عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی توصیف کرتے اور ادنیٰ رحمت بھی کرتے تھے۔ آپ ہر دن اور رات میں ایک ہزار رکعتیں پڑھاتے اور حبس آند ہی جلتی تو عیش کہا کر گر پڑتے تھے۔ اور حبس حج کو تبریف لیجئے تو لٹیا آپ کی زبان سے نکلا اور آپ بیہوش ہو کر گر پڑے اور آپ کے اعصار رحمی ہو گئے۔ اور ایک شخص نے آپ سے زبان درازی کی اور آپ ستر کڑاں گئے تو اوس شخص نے کہا کہ میں تمہیں کو کہتا ہوں اس پر آپ نے کہا

لے ہر رخی رحمت اللہ علیہ کا نام محمد بن مسلم بنا۔ مشورہ النبی سے رمضان ۲۲ھ تک سوچو

ہجری میں راہی طہ جو ۱۲ متر جم

کہ میں تمہیں سے تو ختم پوچھی کر رہا ہوں۔ ایک دن آپ مسجد سے باہر نکلے تھے کہ ایک شخص ملا اور اسے آپ کو گالیاں دیں اور بت دیں اسیر آپ کے علام اور خادمہ اسکی طرف ٹرے مگر آپ سے کور و کا اور کہا کہ ٹھہرو اس شخص پر ہاتھ نہ ڈالو اس کے بعد آپ نے اسکی طرف رخ کیا اور کہا کہ میرا حوالہ تم سے یوستیدہ ہے وہ اس سے زیادہ ہے تم کو کوئی ضرورت ہو تو مجھے بیاں کرو میں اوسیں تمہاری مدد کروں۔ اس سے وہ غم مگیا تو آپ نے ایسا سیاہ جو کو کل حوریب تھا اوتار کر اوسیر ڈال دیا اور اس کے لئے ایک ہزار درہم سے زیادہ کے عطیہ کا حکم دیا۔ اُس شخص نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میک آپ رسول مقبول علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اولاد میں ہیں آپ نے ۹۹ ہجری میں حکم سے شریف اٹھادوں سال کا تھا بقیع میں رحلت فرمائی۔ اور سر مبارک مصر گیا اور مصر کتبہ میں قلعہ کی طرف جو بحرے آئے اوس کے قریب دفن کیا گیا۔

(۳۸) ابو جعفر محمد باقر بن علی زین العابدین بن حسین

بن علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہما

نودی رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ یہ دو حاکم، اس سب سے کہلائے کہ اس لفظ کے معنی شوق کر لے والے کے ہیں اور آپ سے علم کو شوق کیا اور اسکی خڑا اور کہہ کو بیجا ماتھا۔ آپ کا قول ہے کہ بھلیاں موس و غیر موس سب پر گرتی ہیں اور ہمیں گرتی ہیں تو اللہ عز و حل کا ذکر کرے والے پر اور کسی شخص کے دل میں حب تھوڑا سا ہی عور داخل ہوتا ہے

تو جس قدر عذر دراصل ہوتا ہے اوسے قدر ریا اوس سے زیادہ اوسکی عقل میں کمی آجاتی ہے۔  
 آپ ابوکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دوست رکھتے اوسکی مدح میں مسالہ کرتے اور کہتے  
 تھے کہ جس شخص نے اکو صدیقؓ نہ کہا اللہ تعالیٰ اوسکے کسی قول کو نہ دنیا میں سچا نہ  
 اور نہ دین میں۔ اہل عراق کے ایک گروہ کی سمت آپ کو معلوم ہوا کہ وہ ابوکرؓ و عمرؓ  
 سے عداوت رکھتا اور ایسے ردیک سمجھتا ہے کہ اہل بیت کو دوست رکھتا ہے آپ  
 اوس کو لکھ بھیجا کہ جو شخص ابوکرؓ و عمرؓ کو دشمن سمجھتا ہے مجھے اوس سے کوئی دہشتہ ہیں  
 اور اگر میں حاکم ہوا تو لوگوں کو اس دونوں کو برا سمجھتے ہیں اوسکے خون کو اللہ تعالیٰ کے  
 تقرب کا ذریعہ ساؤں گا۔ آپ کا قول تھا کہ بیٹ اور ستر مگاہ کی یار سائی سے کوئی  
 عداوت افضل ہیں ہے۔ آپ حب ہستے تو کہتے تھے کہ حدایا مجھے دشمن نہ رکھ۔ آپ  
 کہتے تھے کہ دنیا میں بھائیوں کے ساتھ بیکری کرے سے زیادہ معیں کوئی نئے ہیں  
 ہے۔ اور آپ بھائیوں کے ساتھ بیٹھے رہے سے کسی گمراہے نہ تھے۔ کہا کرتے تھے  
 کہ مڑا ہے وہ سہائی جو خوشحالی میں تمہاری گمراہت کرے اور بدحالی میں تم سے  
 الگ ہو جائے۔ اور اسکا پتہ کہ تمہارے سہائی کے دل میں تمہاری کتنی محبت ہے  
 اوس محبت سے لگاؤ جو تمہارے دل میں اوسکی ہے۔ اجمعی رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 کہتے ہیں کہ حسیبی سیدوں کی سل بالکل ریں العادیں رضی اللہ عنہ سے ہے اسلئے  
 یہی تمام حسیبی سیدوں کے یدر بر گوار ہیں۔ ایکی عمر جب تہتر سال کی ہوئی اللہ ایک سو  
 ستر ہجری میں راہی حست ہوئے اور آپ نے وصیت کی کہ جس گروہ کو یہی ہوے  
 ماریں طرہا کرتے تھے وہی اوسکا کھن بنایا جائے۔ واللہ اعلم

## (۳۹) ابو عبد اللہ جعفر صادق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اس محمد اقرین رین العالمین میں حسین بن علی بن ابی طالب رضوا اللہ علیہم اجمعین۔ آپ کا قول ہے کہ خارجیر میں ایسی ہیں جسے کسی شریف کو کراہت کرنی رہا نہیں ہے۔ آپ نے مایکے لئے ایسی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ آپ نے وہاں کی خدمت کرنی۔ ایسی سواری کے حاور کی گشت کر لی کہ سو علام اور نوکر کیوں ہوں۔ اور جس سے تعلیم پاتا ہے اس کی خدمت کرنی۔ آپ کا قول ہے کہ مکی کامل نہیں ہوتی مگر تین باتوں سے۔ ایک یہ کہ حسب اس کو رتو تو اس کو چھوٹی سمجھو دوسرے یہ کہ اس کو پوشیدہ رکھو اور تیسرے یہ کہ اس میں عملت کرو۔ کیونکہ جب تم اس کو حقیر سمجھو گے وہ ٹری ہو جائیگی اور جب اس کو جیاد گے کامل ہو جائیگی اور جب اس میں حلدی کرو گے خوشگوار ہو جائیگی آپ کا مقولہ ہے کہ جب کسی آدمی کی طرف دیا راج کرتی ہے تو عیرون کی حویاں اس کو دیدیتی ہے اور جب اس سے منہ پھیرتی ہے تو اس کی ذاتی حویاں ہی لے لیتی ہے۔ اور کہتے تھے کہ جب تم تک نہمارے سہائی کی کوئی ایسی بات ہو جسے جو تم کو ناگوار ہو تو اس کے لئے ایک سے لیکر ستر رو تک تلاش کرو اور اگر تم کو کوئی عذر نہ ملے تو کہو کہ ستا دوس کے یاس کوئی عذر ہو جس کو میں نہیں جانتا ایک مرتبہ سفیان ثوریؒ رحمہ اللہ آئیے یاس آئے تو انہوں نے دیکھا کہ آپ سر کا جبہ پہنے ہوئے ہیں۔ اس لئے کہا کہ آپ عادلانہ ہوئے ہیں اور یہ کہتے ہیں۔ آئیے کہا کہ تم نہیں جانتے اندر ہاتھ ڈال کر دیکھو انہوں نے دیکھا تو کہتے مالون کا ٹاٹ اندر تھا۔ یہ کہہ کر کہ قوری تم تو دکھلاؤ کہ تمہارے حجبہ کی سچ کیا ہے۔ آئیے دیکھا تو اس کے نیچے ہت ہی باز کر رہا تھا۔ اس سے سہیاں ترسٹم ہوئے۔ بعد آئیے کہا کہ قوری امیرے یاس زیادہ نہ آیا کرو اس سے ہم کو بھی نقصان



یہوکتنا ہے اور تم کو بھی۔ اور ابو صیفہ رضی اللہ عنہ آیکے یاس آئے تو آپؐ نے کہا کہ اے ابو صیفہ  
 میں نے سنا ہے کہ تم قیاس کرتے ہو۔ ایسا نہ کرو کیونکہ سے پہلے جس نے قیاس کیا مہاوہ ملیں  
 ہے۔ اور آپؐ نے کہا کرتے تھے کہ جب تم کسی مسلمان کے مارہ میں کوئی کلمہ سو تو جہانک منہارا  
 دسترس ہو او سکوعده ترین بیلو رڈ ہالو یہاں تک کہ اگر کوئی عمدہ بیلو تم کو نہ ملے تو خود ایسے آب  
 کو ملا مت کرو۔ اور آپؐ کا قول ہے کہ اوس ہاتھ کا نہ کہاؤ جو ہو کا ہوئے کے بعد آسودہ ہوا ہو۔  
 ایک مرتبہ ایک قبیلہ کے ایک شخص سے آپؐ نے لوجھا کہ اس قبیلہ کا سردار کون ہے اور شخص  
 نے کہا کہ میں۔ اسپر آئے کہا کہ اگر تو اوس کا سردار ہوتا تو میں ”نہ کہتا۔ اور آپؐ نے کہا کرتے تھے کہ جب  
 تم سے گناہ سرزد ہوا استعفار کرو کہو کہ بید ہوئے کے پہلے ہی سے گناہ طوق سکر لوگوں کے  
 گلے چلا ہوا تھا۔ بیشک ہلاکی اور بوری ہلاکی اوسیرا صرا کر رہا ہے۔ جب آپؐ کو کسی جبر کی ضرورت  
 ہوتی تو کہتے تھے کہ اے میرے برادر دگار فکوحاں جبر کی ضرورت ہے اور دعا تمام ہی ہوئے  
 ماتی تھی کہ وہ تھے آیکے بیلو میں رکھی ہوتی تھی۔ آپؐ نے ۴۸۸ھ ایک سواڑا نالس ہجری میں  
 مدینہ منورہ سے حلد ریں کی راہ لی۔ آپؐ کا قول ہے کہ حسکی روری میں دیر لگی او سکوتر سے  
 استعفار چڑھا چاہیے۔ اور جس کی کو ابے کسی مال یر مار ہو اور او سکو ماتی رکھا چاہے اوس کو  
 ماکتہاء اللہ لا فقیح الا باللہ کہا جائیے۔ آپؐ نے یحییٰ اوں کا موٹا کم لاسا حتہ پہنتے تھے اور  
 او سکے اوپر سے تسر کا حلہ اور کہتے تھے کہ ہم جہ خدا کے لئے پہنتے ہیں اور تسر تمہارے لئے  
 حوالہ کے لئے ہے او سکو پونیدہ رکھا اور جو تمہارے لئے ہے او سکو طاہر کر دیا ہے۔ اور کہتے تھے  
 کہ اللہ تعالیٰ نے دیا کو دجی یہی ہے کہ جو شخص میری خدمت کرے او سکی تو خدمت کا اور جو شخص  
 جیری خدمت کرے او سکونکا ڈال۔ اور فقہاء و سولوں کے امانت دار ہیں مگر او سیوت تک کہ مادتاً  
 کے در پر نہ جائیں۔ اور کہا کرتے تھے کہ حدایا حبیر تو نے ایسی روری تنگ ورائی اوس کی

عجوبی کو میرا رقیق ما اور میری کل جیریں تیرے ہی مصل سے ملیں۔

## ۱۴۰) عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اے عہدِ حلاوت میں اس کے اصناف کے بسبب سے مکریاں اور بھیڑیے ایک ہی گھاٹ والی  
 مینے تھے۔ اور اے یاس دینا ہاتھ چوڑی ہوئی آلی مگر اسوں نے اسکو چھوڑ دیا اور اس سے  
 پرہیز کیا۔ یہ اس قدر تیار تھے کہ اس کے تہہ سد کی سلوٹیں اس کے بدن کے ٹٹوں میں جی رہتی  
 تھیں مگر حبِ خلیفہ ہوئے تو ایسے ڈلے ہو گئے کہ حو کوئی جاہتا اکیلی کی ہڈیاں بھر  
 ہاتھ لگا سے شمار کر لیتا۔ اکیلی آمدنی کا اس ہر اردیا رہتی مگر حبِ خلیفہ ہوئے تو ہر دم اسکو  
 حرج کرے لگے بہا تک کہ اس کے پاس ایک کرتہ کے سوا کچھ نہ رہا۔ اسکو یہ ادھیوقت  
 او مارنے تھے حب میلاں ہو جاتا تھا۔ اور حب وہ میلا ہو جاتا تھا تو اس کو دھونے  
 اور اس کے خشک ہوئے تک گھر میں ٹہرے رہتے تھے۔ اس بطح اکیلی ہر دم اسکو  
 کی ٹہنی فاطمہ نے ایسا رانا مال میت المال میں داخل کر دیا اور وہ عام لوگوں کی حقیقت  
 کی ہو گئیں فاطمہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ یہ حب سے خلیفہ ہوئے کسی مرنے  
 دم تک اسوں نے غسلِ حیات نہ کیا۔ کیونکہ جب یہ خلیفہ ہوئے تو ایسی لونڈیوں کو  
 اسوں نے اختیار دیدیا اور اسے کہا کہ مجھ پر وہ لانا مارل ہوئی ہے جو مجھے درویش  
 تک اور حب تک کہ لوگ حساب و کتاب سے فارغ ہو جائیں گے تمہاری طرف متوجہ  
 ہوئے دے گی۔ اس لئے تم میں سے جس کو آزادی پسند  
 ہو اس کو میں نے آزاد کر دیا اور جو میرے پاس رہنا چاہے  
 اس کو میں نے اسے پاس رہنے دیا لیکن مجھ سے اور اس سے

کوئی سر دکار رہے گا۔ یہ سکر سب ڈاڑھیں مار کر روئیں کہ اُس سے کوئی امید رہی۔ اور بچہ مالک کی بیٹی فاطمہ رضی اللہ عنہا کو بھی انہوں نے احتیاد دیا کہ جاہو میرے یہاں رہو اور جاہو اپنے باب کے گھر چلی جاؤ۔ اسیر وہ مقتدر حنین مار کر روئیں کہ بڑھویوں نے سُنا۔ فاطمہ کہتی ہیں کہ ”یہ کسی شخص کو عمر سے بڑھ کر اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے نہ دیکھا۔ الکا معمول تھا کہ حشوت میرے پاس گہرتے تھے اسی عداوت لگا دین، حار ہتے اور برابر رویا کرتے تھے ہما تک کہ مید کا علم ہوتا اور وہ گر پڑتے اور ہیرا ٹھکر رونے لگتے اس طرح سے ساری رات گمار دیتے تھے، ایک مرتبہ یہ ایسا کرتے رہنے ہوئے جبکہ داس ہن آگے اور پیچھے بیوہ لگے ہوئے تھے لوگوں کے سامنے خطبہ کہہ رہے تھے کہ ایک شخص نے کہا کہ اے امیر المومنین خدا نے قواب کو دیا ہے ہر آب کیوں نہیں پیتے۔ اسیر گنہ ہر تک سر ٹھکائے رہتے ہیرا انہوں نے کہا کہ سب سے ہتر وہ میاں روی ہے جو قدرت کے وقت ہو اور سب سے عمدہ وہ درگد رہے جو قدرت کے وقت ہو۔ اکی لڑکیان برار رنگی بہتی تھیں جابجہ ایک مرتبہ انہوں نے ایک کو بلایا تو اُس نے جواب دیا اب ایسے خادم کو بھیجا اور وہ اُسے لیکر آیا تو اُس سے پوچھا کہ تو نے مجھے حواس کیوں دیا تھا اُسے کہا کہ میں ملکی تھی اب اُسکے لے ہوئے ہوئے کیرے موانے کا حکم دیا اور وہ اُسکو بیٹائے گئے۔ یہ حوں رویا کرتے تھے اور غضب علیہ السلام سے ملنے رہتے تھے۔ اور توڑے توڑے عرصہ کے بعد قاصد کو اور کسی کام کے لئے نہیں ملکہ صبر رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما فعال عہد اسلام ہو بجائے کو مدیہ طیبہ بھیجا کرتے تھے۔ انہوں نے ایک مرد داہہ بار کہا تھا اور ہر تب اُس میں اُنکر گنگے میں لوہے کا طوق ڈال لیتے اور صبح تک مالہ دراری کیا کرتے تھے۔ اہلکا قول ہے کہ کسی حاکم کے پاس یہ عیاں کرگو اُسکو بڑے کاموں سے منع کروا دیجیے

کاموں کا حکم دو۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ اگر اللہ تعالیٰ چاہتا کہ نافرمانی نہ تو امیس کو بیدار  
 نکرتا۔ اور تفتی کے مُنہ میں لگام پھرتی ہے۔ اور کہتے تھے کہ جو کچھ اپنی دست میں جاتا ہوں  
 اگر تم جانتے ہوئے تو تم میرا مُنہ دیکھتے۔ اور پرہیزگاری حلال میں ہوتی ہے اور حرام تو مذمتی  
 ہوئی آگ ہے حمین مَرُوے گلگشت کیا کرتے ہیں اور اگر زندہ ہوتے تو ضرور ان کو  
 آگ کی تطلیف محسوس ہوتی۔ اس کے حالات مشہور اور ابو نعیم کی کتاب حلیہ اور  
 دوسری کتابوں میں مذکور ہیں۔ اذنا لیس سال کی عمر پا کر سلسلہ ایک سو ایک ہجری کے ماہ رجب  
 میں اس دارِ محسوس سے سدبارے اور علاقہ جُحُص کے مقام دیر سمعان میں دفن ہوئے  
 انکی خلافت دو سال اور چودہ دن رہی۔ اکوہر دیا گیا تھا اسی سے انہوں نے قصاک -  
 طالعہ بنت عبد الملک رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ اکی اصلی تیاری خدا کا خوف تھی اور باعتبارِ زہر کے  
 انکی موت کا تو ہی ترس ہو رہا تھا۔

## (۳۱) مطرف بن عبد اللہ بن شخب رضی اللہ عنہ

کہا کرتے تھے کہ اگر میرے پروردگار کے پاس سے کوئی آئے والا آئے کہ

میرا دل چاہتا ہے کہ میرے ہشتاد و نہ سو سال کی عمر قبل از مرگ میرے پاس آئے کہ

میرا دل چاہتا ہے کہ میرے ہشتاد و نہ سو سال کی عمر قبل از مرگ میرے پاس آئے کہ

میرا دل چاہتا ہے کہ میرے ہشتاد و نہ سو سال کی عمر قبل از مرگ میرے پاس آئے کہ

سوتے رہتا اور صبح کو ترمسہ اٹھا مجھے اس سے زیادہ پسند ہے کہ رات میں قیام گداؤں  
 اور صبح کو معذور اٹھوں اور اسکا قول ہے کہ جب سدا کا مائل دھاپہ یکساں ہو جاتا ہے تو  
 اندر عروجل فرماتا ہے کہ واقعی یہ میرا سدا ہے۔ جب یہ اپنے گہر میں تنہا ہوتے تھے تو  
 ایک ساتھ ایک گہر کی ایٹھیں بھی تسبیح کرتی تھیں۔ کسی نے اس پر ظلم کیا تو اسہوں نے کہا کہ خدا  
 تجھے جلد موت دے جیانیخوہ و راجر گیا۔ لوگ اور کوریا کے یاس ہسٹریک لیگیٹ  
 ریادے یو جیا کہ اسہوں نے اس مر لے والے کو ہاتھ ہی لگایا تھا۔ لوگوں نے کہا کہ اس  
 اُس نے کہا کہ تب تو یہ صبر ایک بیک مرد کی مدد عاتی ہو مصاے الہی کے مطابق  
 یز گئی۔ اور انکو رہا کر دیا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ خدا یا اس ہر ایسے عمل سے استعفا کرتا ہوں  
 حسین نے دعویٰ کیا ہوا کہ میں اُسکو حلو ص سے کرتا ہوں اور یہ اس سے خدا ہی کو خوش  
 کر جایا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ خدا ودا مجھے رہنی ہوا اور اگر اسی نہیں ہوتا تو مجھے  
 معاف کر دے کیونکہ آقا کی ایسی حالت میں ہی ایسے علام سے درگزر کرتا ہے کہ اُس  
 سے رہنی نہیں ہوتا۔ اور اسکا قول ہے کہ خدا کی اتنی عظمت تو کہ گدہوں اور کتوں کے  
 سامنے اُسکا پاک نام نہ لیا کر دیکو کہ لوگ ایسے کتے کو کہتے ہیں کہ خدا تجھے رہا کرے  
 یا ترے ساتھ یہ کرے اور وہ کرے۔ اور تھی کے سامنے جب لوگوں کی عطائیں بیان  
 کی جاتی ہیں تو وہ مستعمل رہتا ہے۔ اور لوگوں میں سب سے زیادہ گماہ کرنے والے وہ ہیں جو  
 سب سے زیادہ اہل کے دکر سے غافل ہو کر لوگوں کی خطاؤں میں مستعمل ہیں۔ اور حمار سے  
 حرا نہ کرے وہ لکھ ہے۔ اور کبھی کسی حاکم کے پاس ایسا نوستہ نہ لیجا جسکی نسبت  
 تجھے معلوم ہو کہ اس میں کیا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ علم حاتار با اور رے طرون میں عارتین  
 لیگیٹ۔ اور یہ ہیز گا رے اہل کے ہوا کسی پر حکومت کرنا قبول نہیں کرتا۔ آن سے کسی نے

یو جہا کہ جو شخص حارہ کے ساتھ نیت کے اقرار کی خاطر سے جاتا ہے اُسکو تو اس ملے گا یا نہیں انہوں نے کہا کہ اس سیرین کہتے ہیں کہ اُسکو دودھ ارمیں گے ایک تو ایسے بہائی برنار  
یڑ ہے کا اور دوسرا مردوں کی خاطر سے حارہ کے ساتھ چلے گا۔ اور یہی اسکا قول ہے کہ جسے  
عورتوں اور کمالوں کو ترک کیا اُس سے کرامت کا ظاہر ہوا لاندی ہے اور جو شخص کہا لے بیٹے  
اور عورتوں کو ترک کرتا تھا اُسکو سیلج سمجھتے تھے گودہ ایسے ستہر ہی میں مقیم کیوں ہو۔ اور کہتے  
تھے کہ جب میں ایسے غلام کو کسی کام کا حکم دیتا ہوں اور وہ میرے دوست کے کام کو اہیر  
مقدم کرتا ہے تو میں اُس سے زیادہ محنت کرتا ہوں۔ اور کہتے تھے کہ خدا ودا اس سے  
میں تیری میاہ جاتا ہوں کہ کوئی اور اُس حیر میں جو میں اُسکو کمانی ہے مجھ سے زیادہ مساعدا  
ہو جائے۔ یہ کہتے ہیں کہ میں ایک جواب دیکھا کہ میں مردوں کے پاس حاضر اور اُنکو بھیجا  
ہوا دیکھ کر میں سلام کیا مگر کسی نے میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں اُن سے اسکا سب  
ب پوچھا۔ تو انہوں نے کہا کہ سلام کا جواب دیا ایک بیکی ہے اور ہم میں یہ قدرت ہمیں کہ ایسی بیکیوں  
میں کچھ ہی بڑھائیں۔ انہوں نے ایک مرتبہ کہ یہ کہتے سنا کہ ”خدا یا اں لوگوں کو میری وجہ سے  
رد کر“ تو کہے لگے کہ یہی وہ شخص ہے جو ایسے لہس کا عارف ہوتا ہے۔ اور کہتے تھے  
کہ کوئی شخص یہ کہے کہ ”اللہ تعالیٰ دوتا ہے“ لکہ یہ کہنا جاسیے کہ ”اللہ تعالیٰ لے دوتا ہے“  
یہ ہی اسکے انوال ہیں کہ جسے صاحب کرامت کو اُٹھلایا وہ بڑا چوٹا ہے۔ شراعت کو ہاتھ سے  
نہ در اسلئے کہ لکھو ہمیشہ اپنے ہائیوں پر ترب رہے گا حنک کہ تم اُنکے محتاج ہو گے۔  
قیامت کے دن اسان کے ہمت سے گردہ کر رو کرینگے کہ اُنکے قلم آگ کے ہوتے  
تاکہ جو کچھ اُنہوں نے اس سے لکھا تھا اُسکو لکھتے ہوئے ہمارے رما میں پڑ ہے  
لکھ جاتی رہے اور جو ہیں وہ دیا طلب ہیں۔ جو شخص مجھے لوگوں کی عیبتیں کرے

۱۰۹ میرا دوست نہیں ہے۔ صدّ یقیوں کے قلوب میں اگر عظمت ہوتی تو اُس کے دلوں پر جو تختی ہوتی ہے اُسکی عظمت سے وہ مرد مر جاتے۔ یہ اونچی ٹوئیاں اور ٹسر کے ہول لوٹے سی ہوئی چادریں اوڑھا کر تے اور گھوڑیں پوار ہوا کرتے اور ماد صفا اسکے ایسی دعا میں کہتے تھے کہ حجابا امیرے ساتھ سوال کرے والوں کو میرے سے لٹا۔ طاعوں طاف کے بعد اُس زمانہ میں کہ محتاج عراق کا حاکم ہوا ۱۲۷۲ء دوسو سات ہجری میں انہوں نے قضا کی۔

## (۴۲) علامہ ابن الشیخ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۰۹ اسکا قول تھا کہ صبر کے ساتھ جو مصیبت ہو اُس سے وہ عافیت رہا وہ پسندیدہ ہے جو شکر کے ساتھ ہو۔ یہاں تو رسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ اسکی وجہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کی ماد و عافیت کے حق کی اور دیا ہے کہ **لَا تَعْلَمُ** **اِنَّهُ اَقْبَلُ**، کیا ہی اچھے مدے تھے کہ مات مات میں خدا کی طرف رجوع کرتے تھے۔ اور یوں علیہ السلام کی سبت ہی ماد و عافیت مصیبت کے حسین وہ متلاتے یہی حملہ ارتداد ہوا ہے۔ یس دوہوں صفیں برابر پر گئیں حالانکہ وہ آرام میں تھے اور یہ آرام میں اس سے ہکو معلوم ہوا کہ صبر کا قائم مقام شکر ہے۔ اور جب دوہوں برابر ہوئے تو شکر کے ساتھ آرام اُس مصیبت سے زیادہ پسندیدہ ہوا جو صبر کے ساتھ ہو۔

## (۴۳) صفوان بن محرز مازنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۱۰۹ یہ کہا کرتے تھے کہ جس بیک کام کو میں جانتا ہوں وہ میرے کس کام کا ہے جس میں

اُس پر عمل نہیں کرتا اس لئے اچھا ہوتا جو میں کسی چیز کو اچھی طرح جانتا ہی ہوتا۔ اور کہتے تھے کہ جب ایک دن خدا ایک روٹی اور ایک کوزہ پانی ملحق کیا کرے تو دنیا پر حاکم ڈال دی جائیے۔ اہوں نے ایک تہ حارہ مار کہا تھا حمیں میٹھ کر خدا کی حساب میں گریہ و راری کیا کرتے تھے۔

الکا ایک گہرنا اُسکی حیت کی ایک کڑی ٹوٹ گئی تو کسی نے کہا کہ اسکو درست کیوں نہیں کرتے۔ اہوں نے کہا کہ میں کل مچاؤں گا اگر مکاں کا مالک مجھے اس میں رہنے پتا تو میں اسکو درست کرالیتا۔ یہ ایسے گہر سے کہی ماہر لکھتے تھے مگر مار کے لئے اور جلدی سے ملتے آتے تھے۔

## (۴۴) ابوالعالیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الکا قول تھا کہ جتنے لوگ ایسے ہیں کہ اُسکے شر سے لوگ ڈرتے ہیں وہ سب قیامت کے دن لوہے میں جکڑے جائیں گے اور اُنکی نسبت حکم ہوگا کہ ظالمون اور شیطانوں کے ساتھ جہنم میں ڈال دیے جائیں۔ یہ رہا لون (جوگیوں اور تارکیوں دیب) کی طرح موٹے مالون کا کپڑا پہننے کو مایوس کرتے اور کہتے تھے کہ عمدہ پوتا ک یہما مسلمانوں کی ریت ہے۔ یہ حلویت پسند تھے۔ اور جب انکے پاس چار آدمی سے زیادہ جمع ہو جاتے تو یہ لعوباتون کے خوف سے اُن کو جوڑ کر اٹھ جاتے تھے۔ اور کہتے تھے کہ میں یہ بچاں برس سے ایسے عضو خاص کو داہا ہاتھ میں لگا ہا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ جو مار میں خدا سے نہ ڈرا وہ کب ڈرے گا۔ اور کہتے تھے کہ سے بڑا گاہ یہ ہے کہ آدمی قرآن سیکھے اور سو رہے اور اُسکو تہجد میں تیرے سے نہ نوے ہجری میں اہوں نے اس داہا یا پیلار سے اشتغال کیا۔



## (۴۵) بکر بن عبد المذنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہتے تھے کہ مجھے ایسے اعمال میں سے جس عمل پر سے زیادہ وقوف ہے وہ مرد صالح کی محبت ہے۔ یہ عمرحات میں کھڑے ہوئے اور کہنے لگے کہ اگر اس لوگوں میں میں نہ ہوتا تو مجھے اسید ہوتی کہ اللہ تعالیٰ اس کے سب کو بخت دے گا۔ اور کہتے تھے کہ جنتک آدمی لطیف الطبع اور لطیف العصب ہوگا متقی نہیں ہو سکتا۔ اور کہا کرتے تھے کہ حقد ریس لباس اور رسکاں کے اسباب میں زیادتی ہوتی گئی اُس بقدر اللہ تعالیٰ کی مایہ دہی زیادہ ہوتی گئی اور مال کے حرج کرنے میں حقد ریسے محل کیا اُس بقدر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دور با ستس بڑھتی گئی۔ انکا قول ہے کہ جب تم ایسے بھائیوں کی طرف سے حفا دیکھو تو سمجھو کہ یہ تمہارے ہی کسی گناہ کی وجہ سے ہے جو تم سے سرد ہوا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ سے توبہ کرو۔ اور جب انکی طرف سے محبت کی زیادتی دیکھو تو سمجھو کہ یہ تمہاری ہی کسی طاعت کا نتیجہ ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کا ست کر کرو۔ اور جب تم کسی شخص کو دیکھو کہ لوگوں کے عیبوں پر نگاہ اور انکی بڑی حرکتا ہے تو سمجھو کہ وہ اس کرم میں متلا ہے۔ انہوں نے مسئلہ اکیسواٹھ ہجری میں وفات پائی۔

## (۴۶) صلہ بن اشیم عدوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جب یہ کسی ایسے گروہ کے پاس سے گزرتے تھے جو کبیل رہا ہوا کہتے تھے کہ یا رو مجھے بتاؤ تو میں کہ جو گروہ سفر کا راوہ رکشا ہوا اور اُس نے دلوں کو کبیل میں گوا کر رہا کہوٹا کیا ہوا اور رات کو ڈرا سوتا ہوا بلاوہ منزل مقصود تک کب ہو بجے گا۔ اس کے مک

ہوائی لے کسی دور دست ملک میں دعوات یائی اور ایک شخص عجلت کے ساتھ وہاں سے آیا اور اسے انکو خبر کی تو کہنے لگے کہ اکی حرتو اللہ تعالیٰ نے مجھے پہلے ہی سے دے رکھی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّ اِلٰھُكُمْ مَّيِّتٌ (کہہ تک میں کہ نکو بھی مر رہا ہے اور کچھ تک ہیں کہ انکو بھی مر رہا ہے) اور یہ اس قدر ماریں پڑتے تھے کہ یا لون۔ گھسیٹے ہوئے بھوننے کی طرف جاتے تھے۔

### (۴۷) علامہ ابن زیاد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اہوں نے تمام لوگوں سے کہا کہ کتنی احتیاط کی تھی مگر مار جاعت یا کسی کا چور میں لوگوں کے پاس بیٹھتے تھے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ ہائے افسوس یکی بر۔ اور اس قدر روئے تھے کہ اکی انکوں پر حملی آگئی تھی۔ اور اکثر سات سات دن متواتر رویا کرتے اور اس عرصہ میں دایا یالی جوتے تک نہ تھے۔ اہوں نے حجاج کے عہد حکومت میں دعوات یائی۔ یہ کہا کرتے تھے کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے کہ ان کو کیا میتیں آئے والا ہے تو اس عالم میں ایک ساعت بھی کو اطمینان ہو نہ کہیتی کریں۔ مکان بھائیں نہ کہائیں نہ بیٹیں اور نہ سوئیں۔ ایک شخص نے انکے پاس آکر کہا کہ رات سینے آپ کو بہت میں دیکھا تھا تو کہنے لگے کہ میرے اور تمہارے سوا شیطان کو اور کوئی مسخراں کرے کہ نہ ملا تھا یہ لوگوں سے کہا کرتے تھے کہ تم ایسے رامہ میں ہو کہ تم میں سے تھوڑے آدمی ایسے ہیں جسکے دین کا دوسواں حصہ حاتمہ یا اور بعض قریب تمیر ایسا زمانہ آئے گا کہ تم میں تھوڑے آدمی ایسے ہوں گے جسکے دین کا دوسواں حصہ سلامت رہے گا۔

## (۴۸) ابو حازم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اے قول تھا کہ جس دوستی میں مساعدا مارا وہ ہو وہ بُری ہے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ یہ ہے ایسے علماء دیکھیں جسکے یہاں ماویہ و حکام آتے تھے اور علماء کی طرح اوکے دروازے پر کھڑے رہتے تھے اور آج وہ دن ہے کہ فقیہوں اور عالموں و علماء کی جگہ کھڑے و مالداروں کے پاس جاتے دیکھتا ہوں اور اہل لوگوں نے جب یہ دیکھا تو انکو بُرا اور دہلے حاسے اور کسے لگے کہ جو چیز ہمارے پاس ہے اگر اُنکے پاس کی چیز سے بہتر ہوتی تو یہ اس طرح ہمارے ساتھ نہیں آتے۔ اور کہتے تھے کہ حب تم ایسے راہ میں بہرِ کج عمل کے بدلے لوگ قول پر رہی رہیں تو تم بے آپ کو بُرے لوگوں اور بُرے راہ میں سمجھا۔

## (۴۹) محمد بن سیرین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اے سانسے جب لوگ کسی کا ذکرِ رُائی کے ساتھ کرتے تو یہ اُسکو بھلائی کے ساتھ یاد کرتے تھے۔ یہ حد سے حائف اور یک رقت تھے۔ جب کہیں جاتے تو کسی شخص کو ایسے ساتھ چلے مہین دیتے اور اُس سے کہتے تھے کہ اگر تمکو وہاں کوئی کام مہین ہے تو لوٹ جاؤ۔ اور جب ایسی والدہ سے مایقن کرتے تھے تو اُنکی ررگی کی دھ سے رماں دما کے مایقن کرتے تھے۔ یہ حد بھی معاملہ میں قید ہوئے تو حیلخانہ کے دار و رعہ لے ان سے کہا کہ آپ رات کو ابے گھر چلے جایا اور صبح کو لوٹ آیا کریں۔ اہوں نے کہا کہ مین امامت مین خیانت کرنے میں تمکو مدد نہ دوں گا۔ یہ کہتے تھے کہ میری قید کا سبب یہ ہوا کہ میں ایک شخص کو عیب لگایا تھا کہ اُس پر زرض ہے اسلئے مجھے

یہ سدا ملی۔ انکا قول ہے کہ تم ایسے سہائی پر صیغہ طلم کرتے ہو اگر غصہ کی حالت میں تم  
اُسکی کڑائی کو مایاں کرتے ہو اور اُسکی ملامتی کو جویا کرتے ہو۔ اور کہا کرتے تھے کہ اگر گناہ میں پوہتی  
تو میرے گناہوں کی کثرت سے لوگ میرے قریب نہ آسکتے۔ اور جب کوئی شخص ان  
سے جواب کے مارہ میں سوال کرتا تو سوال کر کے دانے سے کہتے کہ سیداری میں خدا  
سے ڈرتے رہو گے تو جو کچھ تم خواب میں دیکھو گے تمہارے لئے مصروف ہو گا۔ ایک شخص  
نے ان سے کہا کہ آپ میرے لئے حلال کر دیجئے (عربی) رماں کا محاورہ معاف کر دیجئے  
کی جگہ) یہ آپ کی صحبت کی ہے۔ اُس سے انہوں نے کہا کہ میں نایبند کرتا ہوں۔  
کہ جس چیز کو اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اُسکو میں حلال کر دوں یہی مسلمانوں کی آبرو دہری  
لیکن خدا کو بخشدے۔ اور جب لوگ اُنکے فتوہ کی تعریف میں کہتے تھے کہ صحابہ بھی  
اس سے کچھ زیادہ ہتر فتوے نہیں دیتے تھے تو یہ کہتے تھے کہ وہ اللہ اگر ہم اُن کی  
صیسی سمجھ حاصل کر لیا ہوتا تو ہماری عقلیں وہاں تک نہ پہنچیں گی۔ ان کی عمر جب کچھ اذیر  
اسی سال کی ہوئی تو انہوں نے سئلہ ایک سو دس ہجری میں عدم کے جواب خیر میں سے  
دجیسی طاہر کی۔

## (۵۰) ثابت بن اسد بن ابی ریحیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکی یہ حالت تھی کہ جب دورح کا ذکر اُنکے سامنے ہوتا تو اُنکے اعصار ایسے جوڑوں  
سے الگ ہو جاتے تھے۔ انکا قول ہے کہ ذکر کرنا لے حب ذکر کر کے کوٹھتے ہیں  
تو گوارے گاہ پہاڑوں جیسے کیوں سو نہ حب ذکر کر کے اُٹھتے ہیں تو ایک ہی ماتی  
ہیں رہتا۔ یہ یحیاس رس تک رات کو قیام کرتے اور بڑکا ہوتے یہ دعا کرتے رہے کہ خدا وہ

اگر تو نے ایسی مخلوق میں سے کسی کو قمر میں مار ڈال رہے ہے کی نعمت عطا فرمائی ہے تو مجھے بھی عطا فرما۔ جیسا مجھ کو ابھونے والی وفات پائی اور قمر کے اوپر ایٹلیں چھن دی گئیں تو ایک ایٹ گر پڑی اور لوگوں نے دیکھا کہ قمر میں کھڑے ہوئے مار ڈال رہے ہیں۔ الکا تول ہے کہ مار میں میں خدا کی خدمت ہے اور اگر خدا کے ردیک کوئی جبر باز سے اصل ہوتی تو وہ ہرگز نہ مرنے لے۔ فَتَادَنَّهُ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُوَ قَاۤءِمٌ يُّصَلِّيٰ فِی الْمَحْضِ اِسْحٰبٌ ۝ (اسی رکڑیا حجرے میں کھڑے مار ہی ڈال رہے تھے کہ دستوں نے اٹکواؤ دار دی)۔ یہ کہا کرتے تھے کہ میں رس تک بیٹھے ماز میں رخ و تکلیف اٹھائی اور میں رس تک اُس سے لطف و مرہ اٹھایا۔ اکی وفات کے بعد لوگوں کو انکے قواں تلامذت کرے کی آوار سائی دیتی تھی۔

## (۵۱) یونس بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہا کرتے تھے کہ اس امت میں نہ حالص ریا رہے اور نہ حالص تکبر لوگوں نے اسکی علت و ریاست کی تو اہوں نے کہا کہ سجدہ کے ساتھ تکبر کمان اور توحید کے ساتھ ریا کمان۔ واللہ اعلم

## (۵۲) فرقد بنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کوفہ کے رہنے والے اور بصرہ کے حاکم تھے۔ یہ کہتے تھے کہ میں جواب دیکھا کہ ایک سادی آوار دے رہا ہے کہ اے یہودیوں کی تسبیح اللہ عزوجل سے مترم کر کہو کہ جب اللہ تعالیٰ نے تمکو نعمتیں عطا فرمائی تو تم نے شکر نہ کیا اور جب تمہاری آزمائش کی تو تم نے صبر نہ کیا

یہ کہتے تھے کہ سی اسرائیل کا ایک عابد ریت کے ایک ٹیلہ کے یاس سے گزرا اور  
اُس رمانہ میں ہی اسرائیل قحط میں مبتلا تھے اس سبب سے اُس کے دل میں پیار و ہوئی  
کہ یریت اگر آٹا ہو جائے تو سی اسرائیل آسودہ ہو کر کھائے۔ اسیر اللہ تعالیٰ نے اُس کے  
سی کے یاس دھجی دھجی کہ ملاں عام سے کہہ دو کہ مینے ترے لئے اُمید قرار دیا  
واحب کر دیا حقہ کہ اُس ٹیلہ کے آٹا ہو جانے اور اُس کو ترے حیرات کر دینے کی  
صورت میں ہوتا۔

### (۵۳) محمد بن واسع رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

یہ صوف (سوئے نالون کا کٹرا) بنا کرتے تھے۔ ایک دن قتیبہ بن مسلم  
کے یاس گئے تو قتیبہ نے کہا کہ تمہارے صوف بیسنے کا کیا ماعت ہے۔ انہوں  
نے کچھ جواب نہ دیا تب قتیبہ نے کہا کہ میں تم سے پوچھتا ہوں تو تم جواب کیوں نہیں  
دیتے۔ انہوں نے کہا کہ میرا دل اس کو قبول نہیں کرتا کہ کہوں کہ میں ذابہ ہوں اس لئے کہ ترکیہ  
نفس کا دعویٰ کرنا بیڑا ہے یا یہ کہوں کہ محتاج ہوں اس لئے کہ خدا سے پاک کی تکلیف  
ہوتی ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ جسے دیا کے مارہ میں برہر گاری کی وہ دیں و دیا  
کا مالک ہے۔ اور کہتے تھے کہ جو شخص اپنے قلب سے اللہ تعالیٰ کی طرف توجہ کرتا ہے  
اللہ تعالیٰ اس دن کے قلوب کے درویش سے اُس کی طرف متوجہ ہوتا ہے۔ اور کہا کرتے تھے  
کہ میں سے اسے لوگ دیکھے ہیں جو ایسی بیویوں کے ساتھ میں رس تک ایک چھوٹے  
برسوتے اور اس قدر روئے کہ آسودوں سے اُنکے چھوٹے نہ ہو جاتے تھے مگر اُنکی  
بیویوں کو کبھی حشر ہوئی

## (۵۴) سلیمان تیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اہوں نے چالیس برس تمام کے دھو سے حیات کی مار پڑھی۔ یہ سگے یا نون  
بہر کرتے اور مارا ریلوں وغیرہم پر انکی ہیبت طاری تھی۔ اور حاکمون کے ماس جاتے اور  
انکو اچھے کاموں کا حکم دیتے اور برائیوں سے منع کرتے تھے۔

## (۵۵) ابوبجی مالک بن دینار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہا کرتے تھے کہ اگر مجھے یہ اندیشہ ہوتا کہ بدعت ہوگی تو مردہ بن حکم دیتا  
کہ جب میں مردہ تو میرے یانوں میں پٹریاں ڈال دی جائیں تاکہ میں پٹریاں پڑا ہوا  
اسیے مالک کے سیر کیا جاؤں جیسا کہ ہنگوڑا علامہ ابے آقا کے سیر کیا جاتا ہے۔  
اور کہتے تھے کہ حُب دینکی علامت یہ ہے کہ آدمی ہمیشہ سکیم سیر کم غور کر لے والا ہو  
اسکی ہمت اُسکے پیٹ اور سرنگاہ پر محدود ہو وہ کہتا ہو کہ کب صبح ہو کہ میں کہیوں کو دوں  
کہاؤں بیوں۔ اور کب تمام ہو کہ آرام کروں خلاصہ یہ کہ رات کا مدار اور دن کا سیودہ دیکھ  
ہو۔ ان سے صوف پہننے کے مارہ میں سوال ہوا تو انہوں نے کہا کہ میری حویلی چہو  
تو تجھ میں اُسکے پہننے کی صلاحیت نہیں ہے اسکے لئے ”صفا“ ضرور ہے۔ انکا  
قول ہے کہ دینا کی راحتوں میں سے صفتیں جبرین مانتے رہ گئی ہیں۔ سہائیوں کی  
ملاقات قرآن کے ساتھ تھو۔ اور خالی گھر جیسے اللہ کا ذکر کیا جائے۔ انکی عادت تھی  
کہ جب کوئی شخص ان سے کوئی سوال کرتا اور اسوقت مادل کا کوئی ٹکڑا آسمان پر حرکت  
میں ہوتا تو یہ کہتے کہ ٹکڑا اس ٹکڑے کو آگے بڑھ جائے دیکھو نہ مجھے خوف ہے کہ میں

تیر ہو اور وہ عجیب گرے۔ اور کہا کرتے تھے کہ کیا کوئی ایسا رفیق نہ رہا کہ آخرت کے  
 کام میں اسکی مدد کرے جو ہمیں وہ آفتی کے قلب کو جواب ہی کر دے ہیں۔ اور کہتے  
 کہ میں اپنے ہائیون میں سے کیا ایسے گہرین آما اس جو سے مایس کرتا ہوں کہ تائے  
 حیا جاپیئے میں اسکا حق نہ ادا کر سکوں۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس قول پر حق گاہی  
 اَمَلْدُ يَسْتَعِيذُ بِرَحْمَةِ يَوْمِ الْقِيَامَةِ فِي الْاَكْرَصِ وَالْاَصْلَحِ ۝ وہ کہا  
 کرتے تھے کہ آج ہر تہر میں کتے ہی ایسے لوگ ہیں جو حرا یاں ڈالتے اور اصلاح میں  
 کرتے ہیں اور اُس تہر میں تو لوگ کے سوا سب اصلاح کرتے اور حرا یاں ڈالتے تھے۔  
 یہ کہا کرتے تھے کہ لوگ مبیہ کو سمجھتے ہیں کہ دیر سے برتا ہے اور محکمہ امدتہ رہتا ہے کہ کہیں  
 تیر نہ کریں۔ اور انہوں نے اپنے ساتھ ایک ملا ہوا گٹا رکھا تھا لوگوں نے اسکا سب  
 بوجھا تو انہوں نے کہا کہ رُئے ہشیشین سے ہتر ہے۔ ار کہتے تھے کہ ہمے صہ  
 کو دیکھا کہ اعلیٰ و ادلیٰ میں سے ایک دوسر کی پستک پر اعتراض ہیں کرتا تھا جیسے  
 نہ ٹسر پھنڈا لا صوف پہنتے والے پر مکتبہ جینی کرتا تھا اور وہ صوف بیسے والا ٹسر بیسے والے  
 پر۔ اور کہتے تھے کہ بعض ہائیون کو دوست رکھتا ہے مگر دور ہوتا ہے اور حس تعل میں وہ  
 ہوتا ہے وہ اُسکو تمسے ملتے ہمیں دیتا اور کہا کرتے تھے کہ ہمے سب لوگوں سے  
 دیا کی محبت پر صلح کرنی ہے اسلئے کوئی میکو کار اور کوئی عالم ایک دوسر پر جردہ گیری  
 نہ کیا کرے۔ یہ دو بیسے کا مک حیدر لیا کرتے اور سال بہر اُسی سے روٹی کھاتے تھے  
 اور صرف قرانی کے دلوں میں اس سب سے گوشت کھاتے تھے کہ قرانی میں سے کھانے  
 کی نصیلت حدیثوں میں آئی ہے اور ایسے گہر کے لوگوں سے کہا کرتے تھے کہ جو شخص توڑے میں



میرا ساتھ دے وہ میرے ساتھ رہے اور الگ ہو جائے۔ کھجور کے بیٹوں سے  
 دستکاری کی چیزیں ساکر کے اوقات لبر کرتے تھے اور بعض اوقات قرآن لکھ کر ہی -  
 انکا گھر خالی تھا حسین قرآن آفتاب پوریہ کے سوا کچھ ہی نہ تھا۔ اور کہا کرتے تھے کہ ہماری  
 لوحہ والے ہلاک ہوئے۔ اور انکی دعایہ بھی کہ خدا ودا مالک من دیار کے گھر میں دیا کی  
 کوئی چیز آئے نہ دے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اگر لوگ یہ نہ کہتے کہ مالک مڑی ہو گیا ہے  
 تو میں ٹاٹ ہیبتا اور لوگوں کے سامنے سر پر چاک اڑاتا۔ انکا قول ہے کہ جب منہ عمل  
 کرے کے لئے علم سیکھتا ہے تو اسکا علم ٹرہتا ہے اور جب اسکو عمل کرے کے لئے  
 ہمیں سیکھتا تو مدکاری نکھر اور عوام کو حقیر سمجھے کی صفتیں ٹرہتی ہیں کسی حاکم نے ان سے کہا  
 کہ میرے لئے دعایہ کیجئے تو انہوں نے کہا کہ ہمیں اکیلا کیونکر دعا کر دین ہزاروں آدمی تو تیرے  
 لئے مدد کا کر رہے ہیں۔ اور کہتے تھے کہ جب مجھے معلوم ہوا کہ لوگ مدت میں ہی اڑا  
 کرتے ہیں اور تعریف میں ہی تو ہیں انکی مذمت کو مکروہ سمجھے لگا۔ اسلئے ایک سو اکتیس  
 بھری میں مالک دو جہان کی طرف سد بارے۔

## (۵۹) محمد بن المنکدر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کہتے تھے کہ میں چالیس برس تک ایسے نفس سے محنت لی تب سلف کے  
 آثار کا یا منہ ہوا۔ یہ لڑکوں کے ساتھ جھگڑ جاتے اور کہتے تھے کہ ہم ان کو اس امید سے  
 اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش کرتے ہیں کہ شاید انکی طرف لگاؤ فرمائے۔ انکا قول ہے  
 کہ فقیر اللہ اور بندوں کے بیچ میں دخل دیتا ہے اسلئے اسکو خیال رکھا جائیے کیونکہ  
 دخل دیتا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ مجھے مدائے عدل سے ستم آتی ہے کہ میں

اُسکی رحمت کی جست یہ اعتقاد رکھوں کہ کوئی مسلمان بھی اُس سے قطعی طور پر محروم رہے یا ہے  
اُسکے فعل کیسے ہی کیوں ہوں۔ ۳۱۔ ایک سو بیس ہجری میں مدینہ طیبہ سے لڑی ملک بقاء ہوئے

## (۵۷) صفوان بن سلیم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ماقون کو اس قدر مارا کہ بڑھا کرتے تھے کہ انکے یا قون سوج جاتے تھے۔ اور  
حارثون میں جیت یہ تجدید بڑھا کرتے تھے تاکہ میدہ آئے پائے۔ سلیمان بن عبد الملک  
مسجد میں آیا اور اُس نے انکو دیکھا اکی خود لو اسکو بہت بہلی معلوم ہوئی۔ اس پر اُسے ایک علامہ لکھا  
ہاتھ ایک تار دیا را انکے پاس بھیجے۔ اہوں نے علامہ سے کہا کہ تو نے عطی کی وہ شخص  
میں نہیں ہوں حائیک دریافت کر کے آ۔ اُدھر وہ علامہ دریافت کر لے گیا اُدھر یہ ہاگ  
لگے اور جب تک سلیمان مدینہ طیبہ سے روانہ نہ ہوا یہ واپس نہ آئے ۳۲۔ ایک سو بیس  
ہجری میں مدینہ سورہ میں ملک عدم کی راہ لی۔

## (۵۸) موسیٰ کاظم رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ائمہ اثنا عشر میں سے ہیں۔ آپ حضرت جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی  
بن ابیطالب رضی اللہ عنہم جمیع کے بزرگ گشتہ تھے۔ آپ کا قول ہے کہ جب تم کسی  
کی صحبت میں رہے ہو اور وہ تمہارے موافق رہا ہو اس کے بعد تم سے جدا ہو گیا ہو اور  
دوسری مرتبہ جب تم اُس سے ملے تو تمہارے دل میں اُس کے متعلق اضطراب پیدا ہو تو  
نکو ایسے لعن کی طرف رجوع ہونا اور دیکھنا چاہیے لیس اگر تم میں کئی اکٹھی ہے تو تمکو تو  
کرنا چاہیے اور اگر تمہاری حالت درست ہے تو سمجھ لکہ اُس نے اس راہ کو چھوڑ دیا ہے

اور اسے ہی برٹھیر حاؤ اور اس قطع تعلق نہ کرو متک کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے تیر حقیقت  
 حال کُل نہ جائے۔ یہ کثرت عبادت ریاضت و قیام تب کے باعث 'مجدد صالح'  
 (بندہ نیکو کار) کہلاتے تھے۔ انکو جب کسی کی نسبت معلوم ہوتا تھا کہ وہ انکو ایذا پہنچاتا  
 ہے تو اس کے پاس مل بیٹھتے تھے۔ جس سے وہی کاظم من جعفر صلی اللہ علیہ کی ولادت  
 باسعادت ۱۲۸ھ ایسا ہوا بیس ہجری میں واقع ہوئی۔ انکو مہدی لے عراق لویا اور  
 پھر مدینہ طیبہ واپس بھیج دیا۔ چنانچہ سرالتبیل کے زمانہ تک یہیں ہے۔ اور جب رہتی  
 مدینہ طیبہ میں آیا تو انکو ساتھ لیتا گیا اور بعد ازاں مدینہ قید رکھا یہاں تک کہ انہوں نے سلسلہ کیسوں پر ٹھٹھ  
 ہجری میں زہر سے جان شیریں جاں آفرین کے سیر کی۔ آپکا مراد اور بعد ازاں مستور ہے

### (۵۹) محمد بن کعب قرظی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قول تھا کہ جب اللہ تعالیٰ کسی بندہ کی سہلائی جاتا ہے تو اسکو تیس باتیں عطا  
 فرماتا ہے: دین کی حفاظت۔ دنیا کے متعلق جُہد اور اپنے عیوب کی واقفیت یہ کہتے  
 تھے کہ اگر کسی شخص کو ذکر ترک کرے کی اجازت ہوتی تو رکریا علیہ السلام کو ہوتی جائے  
 اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے اَیُّتُکَ اَنْ کَلِمَکُمُ النَّاسَ تِلَاقَہُ اَیُّسَہُ  
 اَللّٰہُ سَہْوَہُ اَفْ اَذْکُرْ سَکَافَ کَتِیْکَ (انسان جو تم مانگتے ہو یہ ہے کہ تین دن تک  
 لوگوں سے بات نہ کرو گے مگر اشارۃً اور کثرت سے اپنے پروردگار کا ذکر کرتا) ایک  
 شخص نے ان سے سوال کیا کہ کیا تکلیفیں ہیں کہ میں اللہ عزوجل سے عہد بیان کیا  
 ہے کہ کہی اُسکی نافرمانی کروں گا؟ اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ تب تو تم سے بڑھکر  
 کوئی گنہگار ہو گا حال آنکہ جب اللہ تعالیٰ اپنا حکم تمہاری نسبت نافذ کرتا ہے تو تم اس پر

اعتراف کرتے ہو اہوں نے سئلہ ایک سو تترہ سحری میں عالم بالا کا سفر کیا۔ یہ مسجد میں بیٹھے ہوئے وعظ کہہ رہے تھے کہ مسجد گر گئی اور لوگوں کے ساتھ یہ ہی رہ گئے۔ انکا قول ہے کہ دیا کا تھوڑا آخرت کے بہتے مار رہا تھا ہے۔ اور جس دل میں معصیت کا ارادہ ہو اُس میں حکمت میں آتی۔ یہ کہا کرتے تھے کہ دیکھو یاروں کی کثرت سے جو کچھ کہہ گئے تھے اُن کے راجی حقوق انجام نہ پائیے والدین تو ایک یار کے راجی حقوق ہی ادا کر لے سے عاجز ہوں۔ اور کہتے تھے کہ دعویٰ کے اس قول میں مَا عَلَّمْتُ لَكُمْ مِنْ آلِهِ عَسَىٰ (محکمہ تو ایسے سوا تمہارا کوئی خدا معلوم نہیں) اور اس قول میں اَنَّا نُرِيكُمْ آيَاتِنَا وَلَٰكِنَّا نَسُوهُنَّ (میں تمہارا اثر اور ردگار ہوں) چالیس سال کا فاصلہ تھا۔ انکا مقولہ ہے کہ صبر ضروری ہے ہوئے تو کبار معاف ہوئے۔ یہ لنگڑے تھے اسلئے اپنے لہس کو ملامت کرتے اور کہتے تھے کہ قیامت کے دن آواز دے جائیگی گا سے فلاں فلاں گناہ کر لے والو کہڑے ہو جاؤ تو تو اُن کے ساتھ کھڑا ہو گا۔ اور یہ کہ جائیگا کہ فلاں فلاں گناہ کر لے والو کھڑے ہوں تو تو اُن کے ساتھ ہی کھڑا ہو گا۔ پس اسے لنگڑے میں دیکھتا ہوں کہ تو ہر گناہ کے کر لے والو کے ساتھ ہو گا۔ سئلہ ایک سو چالیس سحری میں اہوں نے عالم حادمانی کا سفر کیا۔

## (۶۰) عبیدہ بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قول تھا کہ رات کی کردہات میں تمام دکال و صوکرا اور حسین عورت یرتخلی میں توجہ نہ کرنا سچے ایمان کی دلیل ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ صاحب ایمان کے لئے دنیا میں کوئی جبر تانی نہیں ہی جس سے وہ لذت حاصل کرے سوا اسکے کہ ایک ہو برا ہو حسین مرتے دم تک بڑا رہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ اُس شخص کو تاس ہے جو ابی

آنکھوں سے شہادت کو دیکھتا ہے اور دل سے گماہ کی خواہش میں کرتا۔ اور احلاس کی علامت یہ ہے کہ آدمی سے طمع اٹھا دواور اُس کے سراپے کو دوست نہ رکھو۔ اور مہمان کے تین حق تیر میں اُس کے لئے تکلف نہ کرو۔ اُس کو محض حلال سے کھلاؤ۔ اور اُس کے اوقات مار کی نگہداشت کرو۔ آرویا سے کم سر دکار رکھنے والے کی علامت یہ ہے کہ ایسی حد تک بیوج حالے کہ کسی ملامت کریو اے گا اُسیر اتر ہو اور آدمی طالب علم میں ہوتا حتک کہ لفظی خواہش کو ترک نہ کرے۔ اور عالم میں ہوتا حتک کہ لوگوں کو ایسی تعلیم دے جس میں اُن کی نجات کی امید ہو۔ اور دالہ دم تم میں مجاہدہ کرے والا دلیسا ہی ہے صیا گلے رہا میں کیل کریو لا تھا۔

## (۶۱) مجاہد بن حنین رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہتے تھے کہ میں کسی رُختے شخص کو کوئی کُرا کام کرتے دیکھتا ہوں تو اُس کو منع کرتے ہوئے مجھے سترم آتی ہے گو میں اُسے منع تو کرتا ہوں۔ اُنکا مقولہ ہے کہ ہر گماہ کبیرہ ہے۔ اور آدمی اسد کا ہت در کرے والا نہیں ہوتا اور قیتکہ کرتے بیٹھے اور لیٹے اسد کا در نہ کرے۔ اُنکا قول تھا کہ جس جیوٹی نے سلماں علیہ السلام سے ماتیں کی تھیں ٹرے پھیر لیئے جیسی تھی۔ اور کہتے تھے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سوا کوئی اسا میں ہے خواہ پے قول کی وجہ سے یکر اور جیوڑا نہ جائے۔ اور بیدہ کو جسم میں لیجائے گا حکم ہو گا کہ وہ کے گا کہ اے میرے برادر دگاریزی ست مجھے ایسا گوگماں نہ تھا اور تو اسکو خوب جانتا ہے اسیر اسد حل حلالہ بوجھے گا حال آنکہ وہ ہتر حراتا ہے کہ تجھے میری لبت کیا گماں تھا۔ وہ عرض کرے گا کہ یہی کہ تو مجھے ستمدے گا اسیر اسد تعالیٰ

ارشاد فرمائے گا کہ اسے چھوڑ دو۔ انکی نصیحت تھی کہ سوتے وقت ہر شخص کا آخری کلام لا  
 اَللّٰہُ اَکْبَرُ ہونا چاہیے کیونکہ یہ وفات ہے کیا معلوم کہ موت ہو جائے۔ سلسلہ ایک سو دو  
 صمدی میں جب انکی عمر تریس سال کی تھی محمد کی حالت میں اس نے داعی اجل کو  
 لبیک کہا۔

## (۶۲) عطاء بن ابی رباح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسکے سامنے حب کوئی شخص ایسی حدیث یاں کرتا جو انکو معلوم ہوتی تو اسکو یہ سطح  
 کاں دہر کر سکتے کہ گویا کبھی سہی ہی نہ تھی اور یہ اسلئے کہ وہ شخص ستر ستر ہوا قیام شب  
 کی کاریں دوسو آیتیں یا زیادہ پڑھا کرتے تھے۔ اسکے پاس آنے کی جب کوئی شخص حاضرت  
 جاتا تو اس سے کہا کرتے کہ جنتک تم مجھے یہ شاؤ گے کہ کس بیت سے تم میرے پاس  
 آئے ہو میں دروازہ نہ کھولتا یہ اگر وہ کہتا کہ آپ کی زیارت کو تو اس سے کہتے کہ مجھ جیسے  
 کی زیارت میں کیا کرتے بعد کہتے کہ زمار کی حالت مگر لگتی اسیں مجھ جیسے کی زیارت کی جاتی  
 ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ جو شخص ذکر کی مجلس میں بیٹھا ہے اللہ تعالیٰ اس مجلس کے سب  
 مائل کی دس مجلسوں کے گناہ اس سے معاف فرماتا ہے۔ یہ احوال میرا فہری  
 کے کر اوکے ہوئے تھے۔ مکہ معظمہ میں اسوں لے لے سوتا مایا تھا۔ امام احمد بن حنبل  
 کہا کرتے تھے کہ ”علم کے حراے اللہ تعالیٰ اسیں کو تقسیم فرماتا ہے حکو دوست رکھتا ہے  
 لہ اسیں اس آیت کریمہ کی طرف اشارہ ہے اَللّٰهُ يَتَوَفَّى الْاَنفُسَ حِينَ مَوْتِهَا وَالَّتِي  
 لَمْ تَكُنْ فِيْ مَنَامٍ مَّهَا الْاَنفُسَ (دیکھو سورہ مرآیت ۴۲) لوگوں کے مرتے وقت اللہ انکی  
 انکھیلتا ہے اور جو گمراہ ہیں انکے سوتے وقت ۱۲ مرتبہ۔

اور اگر علم کے لئے کسی کو مخصوص درجہ یا تو صرف اہل لہجہ کو ترجیح ہوتی۔ عطار صحتی علام تھے۔  
 یریدیں الی صیب نوہ کے رہنے والے۔ جس بھری ہی نوہ ہی کے اور ارادے ہوئے  
 علام تھے اور ابن سیرین انصار کے ارادے ہوئے علام ہی تھے ۱۱ استحقاق میں کہتا  
 ہوں کہ کچھ طاؤس کچی میٹوں میں مہراں اور صحاک میں مزاحم ہی علام ہی تھے جیسا  
 کہ سہری لے کہا ہے عطار پڑے پڑے لوگوں کو علم سکھاتے تھے سیماں  
 میں عبد الملک اکے پاس آیا اور انکے ساتھ بیٹا اور انہوں نے اسکو ارکان میں سکھائے۔  
 سیماں اسکے بعد ایسی اولاد کی طرح منوہوا اور اُس سے کہے لگا کہ علم سیکھو کیونکہ  
 میں اُن کی کو کسی بہلولن کا جو اس کا لے علام کے سامنے مجھے اُنہالی پڑی ہے۔  
 عطار صحتی السعدی نے سترج کئے اور سورس کی عمر پائی اور اللہ ایک سو پندرہ ہجری میں کہ  
 مسئلہ میں قید زندگی سے آزادی پائی۔

(۶۳) عکرمہ۔ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے غلام اُن

رضی اللہ عنہم

اللہ تعالیٰ کے اس قول پر کہ اَلَّذِي يَعْمَلُ السُّوءَ بِحِثَابٍ  
 ثُمَّ يَتَوَدَّىٰ فِي قَبْرِكَ يَتَّيَّبُ (جو نادانی سے کوئی بُری حرکت کر بیٹھے پھر جلدی سے  
 توہ کرے) یہ کہا کرتے تھے کہ سب جلدی ہے اور سب نادانی ہے۔ اور الکا قول ہے  
 کہ جسے کسی دن سویرہ کیس پڑی وہ اُس دن شام تک جوتی میں رہا۔ اہوں نے  
 رات کے تین حصے کر رکھے تھے ایک تہائی میں سوتے ایک تہائی میں جوتی میں بیٹھ کر

اور ایک تہائی مین ماریں پڑھتے تھے۔

## (۶۴) طاؤس بن کیسان بانی ضیاء اللہ تعالیٰ عنہ

الکافول تھا کہ اگر سرد رہی صاحب دولت ہو تو اُسکی تعظیم کو اٹھایا جائیے۔ اور کہا کرتے تھے کہ علم اپنے نفس کے لئے حاصل کرو کیونکہ لوگوں سے امامت اور علم پر عمل کرنے کی خلعت ملتی رہی۔ اور یہ کہتے تھے کہ سب سے عمدہ وہ عبادت ہے جو سب سے زیادہ چھپی ہوئی ہو۔ اور صاحب ایمان کی امید وہیم اگر تو بے جا میں تو دونوں برابر بکلیں گے۔ رشتہ ایک سو پانچ ہجری مین منع صحت کو سدبارے۔ اہون نے جالیس حج کئے تھے۔ اور آگ کو دیکھ کر انکے سارے اوساں حطا ہو جاتے تھے۔ ایک مرتبہ اہون نے سری ہونے والے کو تور سے سری نکالتے دیکھا تو کو عیش آگیا۔ یہاں سے حاور کو اُس کو بیس کا بانی مین پلاتے تھے جو کسی ماستاہ کا کمد دایا ہوا ہوتا تھا۔ جالیس سال تک اہون نے ستام کے دسو سے صبح کی ناز پڑی۔ حاکون وغیرہ کے سامنے ٹرے حق بولے والے تھے اور خدا کی راہ میں کسی ملامت کر یہ والے کی سر رشت کا اہر اتر ہوتا تھا۔

## (۶۵) ابو عبد اللہ وہب بن منبہ ضیاء اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہتے تھے کہ توریت مین مرد صالح کی علامت یہ لکھی ہے کہ اُس سے اُسکی قوم کو خصوصیت ہو تزیب ترکور یادہ ترد علی ہذا درہ درہ۔ یہ کہا کرتے تھے کہ اگلے لوگ رگ بے خد تھے اور آج تم حاربے رگ ہو۔ الکافلام اگر اکو ہیو ڈر ہاگ جانا تھا تو اُسکا بیجا



کرتے تھے۔ ستر بڑے کو مکروہ سمجھتے اور کہتے تھے کہ میں نہیں پسند کرتا کہ قیامت کے دن میرے  
 مائے اعمال میں کوئی ستر بایا جاوے۔ دین میں قیاس کر لے کو مکروہ جانتے تھے۔ اور کہتے  
 تھے کہ عالم کی سست مجھے اذیت دیتا ہے کہ مادہ اُس کے یالوں جم جائے کے بھیل  
 حائین۔ انکا مقولہ ہے کہ تریب حب بڑھتا ہے تو دوستی کرتا ہے اور کینہ حب بڑھتا ہے  
 تو سر اٹھاتا ہے۔ کہا کرتے تھے کہ جسے ایسے دمس کے ساتھ بال سے سلوک نہ کیا  
 اُس کے لئے حگ کر لے کے سوا اور کوئی رستہ نہ رہا۔ اور جو محتاج ہو اُس کے دین میں سستی  
 اور عمل میں کمزوری آئی۔ مروت رخصت ہوئی اور لوگوں میں وقعت نہ رہی۔ انکا مقولہ ہے  
 کہ مومن کے لئے ہاتھ ویسا ہی ہے جیسے حانور کے لئے اُس کے ماندہ ہونے کی رستی  
 مال کی طرح علم کے باعث ہی آدمی حد سے گرجا یا کرتا ہے۔ فقیروں کا ہاتھ بکڑو کیونکہ  
 قیامت کے دن انکو غلبہ ہوگا۔ فرزند آدم احمق پیدا ہوئے ہیں کیونکہ اگر ان میں حق ہوتا تو  
 انکو زندگی جو شگوانوتی۔ ایک شخص نے انکے پاس آکر کہا کہ میں طلاق تحص کے پاس  
 سے گھر راوہ لکھو گا یا ان دے رہا تھا یہ نیکر غصہ ہوئے اور اُس سے انہوں نے کہا کہ شیطان  
 کو تمہارے سوا اور کوئی پیامی نہ ملا بعد وہ گالیاں دے دے والا انکے پاس آیا تو اُسکو اُنہوں نے  
 ایسے مازوں میں میٹھا لیا یہ کہتے تھے کہ بنے خدا سے عروصل کی کچھ اور بڑے کتابیں بڑھیں  
 اور سب میں ہی دیکھا کہ جس شخص نے مشیت میں سے کسی چیز کو اپنی ذات سے مسوب  
 کیا اُس نے کفر کیا۔ اور کہا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض اہل کتابوں میں فرمایا ہے  
 کہ اے فرزند آدم یا میرے کئے احسان تجھ میں گریہ جو حق تجھ پر واجب ہے اُسکو تو نے  
 انجام نہیں دیا۔ میں تجھے یاد کرتا ہوں اور تو مجھے بھول جاتا ہے۔ میں تجھے بلانا ہوں اور تو  
 مجھے مانگتا ہے۔ میری ہلاکتیں تجھ پر تو کرتی ہیں اور تیری برائیائیں میرے پاس آیا کرتی ہیں

اور کہا کرتے تھے کہ ہمارے علم کا یہ حال ہو گیا ہے کہ اہل دنیا سے دیا حاصل کرے کے لئے ایسا علم اُٹھو دیتے ہیں اس لئے کہ انہوں میں جو رہو گئے ہیں اور یہ اُنکے علم کی وجہ سے راہدہ بن گئے ہیں کا حوالہ کا قوۃ الايمان بالله العلیٰ لعظیم - انکا مقولہ ہے کہ جس شخص کا بیٹ جگہوں میں کا ایک جنگل پر وہ کیونکر رہ کے قابل ہو سکتا ہے - اور کہا کرتے تھے کہ موسیٰ علیہ السلام نے حاب ماری عزامہ سے کہا کہ خدا ودا لوگوں کو میری مدد کوئی سے مار رکھ - اندر وصل لے ارشاد دیا کہ اگر میں اسکو کسی کے لئے کرے والا ہوتا تو اپنے لئے کرتا - اور اللہ تعالیٰ نے داؤد علیہ السلام پر وحی بھیجی کہ صراطِ سب سے حد تر گر رہے والے وہ ہو گئے جو میرے حکم پر بھی رہتے اور انکی زبانیں میرے ذکر سے تارہ رہتی ہیں - انکا قول ہے کہ خدا کے ساتھ متحرک کر لے کے لڑے گا گاہا اس سے کم و فزیل کرنا ہے - اور حب آؤی رورہ رکھتا ہے تو اُسکی نصارت کر رہ جاتی ہے اور حب بیٹھی حیر سے افسار کرتا ہے تو میانی اسی حالت پر آجاتی ہے - اور جسے عبادت کی اُسکی قوت ٹر ہی اور جسے کاہلی کی اُسکی سستی ٹر ہی - اور عیسیٰ علیہ السلام نے جواریوں سے کہا کہ میں تم سے سچ کہتا ہوں کہ جو کی روٹی کھا مارا اور صابیانی بیبا اور ایسے کوڑے پر جمان کٹے لوٹے ہوں سو رہا اُسکے لئے بہت جو حرم لے والا ہو اور انکا مقولہ ہے کہ ایمان رہہ ہے اور یہ ہیر گاری اسکا لاس اور جیا اسکی ریائش ہے - انہوں نے میں سال عشا کے وضو سے حرم کی عاریٹ ہی سے ملے ایک سو جوہر جری مین صغار میں داعی کی راہ لی -

(۶۶) میمون بن مہران رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قول تھا کہ کسی شخص کا خدا کی مصیبت کو بڑا سمجھا اس سے بہتر ہے کہ طاعت

کی کثرت کے ساتھ اُنہیں گماہ کی طرف رجحان ہو۔ ایک مرتبہ جس نصیری سے ملے کو گئے۔  
 اہوں دروازہ کھٹکٹایا تو حیرت سے اس کی لڑکی نکلائی اور اسے پوچھا کہ تم کون ہو۔ اہوں نے کہا کہ میں  
 میں مہراں۔ لڑکی نے کہا کہ عمر بن عبدالعزیز رضی اللہ عنہ کے کاتب (ایرالیوٹ سکرٹری) اہوں  
 نے کہا کہ ہاں۔ لڑکی نے کہا کہ اسے بھت اس رے رماہ تک تو کیوں زندہ رہا۔  
 اسکو بھت کر رہے اور مرغ سبیل کی طرح تڑپے لگے جس نصیری اس کے رونے کی آواز  
 سنا کر باہر نکلائے اور کہنے لگے کہ بھائی جان تم کوئی ارام نہیں ہے۔ ان سے کسی  
 نے کہا کہ بیان کچھ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہم ایسے گہروں میں بیٹھے اور دروازے بند  
 کر دیتے ہیں یہاں تک کہ ہماری رو رہی ہمارے پاس آجاتی ہے۔ اس پر اہوں نے کہا کہ یہ  
 میری قوت لوگ ہیں اگر انکو اسراہیم حلیل علیہ الصلوٰۃ والسلام صبیح یقین ہو تو ایسا کر مارا ہے  
 انکا قول یہ کہ اعیاد و اعرام لوح۔ ابراہیم موسیٰ عیسیٰ اور محمد علیہم الصلوٰۃ والسلام تھے  
 یہ کہتے تھے کہ اسے قرآن والو قرآن کو مال تجارت بنا کر اسکا فاع دنیا میں تلاش نہ کرو  
 دیا کہ دنیا سے تلاش کرو اور آخرت کو آخرت سے۔ یہ ایسے اصحاب سے کہتے تھے  
 کہ میری حیات ایسندیدہ ہوا اسکو میرے منہ پر کھدایا کرو اسلئے کہ آدمی جنتک کہ اپنے  
 سائی کے منہ پر نہ کھدایا کرے اسکا صانع نہیں ہوتا۔ یہ کہتے تھے کہ بزرگانِ سلف حب  
 کسی شخص کو سوار اور اس کے پیچھے کسی کو دوڑتے دیکھتے تو کہتے تھے کہ خدا تجھے عاریت  
 تو بڑا ظالم ہے۔ انکا قول ہے کہ دو ہائیوں میں جب دوستی مستحکم ہوگئی تو دونوں کے  
 ماہم ملنے میں رمانہ کی دوری سے کچھ ہرج ہیں آتا۔ انکی لوٹنے کے ہاتھ سے اسکے سر پر  
 شور مارتا جس سے الکا سر جل گیا۔ وہ لوٹتی مست ہی خوف رہہ ہوئی۔ مگر اہوں نے کہا  
 کہ تو کچھ خوف نہ کر۔ تو خدا کے لئے آزاد ہے۔

## (۶۷) ابو وائل شقیق بن سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایسے یاروں سے کہا کرتے تھے کہ جو یا لون غیر حلال کی طرف چلے ہیں اُس سے مجھے کعبہ کے گرد بہرتے مترم آتی ہے جو حائلے کہیں اس سے کہہ کے اندر یا حجر اسود کے قریب چلون۔ ایک بار اہوں نے ایک شخص کو یہ کہتے سنا کہ فلان آدمی متقی ہے تو کہا کہ ہائے تو نے کہی متقی کو دیکھا ہی ہے۔ متقی کی مثال یہ ہے کہ حقوت جسم کا ذکر سے اس کی روح نکلائے۔ یہ رات کو حب مار پڑتے تھے تو اسکے بڑوسی اکی ماں کی تسبیح سے تھے۔ اور جب یہ اللہ تعالیٰ کا ذکر سے تھے تو مرغ لسل کی طرح تر بے تھے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے مترم آتی ہے کہ اس کے سوا کسی اور سے سے ڈردن۔ ان کا قول ہے کہ اس زمانہ میں ایسے گمراہے جو حلال کی ایک روٹی ہی ایسے دسترخوان پر کتے ہوں کیا ب ہیں۔ آج تک آدمی کا قلب اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہتا ہے وہ مار میں ہے گو وہ مار زمین کیوں نہ ہو اور اگر اُس کے دلوں ہو ٹھہ ہی ملتے ہوں تو وہ اور ہی ایما ہے۔ اور کہتے تھے کہ تم سے اور اُس لوگوں سے کس فرق ہے حکمی طرف دیا لے مریج کیا اور وہ اُس سے ہماگے اور تم سے تو اُس سے بیسیہ بیری ہے اور تم اُس کے پیچھے پڑے ہو اور تم میں سے کسی شخص کو ظاہر میں اللہ تعالیٰ کا دوست اور مائل میں اُس کا دشمن ہو پایا ہے

## (۶۸) ابراہیم تمیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اہوں نے سلفہ مالو سے ہمیری میں حجاج کی قید کے اندر قید حیات سے رہائی پائی۔ اسکے قید ہونے کا سبب یہ ہوا کہ حجاج نے ابراہیم تمیمی کو طلب کیا۔ مگر مائے دلائل

یاس آیا اور اُس نے کہا کہ میں ابراہیم کو ملائے آیا ہوں۔ انہوں نے کہا کہ ابراہیم تو تین ہی ہوں  
 لیکن ملائے واسے کو چیر سرتھی کہ یہ ابراہیم تھی ہیں۔ حجاج نے انکو ایسے قید خانہ میں جس کا  
 نام تاریکی کے باعث دَیْمَاس تھا قید رکھے کا حکم دیا وہاں اسکے لئے دھوپ سے  
 آڑ تھی اور سردی سے بچاؤ اور دو آدمی ایک ایک رہبگیر میں سدھے ہوئے تھے۔  
 ان دعوہ سے انکا مزاج بگڑا اور یہ مر گئے۔ اور حجاج نے جواب دیکھا کہ کوئی شخص کتابچہ  
 کہ آج تب کو تیری قید میں اہل حق میں سے ایک شخص لے تھا کہ یہ جانیہ اُسے  
 کہا کہ دیکھ تو کون مرا ہے۔ لوگوں نے دیکھا تو ابراہیم تھے۔ حجاج نے کہا کہ یہ شیطان  
 حواس اور انکی لاتس کو گور سے بریکو ادیا۔ انکا قول ہے کہ علم میں سے خوف خدا  
 کافی ہے اور جل میں سے ایسے عمل پر عذر میں ہے یہ کہا کرتے تھے کہ لایع مجھے مدد میں  
 معلوں کیطے لے گئے۔ ان سے کہا گیا کہ اگر آپ لوگوں کو سید و صلح کریں تو آپ کو  
 تواب ہو۔ اسکے جواب میں انہوں نے کہا کہ تواب کی امید میں کیسے اوسٹے وال میں  
 نہ بڑھاؤں میں بعیر اسکے ہی بجات یا حاذن تو عصمت ہے۔ اعمش رضی اللہ تعالیٰ عنہ  
 کہتے ہیں کہ میں نے ابراہیم تھی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ میں نے سب سے کہ تم ایک جیسے تک  
 بعیر کہہ کما لئے ہوئے رہتے ہو تو کہا کہ ہاں دو جیسے تک۔ اور میں نے جالیس راستے سے  
 انکو رکے ایک دار کے سوا جو میری سیوی لے مجھے دیا تھا اور جسکو میں نے کہا کہ جو ابراہیم کیا  
 تھا کہ یہی بین کہا یا ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ جب کسی شخص کو یہی تکبیر میں سستی کرتے  
 دیکھو تو اوس سے ہاتھ دھو بیٹو۔

## (۶۹) ابراہیم بن یزید نجفی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہتے تھے کہ ہمیں ایسے لوگوں کا راء یا اسے کہ حب وہ ایک جگہ جمع ہوتے تھے تو اس امر کو وہ سمجھتے تھے کہ کوئی شخص ایسے یا اس کی عمدہ ترین حیر کا ذکر کرے اور کہتے تھے کہ اس میں کوئی مصائقہ نہیں ہے کہ ہمارے حب یو جہا حے کہ ہمارا مزاج کیسا ہے تو کہے کہ اچھا ہے اور ہر ایسی شکایت کو مایاں کرے۔ الکا قول تھا کہ ایمان کے بعد مدہ کو جو حیریں ملتی ہیں ان میں سے افضل اید اور پھر کر رہا ہے۔ یہ ایسے اعمال کو جہاں اور تہمت سے بچا کرتے تھے یا تک کہ وہی ستون سے ٹیک لگا کر بیٹھتے تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ ہمیں ایسے لوگوں کا راء یا اسے کہ حقان کی تفسیر کرتے ڈرتے تھے اور اب جو شخص جانتا ہے تفسیر کرے کو بیٹھ جاتا ہے۔ کیا اچھا ہوتا کہ میں کسی علم میں گنہگار نہ ہوں۔ اور جس راء میں میں بقیہ ہوا متیک وہ راء راء تھا۔ یہ اس مات کے قائل تھے کہ لہرائی کو سلام کرنے میں کچھ مصائقہ نہیں ہے اگر کوئی اس سے کوئی کام ہو یا تھے اس سے حال ہیجاں ہو میں کہتا ہوں کہ سلام سے (والد اعلم) مراد یہ ہے کہ لہرائی سے مثلا اس طرح کے جملے کہ کہ ہمارا مزاج کیسا ہے کہ اس کو السلام علیہا کہ اسے کہ سلام اسی شخص کو کیا جاؤ گا جسے راہ راست کی پیروی کی ہے۔ اور یہ بھی احتمال ہے کہ محض رضی اللہ عنہ کا یہ مسئلہ اس اصول پر مبنی ہو کہ حب و حرا بیاں ایک دوسرے کے خلاف ہوں تو حنیف ترکا ر کتاب کر اہائز ہے یا دو ہلکائیاں ایک دوسرے کی ضد ہوں تو نسب اعلیٰ کی تعمیل نامکن ہو تو ادنیٰ پر عمل کر اچھا ہے والد اعلم یہ کہا کرتے تھے کہ اگر کوئی اولیٰ ایک کلمہ ہی اس میں سے کہتا ہے کہ لوگوں کو اپنی طرف متوجہ کرے تو وہ ہم میں بھیجا جاتا ہے

تو اُس شخص کا کیا حال ہوگا جسکے وعظ کیسے بیٹھنے کی اتنا سے ملے ہوئے تک میٹ ہی ہو  
 ہو اکی عادت تھی کہ جب کسی حال کو کسی مقام تک سوار ہو کر جاے کے لئے کرایہ کرتے تھے  
 اور دائیں یا بائیں جانب کو ٹاگر تاحاتا تھا تو اُن کو اُس کو اٹھاتے تھے اور جاہور کو بھرتے نہ  
 تھے اور کہتے تھے کہ جاہور کو سیسے یوں جا لے کے لئے کرایہ لیا ہے۔ دوسرے جا لے کے  
 لئے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اُوی کے لئے بھی گناہ کافی ہے۔ دیں یا دیا کے متعلق کسی  
 طرف اونگھیاں اٹھیں مگر حکم اللہ تعالیٰ محصور رکھے۔ یہ ر عمران یا کُسم سے رنگا ہوا کپڑا  
 پہنتے تھے تاکہ دیکھے والا یہ سمجھے کہ عالمون میں سے ہے یا ملکوں میں سے۔  
 بیجا لو سے ہجری میں راہی عالم حاوہ والی ہوئے۔

## (۷۰) عون بن عبد اللہ بن عتبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہا کرتے تھے کہ ہر شخص کے اعمال میں سے ایک عمل مکہ یا نبو اکرا تا ہے  
 اور میرے اعمال کا مکہ یا نبو اکرا تا ہے۔ الکاتول تھا کہ یہ عسرو تیرے لئے  
 کیا کم ہے کہ جو شخص تجھے کم ہے اُس سے تو ایسے آپ کو اچھا جانتا ہے۔ اور کہتے تھے  
 کہ عرو سے پہلا گاہ ہے جسکے ذریعہ سے اللہ کی مالا لگائی ہے۔ اسکے بارہ چھا  
 ایک دن صحر کبیط گئے تو دیکھا کہ یہ گرمی کے راہ میں سوے ہیں اور اراں پر سیاہ  
 کئے ہوئے ہے اہوں نے سیدار ہو کر ان سے قیس لین کہ میرے مرے مک کسی  
 سے اسکو کہنا۔ الکاتول تھا کہ جو شخص لوگوں کو مرے کام کرتے دیکھے اور اُنکو مدد کی قدرت  
 نہ رکھے اُسکے لئے رہائی کی راہ ہے کہ لوگوں سے کنارہ کرے اور یہ اُن کی سر میں  
 سے ہاگ جا لے سے آسان تر ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ ذکر کی مجلسیں دلوں کو صقیل

کیرمائی اور تھادیہ والی ہیں۔ یہ کبھی نسر اور کبھی صوف بھا کر تے تھے اور لوگوں نے اس کی دھبہ بوجھی تو انہوں نے کہا کہ نسر تو اس لئے بستا ہوں کہ تان و ترک و الے میرے پاس بیٹھنے سے نہ متربائیں اور صوف اس سبب کے کہ عزائمیرے ساتھ بیٹھنے سے جوب نہ کہا میں اور کہتے تھے کہ جو شخص ایسے نفس پر لائق کی نعمت دہرتا ہے انہیں لائق نہیں ہے۔

حب کہی انکا اعلام یا حاد مکنی محالمت کرتا تھا تو یہ کہتے تھے کہ تو ہینک ویسا ہی ہے جیسا تیرا آقا ہے آقا کے ساتھ ہے۔ انکا قول ہے کہ تقویٰ کا کمال یہ ہے کہ زندہ علم کی زیادتی سے سیر ہو اور ایک گروہ نے جو زیادہ علم کی جستجو جوڑ رکھی ہے اسکا سب یہ ہے کہ جو علم کو حاصل ہو چکا ہے اس سے انہوں نے ہمت کم فائدہ اٹھایا ہے۔ یہ کہتے تھے کہ اگر تم موت اور اسکی رونا کو دیکھتے تو امید و محب و میدار کو دشمن سمجھتے۔ انکا مقولہ تھا کہ جسے ایسے بیٹ کو حفاظت میں رکھا اُسے ابے تمام اعمال صالحہ کی حفاظت کی۔

## (۱۷) سعید بن جبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

روتے روتے ایک انگلیں جید ہی ہو گئی تھیں۔ رمضان میں عرب و عسا کے دریاں قرآن جنم کرتے تھے۔ اور کعبہ کے اندر جا کر ہر رکعت میں ایک حتم کرتے تھے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ ہر گناہ کبیرہ ہے۔ اور کہتے تھے کہ میں صبح کسی کو گناہ کرتے دیکھتا ہوں تو ایسے نفس کو حقیر سمجھ کر اسکو منع کرتے مگر تاہون۔ انکے پاس ایک مرع تھا جسکی مانگ یہ یہ اٹھا کرتے تھے۔ ایک رات اُسنے مانگ رہی تو پیوٹے رہ گئے اور وظیفہ کے لئے نہ اُٹھے ایسے اہل مرجع کے لئے مدد دعا کی اور وہ نوراً مگر اُس دن سے انہوں نے ارادہ کر لیا کہ اب سے کسی چیز کے لئے مدد دعا نہ کروں گا۔ انکا قول تھا کہ دعا کی علاوت اسکی قبولیت کی علامت ہے



سب حجاج نے انکو گرفتار کیا تو کہا کہ میں ایسے آپ کو مقتول ہی نظر آتا ہوں۔ قید خانہ میں  
ایکی لڑکی آئی اور اسکے بالوں میں سیڑیاں دیکھ کر دلے لگی اور جسوقت یہ قتل ہوئے کو ملائے  
گئے تو وہ لڑکی بیٹھ کر روتی اور ہائے اٹاٹا کر جلاتی۔ انہوں نے کہا کہ میری بیاری ٹی سٹاؤں  
رس کے بعد تیرا پاجامہ کر لیا کرتا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ جسے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی ہو  
دا کر ہے اور جسے اسکی اربابی کی وہ داکر نہیں سے گو کرتے سے تسبیح حوالی اور زناں کی نفلت  
کرے۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ سے ٹراما دکوں ہے انہوں نے کہا کہ وہ تھیں جسے  
گناہوں کا ارتکاب کیا اور بیراں سے توہ کرنی اور جب کسی ایسے گناہوں کو یاد کیا تو اپنے عمل  
کو بچ سمجھا انکا معیول تھا کہ صبح سو دار مواتے ہی اللہ کے در کے سوا کوئی مات نہ کرتے تھے  
حسنت کہ عرکی نماز پڑھ لین۔ حجاج نے جسوقت انکا سر کاٹا دو مرتبہ لا الہ الا اللہ کہا اور  
تیسری مرتبہ ہی کہا شروع کیا تا مگر اسکو پورا نہ کر سکے۔ جب یہ ٹھہر گیا کہ کل یہ قتل ہو گئے تو انہوں  
نے نگہبانوں سے کہا کہ مجھے اجازت دو کہ مرے کا سامان کر کے کل آ جاؤں اور نگہبانوں کی  
آیس میں اس سے کہ سدا وہ ساگ حائیں جھگڑا ہوا مگر امیر انکی راستداری غالب آئی  
اور ان لوگوں نے انکو جوڑ دیا۔ چنانچہ یہ صبح کو آگئے اور قتل کے لئے حجاج کے سامنے ملائے  
گئے اور نطع بچایا گیا اور حلاہ آنا اور نطع یہ یہ دح کئے گئے۔ انہوں نے مرے سے پہلے کہا تھا کہ  
خدا یا میرے بعد حجاج کو کسی پر دسترس ہو۔ اور ہاں ہی یہی کہ انکے بعد حجاج ہمدرد سب ردد  
رباؤں کا بیٹھ سڑا حاتا تھا اور جب تک رددہ ربا جلا جلا کر یہی کتا رہا کہ سعید بن حسیر پر احمس  
ہیں جوڑتا جب سو جایا ہتا ہوں میری ٹانگ کیڑتا ہے۔ سعید بن حسیر نے سٹہ بچا لوے  
ہجری میں زندگی حلاویہ حاصل کی۔

## (۷۲) عامر بن شراحیل شعبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہو ایک شخص کے یاس سے گدھے جو انکی صیت کر رہا تھا تو انہوں نے پیتر ٹرہا  
 عیناً مر یا عیر داء فحاصر لغزاً من اعراصنا ما استحلت  
 کیا ہے ہاتھ اگر صاف آرو پیسری حدایا اس ست ماداں کو یگ لگائے  
 یہ کہا کرے تھے کہ دیکھو میں قیاس کرے سے حد کر دیکھو کہ جسے قیاس کیا اُسے دیں میں  
 کیجئے بڑا دیا۔ الکا قول تھا کہ مجھے کہ میں قیام کرنے سے حمام میں قیام کر مار یا دہ سہ ہے۔  
 سہیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ کہ کی عظمت اور اُس میں گاہ سرور ہو مکی و حجت کے سب سے  
 اُکھایا اس حال تھا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ مدکار عالموں اور عبادت کرے والے حاملوں سے  
 بچتے رہو کیونکہ ہر فساد میں پڑے والے کے لئے دو دن فتنے ہیں۔ یہ کہتے تھے کہ بھلی کی  
 لڑائی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب میں سے صرف بار آدمی موجود تھے علی  
 عمار۔ طلحہ۔ اور رسیہ۔ اور اگر کوئی یا عیون کو تاد سے تو میں جو ہا ہوں۔ ایک تہ کسی لے اکو مقیم  
 کمر کیا را تو کہا کہ میں یہ مقیم ہوں اور نہ عالم ہم تو اُن لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے کوئی حدت  
 سنی ہے اُنکو جیسا سا ہے ویسا تھے بیان کر دیتے ہیں مقیم وہ ہے جو خدا کے محارم  
 سے پرہیز کرنا ہے اور عالم وہ ہے جو لے دیکھے خدا سے ڈرتا ہے یہ کہا کرتے تھے  
 کہ رہا دراز تک لوگوں نے دیداری کے ساتھ مدگی سر کی یا تک کہ دیداری رحمت ہوگی  
 اسکے بعد بہت عرصہ تک لوگوں نے موت کے ساتھ مدگی سر کی یا تک کہ وہ ہی رہی  
 تب بہت دنوں تک لوگوں نے حیار کے ساتھ گران کی اور وہ ہی رہی تو خواہش خوف  
 میں دس کاٹے اور اسکے بعد عقرب وہ زامہ آگیا حواس سے زیادہ سخت ہوگا۔ کہتے تھے

کہ کاتس مین نے کوئی علم نہ سیکھا ہوتا اور میری آرزو یہ تھی کہ وہ میرا سوا کچھ لے لے کر  
 چلے جائے۔ دینا انکا قول تھا کہ ایک راہ سے جب میں روایا تو اس روٹیکے لئے مجھے روایا  
 یہ کہا کرتے تھے کہ بیٹے ایسے لوگوں کا راہ دیا گیا ہے جو عقل و زہد والوں کے سوا کسی کو مسلم  
 نہ سیکھائے تھے اور آج ایسے ہی لوگوں کو علم سیکھائے ہیں جن میں عقل ہے نہ زہد ستائیس  
 سال کی عمر میں بمقام کوہ ۱۷ ایک سو چار ہجری میں حجت کی راہ لی۔

### (۳۷) امامان بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کہا کرتے تھے کہ کیا تم میں سے کسی کو تہم نہیں آتی کہ اسکا حاور اس سے زیادہ خدا  
 کا ذکر کرے یا اللہ اور اللہ اکبر سبحان اللہ اور لا الہ الا اللہ کا ذکر کسی دم متوقف نہیں کرتے  
 تھے۔ جب حجاج نے اسے درواریہ انکو سولی پر چڑھایا تو سولی پر چڑھے ہوئے تکبیر تسبیح  
 و تہلیل کہہ رہے تھے اور ہاتھ کی انگلیوں کو شمار کے لئے موڑتے جاتے تھے یہاں  
 تک کہ اوٹھیں تک یہو نیچے اور اس حالت میں انکو نیرا مارا گیا۔ ایک مہینے تک  
 یہ سولی پر چڑھے رہے۔ قوم صوفیہ کے اعمال کی نسبت ان سے کسی نے پوچھا تو کہا  
 اونکے اعمال تھوڑے تھے مگر دل سلیم تھے۔

### (۳۸) ابوسعید بن خراش رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہا کرتے تھے کہ ایسے آپ کو آرام کا جوگز نہ بناؤ ورنہ کل بدبختی آجائے گی۔ یہ کہتے  
 تھے کہ اگر تم سے ہو سکے کہ گناہ نہ کرو دنیا حرام ہوگئی ہے گوشت و خمر کے سوا اور کوئی  
 چارہ نہیں ہے۔ انکا قول تھا کہ ہر کس کو صاف کرتی ہو اور جس کو مانتی اور علم پیدا کرتی ہے۔

سنت کی گزیر میں مہایت کثرت سے دور سے رکھا کرتے تھے۔ انہوں نے عہد کرنا تھا کہ کسی نہ ہوسو لگا جہتک کہ یہ معلوم ہو جائے گا کہ حست کی طرف حاماہوں یا دورخ کی طرف۔ چاہیہ حست حص لے انکو غسل دیا تھا اُسے حسردی کہ برابر تجمتہ پر سکراتے اور یہ کہتے رہے کہ سرد و گار کریم کے یاس آیا ہوں ما۔ سہلہ ایک سو چار چھی میں انکی ہمار رمدگی حراں موت کے ہاتھوں تاراج ہوئی۔ انکے یاس ست کہہ مال تھا مگر انہوں نے سب اسے دوستوں پر چر کر ڈالا تھا۔ انکے ایک دوست کا بیان ہے کہ ایک دن میں انکے یاس گیا تو کیا کہ مٹی کے بڑے بیالہ میں آنا گودہ ہے ہیں اور آمو جاری ہیں اور کہہ رہے ہیں کہ میری دولت ٹھہر گئی تو احاسے حفاکی۔ والہ اعلم۔

## (۵) طلحہ بن مصنف رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الکافون لکھنوس ریہ رعیہ و مصنف سے زیادہ تعداد میں تبتطان جمع ہو کر حکم کرتے ہیں اور یہ بہر کار اور ذہبتے۔ ایک دن کسی کی لوندی اسکے گھر آگ لیسے آن تو انکی بیوی نے اُس سے کہا کہ تو اسی دیر تک ٹھیر کہ تیری سچ بریاں کے اظہار کے لئے سکھایا ہوا گوشت ہوں لوں یہ گوشت حب اسکے ساسے آیا تو انہوں نے اسکو ہاتھ لگایا اور ایسی بیوی سے کہا کہ اُس لوندی کے روک رکھے اور اُسکی سچ بر گوشت ہو سے کی اُسکی مالکہ سے احازت حاصل کر لو ت میں اسکو گما دوں گا۔ انکی دوستی یہی کہ حب لوگ انکو اسکے کسی عہد رعیہ حکو رعیہ العرس ہی کہتے ہیں اور مصنف حکو مصر الحجاز کہتے ہیں دونوں رارس مسجد میں عہد کے بیٹے اور دو بیٹے فیملوں کے ماب تھے۔ یہ دونوں فیملہ میں کثرت خدا کی دہ سے صرا تمل تے۔ مترحم

معصوم و قوت دیتے تو یہ حاکم اُس سے سس لیتے اور اُس کے روبرو مذہب جیتے تاکہ لوگوں کا یہ وہم کہ یہ اُس سے علم میں زیادہ ہیں دور ہو جائے۔ اور ان کے سامنے مسائل کے اختلاف کا ذکر چوتا تو یہ کہتے کہ ”اختلاف“ کہہ کر ملکہ ”سوٹ گئی ایس“ کہہ کر یہ کہا کرتے تھے کہ میں نے ایسے لوگوں کا زمانہ پایا ہے کہ اگر ہم انکو دیکھتے تو تمہارے حاکم کتاب ہو جاتے اور ہم ایسے آب کو اُن کے مقابلہ میں جو نئے معلوم ہوتے تھے۔ انکا قول نہا کہ عتاب بھی دتسی کا جج ہے اور عتاب کیسہ سے بہتر ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ اسے سے کم عقوب کی تعظیم کیا کر دیکھو کہ اسیں بنگ دعار اور عدا و دار و دونوں سے بجاؤ ہے۔ اور کہتے تھے کہ جب کوئی شخص تم سے معذرت کرے تو حدہ ردی کے ساتھ اُسکو اس صورت میں کہ اُس سے قطع تعلق کرنا اللہ تعالیٰ کی قرت ہو۔ ۱۱۱۱ ایک سو بارہ ہجری میں عالم دلا کا سمر اختیار کیا۔

## (۷۶) زید القالی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ سیرکار زاہد و عجب دار تھے انکو دیکھ کر سب سے آجی کا دل دہل جاتا تھا۔ انہوں نے رات کے تین حصے کر کے تھے ایک تہائی ایسے لئے اور دو تہائیاں ایسود بھائیوں کے لئے۔ جناغیہ بیا حصہ پورا کر کے اتنے اور یانوں سے مائی کو شکرانے تو دیکھتے کہ وہ کابل کرتا اور زمین اُٹھتا ہے تب اُس کے کہتے کہ تم سوؤ میں تمہارے لئے جاگتا ہوں۔ اسطرح دو ستر مائی کے پاس آئے اور اُس سے اُسٹھ کو کہتے گراؤ کو ہی سخت یاد کر اُس ہی کہتے کہ تم آرام کرو میں تمہارا کام کرماں۔ اسطرح پورے رات قیام میں گزارتے تھے ۱۱۱۱ ایک سو بارہ ہجری میں قبر میں جا کر ہوئے۔

## (۷) منصور بن المعتمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سفیل توہمی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس وقت منصور کھڑے ہوئے مارا پڑا کرتے تھے اس وقت اگر تم اونکو دیکھتے تو کہتے کہ یہ اس وقت مرجانیگے ان کی ڈاڑھی انکے سینہ سے چسکی ہوتی تھی۔ اور رات کو اپنے مکان کی حیت پر کھڑے ہوئے مارا پڑا کرتے تھے جب یہ مر گئے تو انکے بیٹوں کی لڑکی نے اپنے باپ سے یہ کیا کہ انا جان وہ ستون کیا ہو گیا۔ جو ہمارے بیٹوں کی چیت پر تھا۔ اور اسکی وجہ یہ تھی کہ یہ لڑکی رات ہی کو کھڑے ہو کر حیا کرتی تھی ساٹھ برس تک انہوں نے دن رات روتے رہے اور رات کو کھڑے عبادت کیا کئے۔ اور رات بہرا سقد روہیا کرتے تھے کہ ان کے گھر کے لوگوں کو باہر رحم آتا تھا۔ مگر صبح ہوتی تو انکاہوں میں سرس لگا کر اور مینہ تریل مگر باہر نکلتے تاکہ لوگ سمجھیں کہ سوکرات کافی ہے اور اس طور پر لوگوں سے اپنے عمل کو چھپاتے تھے روتے روتے ان کی آنکھیں جیند ہی ہو گئی تھیں۔ ایک میسے تک قید رکھے گئے کہ قاضی کا عہدہ قبول کریں مگر اصرار ہوئے۔ لوگوں نے کوہ کے حاکم سے کہا کہ اگر تم اس کی بوٹی بوٹی ہی بچ ڈالو گے تو یہ تمہارا قاضی ہونا قبول نہ کریں گے۔ محسوس ہو کر اس نے اٹھ کر دیا اور بیڑیاں کنواہیں۔ اعلیٰ حالت یہ تھی کہ جو کوئی ان کو دیکھتا وہ وہ ہی سمجھتا کہ آج ہی کل ان پر کوئی سخت مصیبت آئی ہے نگاہیں جھکی ہوئیں آوارہ لیست آنکھیں تر در اسر ہاؤ تو آنسوؤں سے آنکھیں ڈبڈبہا حائین ۱۳۲۲ ایک سو بتیس سحری میں دارعانی سے داربانی کی طرف سد ہارے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ اگر بالفرض دنیا کو دوست رکھنے کے سوا میرا اور کوئی ہی گناہ نہ ہو تو یہی میں ہم ہی کا مستحق ہوں۔ عالموں سے کہا کرتے تھے کہ تم لذتیں ادا ٹھانے ہو علم کو سن لیتے اور دوسروں سے نقل کر دیتے ہو حالانکہ

علم سے مقصود عمل ہے اور اگر تم اپنے علم پر عمل کرتے ہو تو دنیا سے بہا گئے کیونکہ علم میں کوئی شے ایسی نہیں ہے جو دنیا کی محنت و زحمت سے حاصل کی جاسکے اور کہتے تھے کہ دنیا میں سب سے بڑا ذہلوگوں سے ملے میں پر میر کرنا ہے۔ یہ دعا کیا کرتے تھے کہ خدا یا مجھے مال دے۔ اولاد دے۔ ذکر بار دے۔ دعا شکار دے اور جو چیز تو نے ایسی دی ہو جس کو تو ناپسند فرماتا ہے اسکو مجھ سے لے لے۔

### (۷۸) سلیمان بن مہران عیسیٰ بن مریم علیہ السلام

بادشاہ و اہل زمانہ ان کی مجلس میں سب حاضرین سے ذلیل تر تھے اور ان کی حالت یہ تھی کہ ایک روٹی کو محتاج تھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ جب کا کوئی عہد ہو اسکا عہد کا توڑنا ہی عہد کا پورا کرنا ہے۔ یہ جب سوتے سے اٹھتے تھے اور پانی یا س میں نہ ہوتا تھا تو دیوار پر ہاتھ رکھ دیتے اور تمیم کر لیتے اور پانی ملنے پر وضو کرتے تھے تاکہ طہارت محفوظ رہے اور کہتے تھے کہ مجھے امید تھی کہ مبادا اے وضو مراؤں کیونکہ موت کا کوئی وقت مقرر تو ہے مہین اور تقریباً ستر برس تک یہی تکمیل کے ہاتھ سے نہ گئی۔

یہ کہا کرتے تھے کہ تم میں سے جو شخص اللہ تعالیٰ کا گناہ کرتا ہے کیا اس کو یہ ڈر نہیں لگتا کہ مبادا اس گناہ سے دھواں اوٹے اور لوگوں کے سامنے اس کو رو سیاہ کر دے اس کا قول تھا کہ حب لوگوں میں ہر انسان آہستی میں تو بڑے لوگ ان پر حاکم ہوتے ہیں اور یہ لوگوں سے کہا کرتے تھے کہ حب میں مر جاؤں تو کسی کو خبر نہ کرنا اور مجھے میرے رب کی طرف لے جانا اور قرین ڈال دینا کیونکہ میں اس قائل ہوں کہ کوئی میرے حناہ کے ساتھ چلے۔ اور کہا کرتے تھے کہ اگر میرا نفس میرے اختیار میں ہوتا تو میں اس کو

حاسے مرد میں پھینک دیتا۔

## (۷۹) اویس خولانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قول تھا کہ تجھ کو لیس عمل کے حدیث یاں کرتا ہے وہ مقیمہ میں ہے۔ اور جس زندہ کے دل میں ذرہ برابر بھی نیکی ہوتی ہے اللہ اس کی پردہ درمی نہیں فرماتا۔ اور راس کی درستی سے آدمیوں میں وقعت قائم ہوتی ہے اور دل کی درستی سے اللہ تعالیٰ کے نزدیک عزت۔ اور کہا کرتے تھے کہ مجھے اتنے سال ہوئے ہیں کہ میں نے مری کے یاس اور حاسے مرد جابکے ہوا کوئی کام ایسا نہیں کیا ہے جس سے آدمی سترتا ہے یہ ایسا کوڑا مسعد میں دکھائے رکھتے اور کہتے تھے کہ جانوروں سے زیادہ کوڑے کا سزا دایں ہوں۔ اور جب ایسی سستی آنے لگتی تھی تو ابھی میڈ لیون ریکوڑے مارتے تھے۔ یہ بعد اود کے دھلمین پانی پر چلتے تھے۔

## (۸۰) مکحول دمشقی رضی اللہ عنہ

انکا قول تھا کہ جسے اللہ عزوجل کے ذکر میں تلبیہ داری کی وہ صبح کو اسی دن حبیب ہو گیا حدیث ہاں کے بیٹ سے پیدا ہوا تھا۔ اور جب قضیت جماعت میں ہے تو سلامتی کو تہ لیشی میں ہے۔ اور جب کسی امت میں بیدار آدمی ایسے ہوں جو ہر روز پچیس مرتبہ اللہ عزوجل سے بحثائش کیا کریں تو اللہ تعالیٰ اُس امت پر عام خدا کے درویش سے ہوا حدہ درویش لگا۔ اور جس سے خوشنوائی اُسکی عقل زیادہ ہوگی اور جس کے کیڑے صاف ستھرے ہوں گے اُس کا ریح کم ہوگا۔



## (۸۱) یزید بن میسرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اکی نصیحت تھی کہ جب کیسی مات تم تک پہنچے اور وہ اُس سے الکار کرے  
 تو تم اس الکار کو معتبر سمجھو اور جو خسر مگو ہوگی تھی اُسکو مطلقاً۔ یہ کہتے تھے کہ ہم ہستے ہی  
 تھے کہیلنے ہی تھے دل لگی مذاق ہی کرتے تھے مگر جب اُس مقام پر پہنچے جہاں میری  
 میردی ہوئے لگی تو ان ماتوں کو جو بڑو سے کے سوا جا رہ نہ رہا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ جہاں  
 فقیر نے ماوٹ کے ساتھ گفتگو کی اُسکے دل سے خدا کا حرف رخصت ہوا۔ اور  
 کہا کرتے تھے کہ خدا کے لئے جسکو مالی سایا ہے اُسکی محنت کامل نہیں ہوتی جس تک  
 کہ وہ ماپ۔ مان اور گئے مالی سے زیادہ بیارامو۔ اور کہتے تھے کہ میرے نزدیک  
 حائض کے لئے بیایے آنسو مہانے سے اندرونی عمر ہتر ہے۔ اور کہتے تھے کہ جب  
 عقل مستتر ہو جاتی ہے تو سوزش نہیں رہتی اور جب سوزش میں رہتی تو آسوا بٹلتے ہیں  
 اور جب عقل ٹھہر جاتی ہے تو ایسے صاحب کو نصیحت کرے کہ قصد کرتی ہے پس  
 اُسکے حلالی ہے اسلئے وہ غلیں ہوتا اور روتا ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ میں تجھ کو ایسا  
 نہیں سمجھا کہ تیری توحید ہمارے دلوں میں پہلو تو ہمیر عذاب کرے اگر تو ایسا کیا تو لوے  
 ہوگا اور اُس قوم کو جس سے ہکو بد سے نیر سے ہی ماعت عداوت ہے ایک ہی کہہ  
 دیکھا اور کہا کرتے تھے کہ علما جب علم سیکھتے تھے عمل کو تو اور عمل کر لیتے تھے آپ میں تینوں  
 رہتے تھے اور جب متعول رہتے تھے لوگوں کے ہاتھ میں آتے تھے اور جب ہاتھ نہیں  
 آتے تھے تلاش کئے جاتے تھے اور جب تلاش کئے جاتے تھے ہما گئے تھے  
 اکی نصیحت تھی کہ جو شخص تیسے علم کا حواہاں ہوا سو کو بھی علم عطا کر دے کہتے تھے کہ ہمارے

پیران طریقت رسی اللہ عنہم نے دیا کا نام ”وَقی“ رکھا ہے اور اگر اون کو اس سے بھی کوئی بدتر نام ملتا تو وہی رکھتے اور کہتے تھے کہ بنی اسرائیل کے جو بڑے بڑے سب علم اور ہونے سے کہ مین خیال میں تجھ سے آئے یا نہ آئے ہاتھ میں عصا لیکر چلتے تھے۔

## (۸۲) کعب احبار رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اِن کا قول تھا کہ کسی سندہ کی تعریف زمین میں جڑھین بکیر طی صتک کر آسمان میں جڑھین بکیر طے اور کہا کرتے تھے کہ ایسے گہروں کو اللہ تعالیٰ کے دکر سے رو تن کیا کرو جیسا یہ دونوں کو اس سے مسور کرتے ہو۔ اور کہا کرتے تھے کہ لوگوں یہ ایسا مادہ کیگا جس میں پوچھا یا پھی کی کثرت ہوگی اور جو شخص اس زمانہ میں مکمل پوچھا کرے گا اس کے لئے وہ سار وار بہ ہونگے۔ اور کہتے تھے کہ جس شخص کو جنم کی طرف لیجائیں گے اس کا منہ سیاہ ہوگا یا وون میں بیڑیاں ہوں گی اور گردن میں طوق مگر جو شخص اس امت کا ہوگا اس کو جسم کی طرف اس کی اصلی رنگت کے ساتھ لیجائیں گے اس کا منہ سیاہ ہین کیا جائے گا اس لئے کہ انہوں نے اس سے دیا میں سجدہ کیا تھا اور کہتے تھے کہ حلیل علیہ السلام ”ادہ“ اسوچہ سے کھلائے کہ جب دوج کا ذکر سے تو کہتے ”آہ ہم آہ جسم“ اور کہا کرتے تھے کہ عنقریب تم جاہلون کو اسی میں علم پرفا حرا اسکے درویش سے امیروں کے ردیک قوتیت حاصل کرے میں باہم اسی طرح رشتہ کرتے دیکھو گے جس طرح عورتیں مردوں کے مایہ میں کرتی ہیں اس اکیو ایہ علم سے یہی حصہ ملے گا۔ اور کہا کرتے تھے کہ مار کے بعد مار جسکے سچ میں کوئی میکا ربات ہو عیلمین میں شت ہوتی جو انکا قبول تھا کہ حبیب مردہ قبر میں رہتا ہے موت کی تکلیف نہیں جاتی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی حلاقت کے زمانہ میں عالم باقی کو سد ہارے۔

## (۸۳) عبدالرحمن بن عمرو اوعی رضی اللہ عنہ

حسکی کے تھکار کو اس موسم میں حسین کے ہوا کرتے ہیں ماں کی مانتا اور بچوں کی  
 بچا کی کے حیاں سے انہوں نے مکروہ قرار دیا تھا۔ انکا قول تھا کہ کیسا رنگ درتر ہے  
 وہ جسے تھم پیدا کیا اور ایسا بنایا کہ تو حیرل کے دریو سے دیکھتا تھی کے دریو سے سنا  
 اور کوت کے دریو سے مانتا کرتا ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ دنیا کی کوئی کٹری ایسی نہیں  
 ہے جو قیامت کے دن مدہ کے رورور لائی جائیگی بلکہ ایک ایک دن اور ایک ایک  
 ساعت اُسکے سامنے چیس کی جائیگی پس جس ساعت میں اُسنے اللہ کو یاد نہ کیا  
 ہوگا اُسکو دیکھ کر حسرت سے اُسکے برحقے اڑ جائیگی ایسی صورتیں اُسکا کیا حال ہوگا  
 گٹریوں کے لعد گٹریاں اور دنوں کے لعد دن یا و خدا کے لعد گڑے ہو گئے۔ اور  
 یہ کہا کرتے تھے کہ ہمیں ایسے لوگوں کا رماہ مایا ہے جو میدان پر لے اور صبح کی مساز  
 یڑ ہے کے لعد سب سے پہلے ایسی آخرت کے امور اور اسین کہ اُلگو کہاں حاما ہے  
 غور و فکر کرتے تھے اُسکے لعد حاکم فقہ اور قرآن میں مستغول ہو جاتے تھے۔ یہ سب  
 انہا سی ہجری میں پیدا ہوئے اھ ۱۷۰ھ ایک سو ستادین ہجری میں دار عقی کو جل لے۔  
 تنہر لعلبک میں پیدا ہوئے اور تنہر بیروت کے حمام میں رحلت کی۔ یہ حمام کے اندر تھے  
 کہ حامی دروازہ مندر کے دوسرے لوگوں کے ساتھ جلا گیا اور لوٹ کر آیا و اں کو آہ  
 ہنہ بیکہ لگائے قلہ کی طرٹ منہ کئے مروہ یا یا۔ اُسکے یاس خلیفہ منصوبہ گیا اور  
 اُسنے ان سے کہا کہ مجھے کچھ نصیحت کیجئے۔ انہوں نے کہا کہ رعیت میں سے  
 کوئی شخص ایسا نہیں ہے جو ان مصبتوں کی جو تو اُسکے سر لایا ہے اور اُس ظلموں کی جو

امیر تو نے کئے ہیں تسکایت کرتا ہوا۔ انکا قول تھا کہ بایکون سے ملنا اور اہل اور مال کے لئے سے ہتر ہے اور مال بیکون میں سے جو ہاگ جائے وہ بہاگے ہوئے غلام حبس ہے کہ حشاک لوٹ آئے الدہ او سکی نما قبول فرماتا ہے اور زور دے اور کہا کرتے تھے کہ لوگ جو کچھ میرے سامنے لاتے ہیں اگر سب کو میں قبول کیا کروں تو انکی آنکھوں میں ذلیل ہو جانے لگا۔

### (۸۴) حسان بن عطیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا معمول تھا کہ عصر کی مار پڑھ کر مسجد کے ایک گوشہ میں بیٹھ کر غروب آفتاب تک اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ جس نے رات کے قیام کو طول دیا اللہ تعالیٰ روز قیامت کے طول قیام کو اس پر آسان کر دینگا اور جو شخص علم و عمل میں اخلاص پڑھتا ہے لوگ اس سے ضرور ترس پڑھتے ہیں اور کہتے تھے کہ آدم علیہ السلام ستر برس جنت سے نکالے جانے پر اور ستر برس اینی جو کہ پر روتے رہے اور جب اون کا بیٹا قتل ہوا تو چالیس برس اوسکے لئے روئے اور سو برس تک کہ میں مقیم رہے والد اعلم۔

### (۸۵) عبدالواحد بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ سنہ صری وغیرہ کے ہم عصر تھے۔ انکا قول تھا کہ مومن کی مثال رحم کیجی کی سی ہے کہ ماہر لکھنا نہیں چاہتا اور حبیب نکل آیا تو پھر واپس جانا نہیں چاہتا مومن کی بھی دنیا سے نکلنے وقت یہی حالت ہوتی ہے یہ کہا کرتے تھے کہ نان و نمک کو نہ چھوڑو کیونکہ اس سے گردوں کی حیرنی گہلتی اور یقین میں

زیادتی ہوتی ہے۔ اور کہا کرتے تھے کہ سجدہ کی عمدہ ترین حالت اللہ تعالیٰ کے ساتھ  
اوس کی موافقت ہے۔ بس اگر وہ یامین طاعت کے لئے اوس کو ماقی رکھے  
تو وہ اسی کو بند کرے اور اگر اُسکو اٹھائے تو اسی پر خوش ہو جائے۔ اور ان کا قول  
تاکہ جس سجدہ کو دنیا میں سے کچھ عطا ہو اور وہ کسی دوسری چیز کی خواہش کرے تو  
اللہ تعالیٰ اُس سے اپنے ساتھ کی خلوت کا لطف سلب کر لیتا ہے اور قرب کو  
دوری سے اور اُس کو وحشت سے بدل دیتا ہے۔ امون نے چالیس سال تک  
عشا کے وضو سے چاشت کی نماز پڑھی تھی۔ واللہ اعلم

### (۸۶) ابو بشیر صلح مری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ اوس عورت کی طرح رہتی تھی جس کا بچہ مر گیا ہو اور بہاؤن کی طرح ڈار میں مارتے تھے  
یہ ان تک کراں کے جوڑ بندھ دیا ہو جاتے تھے اور جب کہی ان کی نظر کسی گورستان  
پر پڑتی تھی تو دودو اور تین تین دن تک غموطہ ہتے۔ بولتے تھے نہ چالتے تھے اور  
نہ کچھ کھاتے تھے نہ پیتے تھے۔ ان کو مردوں کی باتیں سنائی دیتی تھیں اور یہ اونے  
باتیں کرتے اور وہ انے نصیحت کی باتیں کرتے تھے۔

### (۸۷) ابو الہما جبر بن عمرو قلسی رضی اللہ عنہ

انکا نام سباح تھا۔ یہ کہتے تھے کہ میرے کچھ اور چالیس گناہ ہیں جنہیں سے ہر  
ایک کے لئے مینے خدا سے عزوجل سے ایک ایک مرتبہ استغفار کیا ہے  
لیکن اسکی معفرت اور رگنہ کے سوا کوئی امید نہیں ہے انکی نصیحت تھی کہ اپنے پیٹ کو

ایسی عقل پر دسترس نہ دیکھو کہ دنیا توڑے ہی دن ہے۔ یہ ہیتہ سدرمق ہی سہر کمانے تھے اور کہتے تھے کہ ذرہ برابر گزشت ہی چالیس دن تک دل کو سخت رکھتا ہے۔ الکافول تھا کہ بیابانوں کا یہی حکموں سے مل جانا اُس سے زیادہ آساں ہے کہ ریاست کی محنت نفس میں مستحکم ہو جائے کے بعد دور ہو جائے۔ اور کہتے تھے کہ حد ایسے لوگوں پر رحم کر کہ اپنے اُن ہائیوں کی جو قدر میں سوتے ہیں محراوں میں بیٹھے ہوئے ریاست کرتے ہیں۔ یہ منہ کیا کرتے تھے کہ دیکھو مہر افوں کی دوکانوں پر یہ کٹڑے ہو کر دیکھو کہ وہاں سود کا ہول ہوتا ہے۔ اس کا قول تھا کہ جب رفیق بے دیر پالائے، گناؤں پر مین سہرا جتنا کہ ”ہمارا بیلہ“ رکھے۔ یہ کہتے تھے کہ جب مہی و حصر علیہا السلام کی طاقات ہوں تو حصر علیہ السلام نے حضرت مہی سے کہا کہ علم اسلئے سیکھو کہ اُسیر علی کردہ اسلئے کہ کسی اور کو سکھاویکو کہ تم گناہ میں رہو گے اور وہ فائدہ میں رہے گا۔ اور کہتے تھے کہ حصر ج کمر درگا ہیں آداب کی طرف ہمیں دیکھ سکتیں اس طرح شیعہ تگیاں دیا کے دل حکمت کی روشنی کی طرف ہمیں دیکھ سکتے۔ اور جب تک آدمی ایسی مہی کو جو کہ طبع اور ایسی اولاد کو یتیموں کی طرح بہ چہرہ رکھے اور کتوں کی حکموں میں ایسا سکھانا نہ سادے اُس وقت تک صدیقوں کی منزلوں تک نہیں پہنچ سکتا۔ انکی خداروٹی اور ملک کے سوا اور کچھ ہی اور اپنے نفس سے کہتے تھے کہ قیرے سامنے پلاؤ تو رما اور فرست فرست دار آخرت میں رکھا ہوا ہے۔ اہل کما کرتے تھے کہ ذکر کی مجلسوں اور اپنے مالک کے ساتھ حسن ظن سے کسی نہ جو کما یہی دو یکساں پس کرتی ہیں۔



## (۸۸) عطاءِ مسلمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ایر عم اور حنف غالب تھا یہاں تک کہ چالیس برس تک اپنے بچوں پر پڑے  
ہے نہ اُنہ سکتے تھے اور نہ گھر سے ماہر نکل سکتے تھے۔ پڑے پڑے اتاروں سے  
سازین بڑھاتے تھے۔ ایک مرتبہ انہوں نے نور کو گرم کرتے دیکھا تو یہ ہوس ہو گئے تین تین  
شما یہ دم لگاتار روتے تھے اور دم بہہ کر ان کے آنسو بہتے تھے۔ اور جب روتے  
تھے تو ان کے ارد گرد اس قدر قری ہو جاتی تھی کہ لوگ اُس کا سبب و صو کو سمجھتے تھے حال اُن کے  
وہ آنسو پھوٹے تھے۔ اور جب کسی حازرہ کے سامنے جلتے تو راستہ میں مارا اُن کو غصہ  
آ جا کر تاتا۔ اور روتے روتے حاذر کے اوپر سے پیچے گزرتے اور یہ کواں ہو جاتے  
تھے۔ اور جب لوگوں پر کوئی بلا یا مصیبت آتی تو کہتے کہ یہ سب عطاء کے سبب  
ہے کاستس یہ گر گیا ہوتا تو لوگوں کو آزار ملتا۔

## (۸۹) عتبہ بن ربیع غلام رضی اللہ عنہ

اگر غلام غلام اس سبب سے ہوا کہ عبادت میں گویا رہا ان کے غلام تھے اس  
سبب سے کہ کم عمر تھے۔ یہ کہتے تھے کہ میرے پاس عبد اللہ واحد رضی اللہ عنہ  
آئے اور کہنے لگے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ ملاں تنہا ہمیشہ ایسے قلب کی شریلیں  
کیا کرتا ہے جنکو میں اپنے قلب میں مطلق نہیں باتا۔ میں نے کہا کہ اس کا سبب یہ ہے کہ  
تم روئے کے سامنے کھجوریں کھایا کرتے ہو اسون نے کہا کہ کیا حققت میں کھجوریں جوڑ دوں گا  
وہ حالتیں پیدا ہو جائیں گی میں نے کہا کہ ہاں۔ اس پر عبد اللہ واحد روئے لگے عتبہ جلی اللہ

گورستانوں اور میدانوں میں رکا کرتے اور ہمدرد کے کنارہ کی طرف نکلتے اور وہیں قیام رکھا کرتے تھے اور جب جمعہ آتا تھا تو بصرہ آئے نماز جمعہ میں شریک ہوتے ہر ایسے مہاجرین کے پاس آتے تھے اور انکو سلام کرتے تھے انپر اور اسی حیاتی رہتی تھی اور اس بارہ میں لوگ اس کو حسن بصری رضی اللہ عنہ کے مشابہ سمجھتے تھے جنگ روم میں ان کو شہادت نصیب ہوئی۔ نماز عشا کے بعد بہت ہی تھوڑا سوتے اور پھر صبح تک کھڑے عبادت کیا کرتے تھے۔ جمعہ کے سوا اور دنوں میں کپڑے کے پیچھے بکھڑے رہتے تھے۔ ایک لباس دو ملگجے کھل تھے ایک کا تہ بند باندھتے اور دوسرے کو اوڑھتے تھے ان کا ایک گہرے تاج سپر قفل پڑا رہتا تھا اور صرف رات کو اسے کھولتے تھے ان کی وفات کے بعد لوگوں نے اس کو کھولا تو اس میں ایک قبر کھدی ہوئی۔ اور ایک لوسے کی بڑی پائی۔

### (۹۰) سفیان ثوری بن سعید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

لوگوں نے انکا نام ”حدیث کے امیر المؤمنین“ رکھا تھا۔ ۹۰ھ میں ۹۰ سالہ عمر میں پیدا ہوئے اور ۱۵۰ھ میں ایک سو پچھپن ہجری میں کوہ سے نکل کر بصرہ آئے۔ اور ۱۶۱ھ میں ایک سو اسی ہجری میں عالم ملکوت کو مدہ ہارے۔ یہ اس امت کے بڑے عالموں عاموں اور اہل دین میں سے تھے۔ انکا قول تھا کہ جب تک آدمی میں سال ادب میں صرف نہ کرے اس وقت تک اسکو علم اور حدیث کی جستجو کرنا سزاوار نہیں ہے۔ اور جب علمائے بکرہ جائیں تو انکی اصلاح کون کرے اور انکا بکرہ دنیا کی طرف جگنا ہے اور جب خود طبیب ہی کو روگ لگا تو اور دن کی دوا کیونکر کر لگیا۔ اور جب عمامہ کا کوئی جزو تالو کے نیچے درہا تو وہ شیطان کا عمامہ ہے اور جو شخص قبل اسکے کہ اسکو محبوبی ہو علم کا سر دفتر بن کر بیٹھا



اوسکو ذلت نصیب ہوگی۔ یہ دو دو اور تین تین دن تک کچھ نہ کھاتے تھے حتیٰ تک کہ  
سوک کا علیہ انکے شغل عبادت میں حائل انداز نہ ہوتا تھا۔ انہوں نے عابدوں میں سے  
ایک شخص کو یہ خط لکھا تھا۔

بھائی عاں سنو! تم اوس زمانہ میں ہو جیسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے  
اصحاب پہاہ مانگا کرتے تھے حالانکہ جو علم اونکو تھا وہ ہمکو نہیں ہے اور جیسی ثابت قدمی انہیں  
تھی وہ ہم میں نہیں ہے یہ حجب ہم نے علم کی کمی صبر کی کمی اور نیکی میں مدد کو نبیوں کی کمی کی  
حالت میں اوس زمانہ کو پایا جس میں مسا دہرا ہوا ہے تو ہمارا کیا حال ہوتا ہے۔ اس لئے  
تکو پہلے زمانہ کی روش کو جوڑنا نہیں چاہیئے اور مضبوطی سے اوس پر قائم رہنا  
چاہیئے۔ اور گمنامی اختیار کرنا لازم ہے۔ کیونکہ یہ زمانہ گمنامی ہی کا ہے۔ اور گوشہ  
نشینی اور لوگوں سے کم ملنے کو اپنے اوپر لازم کر لینا چاہیئے۔ کیونکہ پہلے لوگ جب  
آیس میں ملتے تھے تو ایک دوسرے سے فائدہ حاصل کرتا تھا۔ اور آج یہ  
بات باقی نہ رہی اس لئے اب لوگوں کو جوڑ بیٹھنے میں نہایت سے عیسا کہ  
تم دیکھتے ہو۔ اور عیسا کی جان دیکھو اپنے آپ کو امیرون کے یاس جاسے اور  
کسی حیز میں اون سے خلا کر کے بچاؤ۔ اور تم سے کہا جائے گا  
کہ تم اون سے ملکر سعی سفارتس کرو گے کسی مظلوم کو بیاہو گے یا کسی  
ظلم کو موقوف کرادو گے مگر یہ سب شیطان کے دھوکے میں۔ مولوں نے  
اس فقرہ کو امیرون سے رد کیا ہونے کی سیڑھی اور دنیا کو  
شکار کرنے کی ٹیٹنی بنایا ہے۔

یہ کہا کرتے تھے کہ اگر لوگوں کی نسبت مجھے معلوم ہو تاکہ انکو علم سے خدہ مقصود ہے

تو میں اُنکے گہروں میں جا کر علم سکھاتا مگر اُن کا مقصد تو اُس سے لوگوں کا یہ جاننا اور یہ کہنا ہے کہ  
 کہ حالِ تماشیاں (حدیثِ بیان کی ہم سے سیان لے) اور جب ان سے لوگ  
 کہتے کہ ہم سے حدیثِ بیان کیجئے تو اُن سے کہتے کہ میں تمکو حدیث سے کے قابل  
 مانا ہوں اور زمین اپنے آپ کو حدیثِ بیان کرنے کے لائق اور میری اور تمہاری مثال  
 تو وہی ہے جو کہنے والے لے کہی ہے کہ ہوا ہو لے تو نیک سگئے۔ اور اُنکا قول تھا  
 کہ متوے دینے اور سگئے تانے کو اگر تم سے ترک کرو یا ہے تو اُنکے جگر و دین میں ریڑ و  
 اور کہا کرتے تھے کہ اسوقت لوگوں سے ایسی باتیں ظہور میں آئی ہیں کہ آدمی آ کر رو کر رہتا ہے  
 کہ اُس سے پہلے ہی مر گیا ہوتا تو خوب تما اور ہو گا کہ ہم اُنکے لئے رہ رہ رہے  
 اور مجھے یہ کہاں کہتا کہ میں کڑا نہ تک رہ رہ رہوں گا حسین زندہ لوگوں کے ذکر سے دل مڑا  
 ہو جائیں گے اور مردوں کے ذکر سے دل زندہ ہو جائیگے اور کہا کرتے تھے کہ حدایا چو یا ہون کی جودا  
 ڈھٹا ہے تو وہ اپنی خواہشوں سے باز رہتا ہے مگر میں اپنے آپ کو دیکھتا ہوں کہ میری کتاب کو  
 دیکھ کر ایسی خواہش سے لالہ نہیں رہتا اور اسے دس دہر خرابی میں یہ کہتے تھے کہ عیسیٰ ابن  
 مریم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کسی لے کہا کہ مجھے بصیحت فرمائیے تو کہا کہ اسی روٹی کو  
 دیکھ کہ وہ کہاں سے آئی ہے۔ آں سے کسی لے کہا کہ فلاں شخص مہل <sup>لے</sup> کی کے پاس  
 جایا کر اور کہتا ہے کہ میں اُنکی بد اعمالیوں سے ساری ہوں تو کہا کہ وہ اندر اُسے جھوٹے کہا۔  
 کیا اُس نے ہمدی کی وہ مصلوح جیاں جو اُنکی پوشاک خوراک اور لو کروں پیدا ہوں اور  
 سواروں کی ہڈیوں میں ہیں نہیں دیکھی ہیں کیا اُسے کہی ہی اس سے کہا ہے کہ  
 اے عمراس کا تیر علیہ الوصر معصوم کا بیٹا اور ہارون الرشید کا ماب محرم ۲۹۹ میں ۱۲۸ سال  
 کی عمر میں فوت ہوا۔ تمام

تمکو حایر ہمیں ہیں یہ مسلمانوں کے میت المال کی ہیں۔ انکا قول تھا کہ چھیلے سائلوں کا  
 جوتس کرنا ممکن نہیں ہے۔ اور کہتے تھے کہ مال ہمارے رمانہ میں موس کا ہتیار ہے۔  
 اور میں طالب علم کے لئے لیسہ کرتا ہوں کہ خراج سے خارج المال ہو اسلئے کہ جب وہ  
 محتاج ہوگا تو دستِ خدا اس پر مصیبتیں آئیں گی اور فوراً اس پر لوگوں کی زبانیں کھلیں گی اور وہ  
 دلیل ہوگا۔ انکا قول ہے کہ شہادت میں والدین کی اطاعت نہیں کرنا چاہئے اور  
 کہتے تھے کہ علم تو اسلئے حاصل کیا جاتا ہے کہ اُسکے ذریعہ سے اتفاق کیا جادے اور  
 اسی لئے اُسکو اور دن پر فضیلت ہے اور اگر یہ ہوا تو اس میں اور دوسری چیزوں میں کچھ فرق  
 ہمیں ہے۔ اور بیمار کا اپنے ہماروں سے بیماری کی شکایت کرنا اسد عزوجل کی شکایت  
 ہمیں ہے۔ مہدی سے رو در دیکھتے تھے کہ ان ملازموں اور اپنے یاس  
 آمد و رفت رکھے والے فقروں سے ہر ہر کی تیری ہلاکت انہیں کے ہاتھوں پر ہے  
 یہ سب تیری روٹیاں کھاتے تجھے ردیے لیتے اور تیری خیانت کرتے اور تیری ایسی  
 تعریفیں بیان کرتے ہیں جو تجھ میں نہیں ہیں۔ انکا قول تھا کہ اماں عدل یا بیخ ہیں ابو بکر  
 عمر۔ عثمان۔ علیؑ۔ اور عمر بن عبد العزیز رضی اللہ عنہم اور جو انکے سوا کسی اور کا نام لے  
 وحسد سے گذرا ہوا ہے۔ لوگوں نے توری رضی اللہ عنہ کے سارے لباس کی مچھوڑوں  
 کے قیمت لگائی تو ایک درہم اور چار دانگ نکلی۔ یہ کہی صدر مجلس میں بیٹھتے تھے  
 یہ دیوار کے یاس دورا نوٹھا کرتے تھے۔ انکا قول تھا کہ مادتاہ کو اچھے کام کرنے کا  
 حکم صرف اس شخص کو دینا چاہیئے جو امر ہی کا عالم اور انکا ہیبتہ رتنے والا اور ان میں  
 میانہ آدمی اختیار کر لے والا ہو۔ ان سے ایک شخص لے کہا کہ اسے ابو عبد اللہ لوگ  
 چلے گئے اور ہم بس مادہ گدہ ہوں سر رکھئے۔ اس پر توری نے کہا کہ یہ ہیبت ہی اچھے

ہیں بیش طیکہ راہ پر ہوں۔ یہ کہا کرتے تھے کہ جب تک کو کسی علاقہ کی نسبت حسرت ملے کہ وہاں  
 سستا سماں ہے تو وہاں جا رہو کیونکہ اس سے تمہارا دل دوسری سلامت رہے گا اور  
 تردد کم ہو جائے گا۔ اور اکیلی نصیحت تھی کہ اگر تمہارا بھائی نکو کہا لے یر بلا لے تو جب تک  
 کہ تم یہ نہ دیکھ لو کہ اُسکے کہا لے پر تمہارا قلب درست رہے گا اُسوقت تک اُسکی دعوت  
 کو قبول نہ کرو۔ ایک دن انہوں نے ایک شخص کو جسے حاکموں کی خدمت میں دیکھا تھا  
 نصیحت کی تو اُسے کہا کہ میں ایسے مال بچوں کو کیا کر دوں۔ یہ سب کسے لگے کہ سستے ہو  
 اس شخص کی باتیں یہ کہتا ہے کہ اگر خدا کی نافرمانی کرے گا تو اس کے مال بچوں کو روزی ملیگی  
 اور جب اُسکی فراموشی کرے گا تو وہ ہلاک ہو جائیگے۔ یہ کہے لگے کہ کبھی عیالدار کا  
 اقتدا نہ کرنا اسلئے کہ عیالدار است کم حلال و حرام کی آمیزش سے بیکتے ہیں اور شتم و حرام  
 کے کہانے میں ہمت نہ اٹھا کر یہی ہوتا ہے کہ ہم نیچے والے ہیں۔ انکا قول تھا کہ اگر کوئی  
 شدہ الس کی ایسی عبادت کرے کہ سارے حکموں کو محال لے کر وہ دنیا کو دوست رکھے  
 تو قیامت کے دن سارے نیچے کے سامنے اُسکی نعمت مساوی کیجائیگی کہ سوا یہ حلال  
 حلال کا مٹا ہے اسنے اُس حیر کو دوست رکھا تھا جبکہ اللہ تعالیٰ نے دوسری فراموشی دیا تھا  
 اُسوقت اُسکی ایسی حالت ہوگی کہ ترسندگی سے اُسکے حیرہ کا گوشت بٹکا چڑے گا۔  
 یہ کہا کرتے تھے کہ اگر میں بس ہزار دینار چھوڑاؤں حاکم محاسبہ مجھے دینا پڑے تو میرے  
 نزدیک لوگوں کی محتاجی سے یہ ہتر ہے۔ کیونکہ اگلے زمانہ میں مال مکروہ مما حاتا تھا اگر محتاج  
 تو یہ مہم کے لئے سپر ہے جو اُسکو مانتا ہوں اور مالداروں کی دست گیری سے محفوظ رہتی  
 ہے یہ کہتے تھے کہ جو شخص لوگوں کا صنف ہوگا اُسکو سوا اسکے چارہ نہوگا کہ جس چیز میں محتاج  
 ہے اُس میں لوگوں کے لئے یہ دن کو حج کرے اسلئے آدمی کو ابے قبضہ کا مال رکھنا چاہیے

انکی نصیحت تھی کہ جو شخص تیر ذمیت خلائے اُسکے ساتھ سفر کر دیکو کہ اگر تم سے خرچ میں اُسکی  
 سراسری کی تو تمکو نقصان پہونچا اور اگر تم نے اُسکا احساں اٹھایا تو اُس نے تمکو غلام مایا۔  
 اور کہا کرتے تھے کہ ہمارے راء میں حلال خرچ بیجا کا متحمل نہیں ہے۔ کہتے تھے کہ ایک مرتبہ  
 رات کو میں ماہر کھلا اور آسمان کی طرف بینے نگاہ کی اس کے بعد دیکھا تو میرا دل عائب تھا  
 میں نے ایسی والدہ سے بیان کیا اُہون نے کہا کہ تو نے آسمان کی طرف عجب سے نگاہ  
 ہمیں کی تھی بلکہ کیوں سے۔ کوئی شخص انکے سامنے ہدیہ پیش کرتا تھا تو اُسکو میر دیتے اور  
 کہتے تھے کہ اگر مجھے لوگوں کی سبست معلوم ہو جاتا کہ یہ عطیوں کی وجہ سے مجھ پر تافخر  
 نہ کریں گے تو میں نے لیتا اسی لئے یہ ہو سکے رہتے مگر قرض ہیں لیتے اور کہتے تھے  
 کہ یہ لوگ اسکو جیہانے کے نہیں ملکہ اور دن کے پاس جائینگے اور کھینگے کہ کل رات کو  
 ہمارے پاس سیواں توری آیا اور ہم سے قرض لے گیا۔ انکا قول تھا کہ خراسان میں اداں  
 دیا گئے میں محاور رہے سے افضل ہے۔ دیا سے پرہیز اسیدوں کے کوتاہ کر لے کا  
 نام ہے نہ موٹی جوٹی غذا کمانے اور کھرا پہننے اور کل اوڑسے کا۔ دیا سے پرہیز کر اور  
 سورہ نہ لیما نہ دینا۔ جب عالم کو ماوشاہ کے دردار پر پناہ لیتے دیکھو تو سمجھ لو کہ وہ جو پنا  
 ہے۔ اور جب امیرون کے دردار میریماہ لیتے دیکھو تو سمجھ لو کہ ریائی ہے۔  
 جو سکتا ہے کہ ایک آدمی کے پاس مال ہو اور وہ دیا سے معتز رہو اور ایک آدمی محتاج  
 ہو اور دیا کا چوا ہر شہند ہو۔ مجھے بہت پسند ہے کہ میں ایسی جگہ میں ہوں جہاں مجھے کوئی نہ  
 بیجا نے۔ جب انکے سامنے لوگ موت کا ذکر کرتے تھے تو یہ کی کی دن بیجا میں رہتے  
 تھے کہ کوئی ان سے فائدہ نہیں حاصل کر سکتا تھا۔ کہا کرتے تھے کہ جب تو نے اپنے آپ  
 کو بیجاں لیا تو جو کچھ تیری سبست کہا جائیگا تمکو اُس سے صدمہ پہونچے گا ہر دشمنی کی خڑ



علم و عمل میں بہتر جانا اُسکے علم و عمل کا ثواب حاتار اور کیا عجیب ہے کہ اُسکا ہائی اسد تعالیٰ کے نزدیک اُس سے زیادہ برسرِ کار ہو۔ یہ جب فکرِ کرامت شروع کرتے تھے تو تسلسلہ میں لڑائیوں کے ہو جاتے تھے کسی کی مات انکو یا وہین رہتی تھی۔ خلیفہ ابو جعفرؑ ص کد کو روانہ ہوا تو اُسے اپنے آگے ٹرہیوں کو روانہ کیا اور انکو حکم دیا کہ یہاں تو رسی کو جہاں یا دوسری برنگ کا دو جیا بنجہ ٹرہی کہ معظہ ہو بجے اور سولی کٹری کر کے انکے پاس آئی تو دیکھا کہ یہ سوتے ہیں اور انکا سر مصل میں عیاض کی اور دونوں بالوں یہاں میں عیسہ کی گود میں ہیں ٹرہیوں نے کہا کہ اے احمد اللہ اللہ سے ڈرو اور ہم پر ہمارے ہتھیاروں کو ہتھے کا موقع نہ دو (یعنی انکو خلیفہ کا حکم تعمیل کرنے دو مود عتاب نہ کرو)۔ اس پر یہاں ٹوری نے ٹرہیوں کے بردہ کو پکڑ لیا اور کہا کہ اگر ابو جعفرؑ میں داخل ہوا تو تمکو اُس سے محبت ملے گی۔ جیا بنجہ وہ کہ میں داخل ہوئے سے پہلے ہی مر گیا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ میں ابو جعفرؑ مددی سے ملا تو انہوں نے کہا کہ اے سبحان اللہ تعالیٰ نے تم سے عظیم کور وک دیا ہے اور اسکی وجہ یہ ہیں ہے کہ وہ تم سے مل کر رہا ہے یا اُسکے بیان کو کہہ کی ہے ملکہ اُس نے تم پر اور ایسے اعتبار رکھا کی ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ دونوں درشتوں کو یکسو اور بدیوں کی حوسٹ و بدو معلوم ہوتی ہے حسبِ قلب میں۔ یہ ماقب میں جاتی ہیں اسلئے سطح وہ نمکویں بتاتے تھے انکو نہ سناؤ۔ آں سے ایسے تھیں کی سبت پوچھا گیا و اپنے مال بچوں کے لئے کسب کرتا ہے اگر وہ جہت میں غار پڑے تو انکی برادرت نہ کر سکے ایسی حالت میں اُسکو کیا کرا یا جائے۔ انہوں نے

۱۔ سی عیاض کے دو سر خلیفہ مصور کی گیت ہے یہ پوچھو شہدہ عیاض میں پیدا ہوا۔

اور ۶۔ پوچھو شہدہ عیاض میں ملکہ کو حار ہوتا وقت ۱۲۸۴ھ

کہا کہ اکی گراں کے لئے کسب کرے اور اکیلا نماز پڑھے۔ اس کا قول تھا کہ عورتوں  
 کی کثرت دیا داری نہیں ہے کیونکہ علی رضی اللہ عنہ صحابیوں میں سے بڑے راہد تھے  
 حال آئندہ اکی چار سو بیاں اور اُمس لودیاں تھیں۔ کہا کرتے تھے کہ یہ ۱۰۰ ہر ماہ سے میں  
 گسام لے کر کھسکے نہیں ہے تو سترت والوں کا کیا بوجھا ہے۔ اور اکی لصیحت تھی کہ  
 جب کسی دعوت کا حال سنو تو اسکو ایسے یاروں سے بیاں نہ کر اور اسکو ایسے دل  
 میں جگہ دو۔ اور کہا کرتے تھے کہ ہمارے اس راہ میں اہل سنت و جماعت کم ہو گئے  
 یہ کہتے تھے کہ مجھے اس امر کا یہ کہ فلاں شخص کو دیا کی محنت ہے اس سے لگتا ہے کہ  
 وہ اہل دین کی طرف مائل رہتا اور اس کو سلام کہلا بھیجا کرتا ہے۔ اس کا قول تھا کہ جب تم  
 سار کے وقت یولس کے آدمی کو سوتا ہوا پاؤ تو اسکو مار کے لئے نہ جھکاؤ کیونکہ وہ اُسے گا  
 تو لوگوں کو ستائے گا اسکو سوتا رہنا ہی اچھا ہے۔ آں سے کسی نے کہا کہ آپ  
 حاکموں کے پاس کیون نہیں جایا کرتے آپ اُنکو ظلم کر لے سے مار کہیں گے لصیحتیں  
 کریں گے اور موسوعات سے رد کیں گے۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ تم مجھ سے  
 ایسی حوائس کرتے ہو کہ دریا میں تیر دن بھی اور میرے یاؤں ہی نہ بھیگیں۔ مجھے  
 اسکا اندیشہ ہے کہ وہ میری آؤنگت کریں گے اور میں اُنکی طرف جبکہوں گا بس میرا عمل ہوا  
 ہو جاوے گا۔ ایک شخص نے اس کے سامنے اپنی مصیبت بیاں کی تو اس سے کہا کہ  
 آپ تشریف لیجائیے کیا آپ کی آنکھوں میں مجھے زیادہ کوئی ذلیل رہتا جس کے سامنے  
 اللہ تعالیٰ کا شکوہ کرتے۔ یہ کہتے تھے کہ علماء کی تین قسمیں ہیں ایک تو اللہ اور اللہ  
 کے حکم کا عالم اسکی علامت یہ ہے کہ اللہ سے ڈرے اور اُس کے حدود کے پاس ٹھہر  
 جائے۔ دوسرا اللہ کا عالم گمراہ اسکے ادا کرنا نہیں۔ اسکی علامت یہ ہے کہ اللہ سے



ڈرے مگر اُس کے حدود کے یاس نہ ٹھیرے اور قیصرِ اُس کے احکام کا عالم۔ مگر اُس کا نہیں اور اُس کی علامت یہ ہے کہ اُس کے حدود کے یاس ٹھیرے اور وہ اُس کے ڈرے یہ اُس لوگوں میں سے ہیں جسے قیامت کے دن ہم کی آگ ہر کالی حائے گی۔ اور کہا کرتے تھے کہ جب تمہارے یہ رو رہو گار کو ر اسی کیا تو لوگوں کو مارا ص کیا اور جب اکو مارا ص کیا تو تیروں کے لئے تیار ہو بیٹھو اور میرے بر دیک اُس کے تیروں کا نشانہ مناس سے ہتر ہے کہ آدمی کا دین حاتا ہے۔ اور کہتے تھے کہ جب قرآن پڑھے والے کو دیکھو کہ اُس کے پڑوسی اُس سے محبت رکھتے ہیں تو سمجھ لو کہ وہ دین میں ڈھیل ڈالے والا ہے۔ اُس کے ساتھ ہمت ہیں اور اللہ بہتر جانتا ہے۔

## (۹۱) امام ابو عبد اللہ محمد بن ادیس شافعی رضی اللہ عنہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ابن عم ہیں۔ ان کا سب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عبد مناف کے حاکم ملتا ہے۔ یہ عمر کا بیٹا ہوا اور دوسری کی عمر میں مکہ معظمہ لائے گئے۔ چون رس کی عمر پائی اور چار سال مہر میں ٹھہرے بعد مہر ہی میں مکہ معظمہ دو سو چار ہجری میں تب مبعوث ہوئے بعد قصا کی۔ انہوں نے اپنی والدہ کے دس عا طعت میں تنگ حالی اور عسرت کے ساتھ نشو و نما پایا۔ یہ بچپن ہی سے علماء کے جلسوں میں بیٹھتے اور جو کچھ اُس سے حاصل کرتے اُس کو ہڈیوں و عیوہ پر لکھ لیا کرتے تھے کیونکہ کاغذ خریدنے کا مقدور نہ تھا اس طرح سے انہوں نے لے عمر کا فاتح طے میں کا ایک شہر ہے ہا ستم بن عبد مناف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

حد امجد نے یہیں وفات پائی تھی۔ ۱۲ مترم

اتنے نوشتے جمع کئے کہ جیسے ہر گئے مکہ معظمہ میں مسلمین حالد زنگی سے علم فقہ سیکھتے  
اور حقیقت کے درہ میں رہا کرتے تھے۔ اسکے بعد مدینہ طیبہ آئے اور امام مالک  
رضی اللہ عنہ کا درس کیا اور ان کو مفت طار مال سالانہ جس سے ان کو حیرت ہوئی اور  
انہوں نے کہا کہ خدا سے ڈرتے رہو تم کچھ ہوتے نظر آتے ہو۔ صوفی تلامذہ امام  
مالک کے پاس آئے تھے تو تیرہ برس کے تھے۔ مدینہ طیبہ کے بعد میں چلے گئے  
بحران اسکے حجازی مقرر ہوئے تھے ہمان اکی شہرت ہوئی۔ ہیر عراق ہوئے اور علمی  
منازل میں صحت کو شست کر لے گئے۔ امام محمد بن الحسن اور اور لوگوں سے مناظر  
کئے علم حدیث کو بیلا آبیاد بہ قائم کیا صحت کے یست یاہ سے۔ اور اس سے  
احکام استخراج کئے۔ بہت سے عالموں نے اس مذہب کو چھوڑ کر حیرہ سے ان کا مذہب  
اختیار کیا۔ بہر ۱۹۹ھ ایسے سالوے ہجری کے آخر میں مصر دار ہوئے اور بیان ایسی  
حدیث کتابین تصنیف کیں اور تمام ملکوں سے لوگ سفر کر کے ان کے پاس آنا شروع ہوئے  
ربیع سلیماں کہتے ہیں کہ میں امام تلامذہ کے دروازہ رسالت سواریاں ان لوگوں  
کی دیکھی تھیں جو اکی کتابیں جو داں سے سسے کو آئے تھے تاہم وہ کہا کرتے تھے کہ جب  
کوئی صحیح حدیث ملے تو وہی میرا مذہب ہے اور اس کا قول تھا کہ میں چاہتا ہوں کہ لوگ  
اس علم کو اس بشرط پر محض حاصل کریں کہ اس کا ایک حرف ہی میری طرف منسوب کریں  
۱۵۰ھ جبکہ الفتح حاسے در تزار درستی کوہ و ملکہ تزار سیل آب۔ دہر تیب ملکہ دی دود کے کوہ  
وسیدی در کوہ سیاہ کہ لیس الوقس ست ۱۲۰ امتی الارب۔  
۱۵۱ھ امام تلامذہ کے اصحاب میں ایک بیچ ہلکیاں مرادی تھے جنہوں نے سب سے ہجری میں فصلکی اور دود کے  
سلیماں حیرہ جنہوں نے سب سے ہجری میں جلالت کی مترجم

ہمارے شیخ شیخ الاسلام ابو یوسفی مکر یا انصاری کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے امام شافعی کی یہ دعا  
 قبول فرمائی کیونکہ ان کے مدہب میں جس نے جاتے ہیں تو ان کے اصحاب  
 ہی کہہ قال یعنی جہاں دیکھو وہاں یہی پایا جاتا ہے کہ راسی بے یہ کہا ہے۔ نووی نے یہ  
 کہا ہے زکشی نے یہ کہا ہے۔ علی ہذا۔ امام شافعی کا کرتے تھے کہ میں دل سے چاہتا  
 تھا کہ جب کس سے مناظرہ کروں تو اللہ تعالیٰ حق بات کو اس سے ظاہر کرے۔  
 اس کا قول تھا کہ علم کی طلب بھل مار سے ہوتی ہے۔ اور جو کوئی آخرت چاہے اس کو علم  
 میں ملوس رہنا لازم ہے۔ اور اپنے آپ پر سب سے بڑا ظلم کرنے والا وہ ہے جو ایسے شخص  
 سے دوستی کرے جو اس کی عزت کرے اور ایسے شخص کی محبت کی رعیت کرے  
 جو اس کو بے نہ سمجھائے اور ایسے شخص کی مدح کو قبول کرے جو اس کو بے پچانے۔ اور  
 علماء کے لئے فقر و قناعت اور ابراہیم راضی رہنے سے زیادہ کوئی ریت نہیں ہے۔  
 اور کہا کرتے تھے کہ میں نے میں سال تک صومیوں کی صحت اوٹھائی مگر مجھے اس کی  
 صحت میں یہی دو باتیں ملیں ”وقت تلو اس ہے“ اور ”ہتریں عصمت یا امانت ہے“  
 جو چاہتا ہو کہ اس کے حق میں عمدہ فیصلہ ہو اس کو لوگوں کے ساتھ حسن ظن رکھنا  
 چاہئے۔ اس کے ظاہر صبر اسان میں اس کی ضرورت ہے اس لئے جو شخص ایسی کمزوری  
 بنظر کرے گا اللہ کیساتھ سید ہار ہوا اس کو نصیب ہوگا جسے غور و خوض کیساتھ علم حاصل کیا وہ ناکام رہا۔  
 جسے غور و خوض کیساتھ علم حاصل کیا وہ کامیاب ہو۔ راستہ سونیلے و استمدی حاصل  
 کر لیں کہ صبر و استمدی مل گئی تو و استمدی حاصل کر لے گا کوئی راستہ رہا۔ عسلم کے  
 مسئلوں کی جو حیثان میں کروا یا ہو کہ اس کی ماریکیان ہاتھ سے چلی جائیں۔ عالموں  
 کا حسن نفس کی مینامی ہے اور علم کا سہگار پر سیر گاری و بردباری ہے۔ علماء

کے لئے کوئی عیب اس سے بدتر نہیں ہے کہ جن چیزوں سے بچنے کیلئے اللہ نے  
اون کو کہا ہے اون کی رعیت کریں جو یاد کر لیا گیا وہ علم حسین ہے علم تو وہ ہے جو مانگہ ہو گیا  
عالموں کا اعلا اس اختیار ہی ہے اور جاہلوں کا اضطرابی علم میں ریاکاری سگدل باقی  
اور کیسے پیدا کرتی ہے۔ لوگ اس سورہ سے غافل ہیں والعصران الا لسان الفی حصہ  
(عصر کی قسم کہ آدمی گمائے میں ہیں) امام شافعی نے رات کے تین حصے کر کے تھے  
پہلی تہائی میں لکھتے۔ دوسری میں ماریں پڑھتے۔ اور تیسری میں سوئے تھے۔ اور ایک  
اور روایت میں ہے کہ رات کو ست ہی تہوڑا سوئے تھے۔ اور ہر روز قرآن کا ایک حکم کرتے  
تھے۔ اور کہتے تھے کہ میں نے کبھی جہونٹا نہ بولا۔ کسی اللہ کی قسم۔ کھائی نہ جوٹی۔ سبھی  
کبھی جمعہ کا غسل ترک نہ کیا۔ حارون میں نہ سفر میں اور نہ حضر میں۔ اور سولہ برس سے  
کسی سیر ہو کر روٹی نہ کھائی مگر اکثر تہ سوا اس کو بھی مورا تے کر کے نکال دیا۔ ان کا قول تھا کہ  
دو یا کی مصلوٰی کی طلب ایک عدا سے حسین اللہ تعالیٰ اہل توحید کو مستلزم کرتا ہے۔ یہ  
عصا ٹیک کر چلا کرتے تھے اور اس کی وجہ یہ بھی لگی تو کہا کہ اس لئے کہ مجھے یاد رہے کہ  
میں دنیا سے سفر کرے والا ہوں۔ ان کا قول ہے کہ جس پر دنیا کی خواہش شدت سے  
عالم ہوگی اوس کو ضرور اہل دنیا کی علامی کرنی پڑے گی۔ جو گناہی راضی ہوگا۔ اس سے  
خدا کی روبرو حاقی رہے گی۔ جو چاہتا ہو کہ اللہ اوس پر نور قلب کا دروارہ کھول دے  
اوس کو خلوت میں بیٹھا۔ کم کما۔ کم عقولوں سے ملنے جلنے کو چھوڑا اور ایسے علم والوں  
کو جس کا مقصود اپنے علم سے محض دنیا سے تنہا سمجھا لازم ہے۔ عالم کے لئے ایسے  
اعمال میں سے کوئی ایسا وظیفہ ضرور رکھنا چاہیے جس کو اوس کے اور خدا کے سوا کوئی سمجھائے  
کوئی شخص چاہے حتیٰ کو مست کرے۔ کوئی تدبیر نہیں ہے کہ سب کو خوش رکھ سکے

اس لئے زندہ کو چاہئے کہ ایسے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان معاملہ صاف رکھے۔ حلوص ہی والے ریا کو پھپھانتے ہیں۔ اگر کوئی شخص سے زیادہ عاقل کے مارے میں وصیت کرے تو راہروں ہی پر وہ وصیت جاری ہوگی۔ جو یادوں کی روک تھام سے آدمی کی روک تھام سے زیادہ مشکل ہے۔ عاقل وہ ہے جس کی عقل نے اوس کو ہرگزائی سے مائدہ رکھا ہے مگر مجھے معلوم ہوتا کہ ٹسڈے یا نی سے میری مروت کم ہو جائے گی تو میں۔ یتا۔ مروت والے مشقت میں رہا کرتے ہیں۔ جو شخص جانتا ہو کہ اللہ اوس کا تہ بھر کرے۔ اوس کو لوگوں کے ساتھ حس طن رکھا جاتا ہے۔ چالیس برس تک میں نے توقف کیا اور میرے حس ہائیوں نے شادیاں کی تھیں اون سے اون کی شادیوں کا حال پوچھتا رہا۔ مگراوں میں سے کسی ایک نے بھی نہ کہا کہ شادی میں کبھی کوئی سلائی ہوئی۔ وہ شخص تیرا بہائی نہیں ہے جس کی مدارات کی تحفے ضرورت پڑے۔ بھائی کی محنت میں سچے ہونیکے علامتیں یہ ہیں کہ اوس کے عدروں کو ماں لے۔ اوسکی حرامیوں کو روکے اور اوس کی لعرشوں کو معاف کر دے۔ دوست کی علامت یہ ہے کہ اپنے دوست کے دوست کا دوست ہو۔ کوئی خوشی ہائیوں کی صحت کی خوشی کی راری ہیں کر سکتی اور۔ کوئی غم اون کی حدائی کے غم کا۔ اوس سے مشورہ کرو جس کے گھر میں آٹا ہو۔ ہائی کی مروت پر ہر دوسرا کر کے اوس کا حق سمالائے میں کمی نہ کرو اور اوس شخص کی طرف رخ نہ کرو جو آسانی سے تمکو ٹال دے۔ جسے تمیر احسان کیا اوس نے تمکو مائدہ لیا اور جسے تمیر ظلم کیا اوس نے تم کو مارا کر دیا جسے اوروں کی چلی تم سے کمائی۔ اوس نے تمہاری

۱۵ اس مجلس طوطی جوی ہے وہ ترجمین میں آسکتی اسلئے کہ ”عقل“ کے لغوی معنی یا کوں میں ”عقل“

یعنی مدہس ڈالے کہ ہیں اور امام صاحب نے وہی محل استعمال کیا ہے حکماء محمد مائدہ رکھا گیا۔ ۱۶



جاہل کام ہاں ضرور رہے تاکہ اوس سے دل بہلا یا کرے۔ جسے حدیث کی وہ مخدوم ہوا یہ سہایت  
 سخی تھے میں سے دس ہزار دسار ساتھ لائے اور کلمہ منظمہ کے ماہر اسی راوی ٹی نصاب کرائی  
 لوگ آنا شروع ہوئے اور حد تک سکھوٹا۔ لیا وہاں سے۔ ٹلے اور جس کوئی شخص اس سے سوال  
 کرتا تھا تو فرم سے خود انکا یہ صرح ہوتا تھا تو ڈاڑھی میں میہدی کا محضاب کرتے تھے اسلئے اکثر  
 ست سرح رہتی تھی اور کسی یہودی سست کے لئے رو وہی رکھتے تھے۔ اکثر بیماریوں میں مبتلا  
 رہتے تھے نہیں سے ایک لواء سیر تھی۔ اسکی وجہ سے ہمیشہ جوں آیا کرتا تھا۔ اور جس کسی حدیث  
 پڑھائے کو بیٹھتے تھے تو بیچے ملت کر کھاتا تھا میں جوں کے قطرے ٹیکھا کرتے تھے۔ یہ س  
 من عبد اللہ اعلیٰ کہتے ہیں کہ میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا کہ اس سے بیمار یوں سے اسی مصیبتیں  
 جیلی ہوں جتنی امام شافعیؒ بے جیلی تھیں لباس میں کفایت شعار تھے انکی انگلیوں پر یہ  
 عمارت کدہ تھی کھلی مالہ تھا۔ محمد بن احمد بن محمد بن اور یس کے بہرہ سہ کیلئے اللہ  
 اس ہے۔ رہیبت دار تھے اور انکی مصیبت کا یہ عالم تھا کہ اگر یہ دیکھتے ہوتے تو اس کے یا راں  
 ہدم بانی میں پی سکتے تھے۔ کہہ ہے یہ چار آڑھی پڑی رہتی تھی تکیہ نگار منیر مٹھا کرتے تھے  
 اور بیچے دو تلواریں پڑی رہتی تھیں کھا کرتے تھے کہ میں ہر مسلمان کے لئے سید کرتا ہوں کہ رسول  
 اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کثرت سے درود بھیجا کرے۔ اور اس حدیث کے متعلق اللیس مباحی لہ  
 یعنی مالقرآن کہ جو قرآن میں عشاء کرے وہ ہم میں سے نہیں ہے۔ کہتے تھے کہ اوسکو  
 در داگیر می و ترنم کے ساتھ پڑھا جاتا ہے۔ اور انکا قول تھا کہ حب میں اصحاب حدیث میں سے  
 کسی کو دیکھتا ہوں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اصحاب  
 میں سے کسی کو دیکھا۔ اور اگر میں کسی حدیث کو بھرا پڑے ہوں تو اوسکو وہ مالوں۔ اور جسے  
 اپنے آپ کو محفوظ رکھا اوس کو علم لئے کچھ فائدہ نہ دیا۔ جب وہ کوئی لوٹ بھی حریہ تے تھے تو

تو اوس سے تھڑا کر لیتے تھے کہ میں تیرے پاس نہ ٹھکونگا۔ کیونکہ یہ ہمیشہ بیمار رہتے تھے۔ اسکا  
 بقول تھا کہ فیاضی و سخاوت دیا و آخرت کے عیوں کو ڈھا سکتی ہیں۔ تھڑیکہ اُس میں بہت کی  
 امیر تھ۔ اور جب کو عصہ دلایا جائے اور وہ غصہ ہو وہ مود ہو وہ ہے۔ اور جو مایا جائے اور  
 مے وہ تھیطاں ہے۔ اور کائے۔ مینگے۔ لنگڑے۔ کُڑے اور اوس شخص سے جس کے  
 رنگ میں سیدی پر سرخی غالب ہو اور کُڑے (بے ریش و روت) اور اوس شخص سے  
 جس کے اعصار میں کوئی عیب ہو بچا جائے کیونکہ اوس میں کمی ہوگی اور اُس سے تباہی و شہوار  
 ہوگا۔ اور جو ریاست کا جو اہان ہو یا ریاست اوس سے ہلکی۔ اور اُنکا قول ہے کہ اسی عمر تا ما  
 خلاف مروت ہے اسلئے کہ اگر کم عمر ہے تو لوگ اوس کو جھوٹا سمجھیں گے اور اگر اوس کا سن زیادہ  
 ہے تو لوگ اوس کو بوڑھا جانیں گے۔ جو شخص تھڑے کمر کرے اوس کے ساتھ نرم رہو۔ کیونکہ کھاصول  
 مت تھڑے ہوئے ہیں۔ جسکے کُڑے صاف تھڑے ہو گئے اوس کا غم کم ہوگا جس سے ابھی  
 نوائے گی اوسکی عقل بڑھے گی جسکو بینہ نصیحت کی اور اُسے مان لی اوس کا رعب مجھیر بیٹھا  
 اور اوسکی دوستی کلین معتقد ہو اور جس نے میری نصیحت۔ مانی وہ میری آنکھوں سے گرا اور  
 ایسے اُس سے کما رہا۔ مریعہ لکھتے ہیں کہ جس شب کو امام تمامعی نے وفات پائی اوسی  
 رات کو میں اوسکے پاس گیا اور میں نے اوسے پوچھا کہ احکاؤں کیسا گذرا تو کما اس حال میں کہ دیا  
 سے چلے کی ہمایون سے جوٹے کی موت کا میاں پینے کی اپنے رُے اعمال سے طے کی اور  
 رُے صاحب کرم کے پاس حاضر ہوئی تیار بان ہو ہی ہیں۔ اسکے مناقب مت اور مشہور  
 ہیں۔ واللہ اعلم۔

(۹۲) امام مالک بن انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اُنکا قد لاسا۔ سر بڑا اور گما تھا سر اور ڈاڑھی بہت سفید تھی۔ اسکا لباس عمدہ عذابی کپڑوں



کاہوتا تھا۔ حسب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیثیں پڑھائے کو بیٹھتے تو پہلے غسل کرتے  
 اور سحر (دھوپنی) سے بدن اور کپڑوں کو بساتے اور خوشبو ملتے تھے۔ اور لوگوں کو منع کرتے تھے  
 کہ آوارہ ملہ نہ ہوئے یا لٹے۔ گھر کے اندر اور کاشعہ قرآن مجید کا دیکھا اور اسکی تلاوت تھی۔  
 سلاطین ان سے ڈرتے تھے۔ مویجہ منڈائے کو مکروہ و معیوب سمجھتے اور اسکو (مستند)  
 یعنی مالک کاں کٹائے کے متارہ جاتے تھے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ مجھے حرملی ہے کہ قیامت کے  
 دن عالموں سے بھی وہ ہی باز پرس ہوگی جو میں سے آوارہ نکلا قول تھا کہ سعد میں مسافقون  
 وہ ہی مثال ہے جو خیر و کمی سحر و من حمان در و ارہ کھلا اور یہ اوڑھے پچیس برس تک گھر  
 میں رہے اور عمار کی جماعتوں میں شریک نہ ہوئے لوگوں نے یوحنا کا آب ہا سکیون نہیں  
 نکلتے تو کہا کہ اس ڈر سے کہ میں کوئی بُری مات دیکھوں جسکے منڈائے کی مجھے حاجت ہو۔  
 میں کہتا ہوں کہ اسونکے لئے یہ اسلئے جائز رکھا گیا کہ یہ محمد تھے اور اگر کوئی اور شخص ایسا کرتا تو اس  
 کے لئے جائز نہ رکھا جاتا۔ ان کا قول تھا کہ حسب آدمی نے اپنی تعریف آپ کی تو اسکی رولق  
 جاتی رہی۔ یہ جب کسی مسئلہ میں ”ہاں یا نہیں“ کہتے تھے تو کوئی یہ نہیں بوجھتا تھا کہ آپ  
 کہاں سے کہتے ہیں۔ اسوں نے نو سو استادوں سے علم حاصل کیا تا میں سے تین سو  
 تابعی تھے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ وہایتوں کی کثرت سے علم میں آنا وہ تو ایک بورے جوالہ تعالیٰ  
 قلب میں آوتا رہا ہے۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ علم کی تلاش کے بارہ میں آپ کیا کہتے  
 ہیں انہوں نے کہا کہ عمدہ و خوب ہے مگر دیکھ لینا چاہئے کہ صبح سے شام تک کیا کرنا پڑے گا۔  
 تب اسکو اختیار کرنا چاہئے۔ جعفر بن سلیمان نے جب ان کو طلاق منہور کے مسئلہ میں  
 پٹوایا اور اوڑھ کر سوار کر لیا تو اس سے کہا کہ تم ایسے اور آب منادی کرتے ہو جو جانچو یہ کہتے جاتے  
 تھے کہ سو خوش شخص مجھے پہچانتا ہے وہ پہچانتا ہی ہے اور جو میں بھیجتا وہ حان لے کر میں

اُس کا بیٹا مالک ہوں میں کہتا ہوں کہ مجبور کی طلاق کوئی حیر نہیں ہے۔ یہ جرح معفر کو  
 پہنچی تو اوس نے حکم دیا کہ جاؤ اور اُن کو اوتار دو۔ اُنکا قول تھا کہ جو علم کا طالب ہو اوس کے لئے  
 وقار والی سکون اور حد کا خوف لازمی ہے۔ اور عالم کو نہیں جایا بیٹے کہ جو شخص اسکو نہ مانتا ہو  
 اوس کے سامنے علم کی باتیں کرے کیونکہ اسمین علم کی ذلت و اہانت ہے۔ یہ یہ طیبہ کی  
 گلیوں میں ننگی کُن اور میادہ پہرتے اور کہتے تھے کہ محمد اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ  
 جس حاکم میں اوسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی قرہ ہے اوسکو میں جانور کے سموں سے  
 روندوں امام مالک نے مظہرؒ سے پوچھا کہ لوگ میری مسدت کیا کہتے ہیں تو انہوں نے  
 کہا کہ دوست تو تعریف کرتے ہیں اور دشمن نام دہرتے ہیں۔ اسیر امام صاحب نے لکھا کہ  
 ہمتہ لوگوں کی یہی حالت رہی ہے سب کے دوست ہی ہوتے آئے ہیں اور دشمن  
 ہی لیکس میں اس سے بناؤ مانگتا ہوں کہ سب ایک زبان ہوں۔ اسے کسی نے اُٹھل  
 علی العرتی استولیٰ کا مطلب پوچھا تو پسینے پیسے ہو گئے اور سر نیچے کر لیا اور جو لکڑی  
 اُس کے ہاتھ میں تھی اوس کو ٹھکرانے لگے پیراہوں سے سروٹھایا اور کہا کہ اوسکی کیفیت  
 عقل میں نہیں آسکتی اور حد کا استولیٰ (عرتس پر براہنا) نامعلوم نہیں اور اسیر  
 ایمان لانا واجب اور اس کے بارہ میں پوچھنا دعوت ہے اور میرا گمان ہے کہ توبہ عتی  
 ہے اور اوس کو نکلوا دیا۔ ۹۲۔ ترانوے ہجری میں میدا ہوئے اور ۹۹۔ ایک سو اواسی  
 ہجری میں اس دنیا سے جدا اور بقیع میں دفن ہوئے۔

۵۔ اردن معظم من عبد اللہ من مطرب مدینہ طیبہ کے رہنے والے اور کاچی کی شجہ تھے ۱۰۰۔ دو سو دس

ہجری میں فوت ہوئے۔ ۱۲۔

۵۔ رجل جو عرتس پر راج رہا ہے۔ پارہ ۱۶۵۔ رکوع (سورہ طہ آیت ۵)۔

## (۹۳) امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رضی اللہ تعالیٰ عنہ

شہ اسے اسی ہجری میں ان کی ولادت باسعادت ہے اور ۱۵۰ھ ایک سو پچاس ہجری میں رحلتِ جنت۔ بغداد میں شہرِ رس کی عمر میں انہوں نے قضا کی۔ ان کے زمانہ میں صحابہ میں سے چار ہرگز موجود تھے۔ انس بن مالک عبداللہ بن ابی اوفی۔ ہسل بن سعد۔ اور طفیل جبکی وفات سب سے بعد واقع ہوئی ہے۔ مگر امام صاحب نے ان میں سے کسی سے علم اُحد نہیں کیا۔ مروان کے زمانہ میں قاضی کا عہدہ قبول کرنے کیلئے انہیں حکم کیا گیا اور ان کے سر پر سخت مایوسی مگر انہوں نے نہ قبول کیا نہ کیا اور جب رہائی پائی تو کہتے تھے کہ مجھے مار سے زیادہ ایسی والدہ کے غم کا عہدہ تھا۔ امام احمد حنبل جس کہی اس واقعہ کا ذکر کرتے تو روتے اور اُس پر افسوس کرتے تھے۔ بعد کو ابو جعفر نے اس پر دھاؤں ڈالا اور کوفہ سے بغداد کو بلوا لیا۔ مگر امام صاحب نے انکار کیا اور کہا کہ میں قاضی نہ ہوں گا۔ تب اس نے ان کو قید کیا اور قید ہی میں قید بہتی سے رہائی پائی۔ ابو جعفر منصور نے کئی مرتبہ قید خانہ سے ملو کر ان کو دھمکیاں مگر یہی کہتے رہے کہ اے منصور خدا سے ڈر اور ایسے آدمی کو مقرر کر جس کو خدا کا خوف ہو والدہ میں تو خوشنودی کی حالت میں بے لنگھے میں ہوں پھر عصہ کی حالت کا کیا پوچھنا ہے۔ اور کہا جاتا ہے کہ وہ یاتیس دن تک یہ قاضی رہے پھر چھ دن بیمار رہ کر قضا کر گئے۔ اور ان پر اجوزی لے لکھا ہے کہ منصور نے ابو حنیفہ سفیان ثوری <sup>۵۵</sup> شہر اور تریک کو قاضی مقرر کرنے کو بلوایا۔ اسیر ابو حنیفہ نے کہا کہ میں سب کے مارہ میں قیاس دوڑاتا ہوں کہ کس کا کیا حال ہو گا۔ میں تو حیلہ کر کے چوٹ مھاؤں گا۔ اور شہر

۵۵ ان کا ترجمہ یہ تیرہ آتا ہے۔ عہد میں شہاب و تریک میں عبداللہ تابعیاں ۱۷۰ھ متقی الارباب

بے وقوف بنکر نکل جائینگے۔ اور سفیان بھاگ جائینگے۔ اور شریک دھم میں پھنس  
 جائینگے۔ چنانچہ جو انہوں نے کہا تھا وہی ہوا۔ مسعر نے اپنے آپ کو اس طرح بے وقوف  
 بنایا کہ جب منصور کے دربار میں حاضر ہوئے تو اس سے پوچھا کہ تمہارا راج کیسا ہے  
 تمہارے بال بچے تو اچھے ہیں تمہارے گدہوں کا کیا حال ہے۔ تمہارے جانور کس  
 طرح ہیں منصور نے کہا کہ اس کو نکال دو یہ ٹھہری ہے اور سفیان نے جب  
 شریک کی نسبت سنا کہ انہوں نے قبول کر لیا تو اون کو چڑھ دیا اور کھٹاکہ تم بھاگ  
 سکتے تھے مگر نہ بھاگے۔ امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ خوش پوشاک تھے اور ان کے جسم سے  
 خوشبو آتی تھی بڑے سخی اور اپنے مایمون کی عمدہ طور پر غنچاوی کرنے والے تھے اور  
 جب سہ ماہ سے آتے ہوتے یا اپنے گھر سے نکلتے تھے تو خوشبو سے پہچانے جاتے  
 تھے۔ کہتے تھے کہ میں نے کسی کوئی ایسی ناز نہ پڑھی جس میں اپنے اوستا و حتما >  
 اور ہر ایسے شخص کے لئے جس سے میں نے کوئی علم سیکھا یا جس کو میں نے پڑھایا  
 و عانہ کی ہو۔ امام شافعی رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ لوگ فقہ میں امام ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ  
 کے بال بچے ہیں یہ راتوں کو نہیں سوتے تھے اور نماز کی کشتہ کے باعث لوگوں  
 نے ان کا نام ~~سج~~ رکھا تھا۔ اور چالیس برس تک انہوں نے مشائخ کے حضور سے  
 صبح کی نماز میں پڑھی تبیں اپنے مقروض کی دیوار کے سامنے نہ بیٹھے اور کشتہ  
 قرص سے کوئی نفع حاصل ہو وہ سود ہے اور عموماً راتوں کو ہر رکعت میں سارا قرآن  
 پڑھا کرتے تھے اور اون کے گریہ کی آواز سنکر اون کے پڑوسیوں کو اون پر ترس آتا  
 تھا جس حکم انہوں نے رحلت کی وہ ان انہوں نے سنت ہزار مرتبہ قرآن ختم کیا تھا  
 اور عبد اللہ ابن المبارک خود ابو حنیفہ رضی اللہ عنہ کی روایت سے کہتے ہیں کہ انہوں نے

چالیس برس تک پانچوں مارین ایک ہی وضو سے پڑھی تھیں۔ وہ ہمیشہ طہار اور عصر کے بیچ میں اور جازون میں اول شب میں ایک گمٹہ سویا کرتے تھے۔ ان کا قول تھا کہ حب قاضی نے رشوت لی تو وہ معرول ہو گیا گو حاکم اوس کو معزول نہ کرے۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ علقمہ و انسودین سے کس میں زیادہ مصیبت تھی تو کھاکر ہم کو اس کی بیاقت میں ہے کہ اون کا ذکر ہی کریں یہ جانیکہ ہم اوس کے درمیان میں فیصلہ کریں۔ امام صاحب کہتے تھے کہ میں نے عطاء کو کہتے سنا کہ کوئی مقرب رشتہ اور کوئی مرسل ہی ایسا نہیں ہے جس پر خدا کی محبت نہ ہو چاہے وہ اوس پر عذاب کرے اور چاہے معاف کرے اور کہتے تھے کہ مگر حید فرقہ دس کے لفظی معنی میں تاخیر میں ڈالنے والا کا یہ نام اس سب سے ہوا کہ ان سے مافرانوں کے مارہ میں پوچھا گیا کہ آخرت میں ان کا ٹھکانا کمان ہو گا تو ان لوگوں نے کہا کہ ان کا معاملہ اللہ کے ساتھ ہے اس لئے ان کا نام مگر حید پڑ گیا کہ اہوں نے مافرانوں کو حد ایر ڈال دیا کیونکہ کافر جنم میں ہون گے اور ایمان والے جنت میں۔ ان کے پڑوس میں ایک یہودی رہتا تھا جس کے یا تنخانہ کا پانی ان کے گھر میں ٹپکا کرتا تھا۔ جسکو یہ بیس برس تک روزانہ اپنے گھر سے اٹھا کر گورے پر ہسیا آیا کئے اور کہی یہودی کو اسکی جبر نہ ہوتی۔ لیکن جب اوس کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو وہ رویا اور اون کے پاس آکر مسلمان ہو گیا۔ ان کا قول تھا کہ اگر کوئی منہ یہا تک اللہ تعالیٰ کی عبادت کرے کہ اس ستون جیسا ہو جائے مگر اوس کو اس کی خبر ہو کہ وہ جو کچھ کھاتا ہے وہ حلال ہے یا حرام ہے تو اوس کی عبادت قبول نہ ہوگی۔ ان کا قول

تھا کہ یہ پاس برس تک میں لوگوں کے ساتھ اٹھتا بیٹھتا رہا مگر میں نے ایک آدمی ہی  
 دیکھا جس نے میرا کوئی گناہ معاف کر دیا ہو یا اس سے میں نے یا رہی کٹ کر لی  
 ہو تو اس نے مجھ سے میل کیا ہو یا میرا کوئی عیب چھپایا ہو یا حب وہ عصہ ہوا ہو تو مجھے  
 اپنے بارہ میں اس سے اطمینان ہوا ہو یہ ان لوگوں میں مشغول رہا سہت بڑی  
 حماقت ہے اور یہ کہا کرتے تھے کہ اگر تم دیکھا کہ کسی وجہ سے بری میں سمجھتے تو  
 اس سبب سے تو بری سمجھو کہ اس میں اللہ تعالیٰ کی مافرا نیاں ہوتی ہیں اور وہی کے  
 ساتھ نکاح شہوت یرتی ہے۔ رحلت کے بعد ایک شخص نے ان کو خواہ میں  
 دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ساتھ کیا کیا انہوں نے کہا کہ مجھے بخش دیا۔  
 تب اس نے پوچھا کہ کیا علم کے سبب سے۔ تو کہا کہ واحسرتا! علم کے سبب سے آواہ  
 اور اس کے لئے سہت سی شرطیں ہیں جنکو سہت تھوڑی بجالاتے ہیں۔ یہ اس سے  
 کہا کہ آخر کس سبب سے بخشا تو امام صاحب نے کہا کہ اس وجہ سے کہ لوگ مجھ پر وہ  
 عیب دہرتے ہیں جو مجھ میں نہیں ہیں۔ ان کا قول ہے کہ جو اپنی شرکاء کو ہلکا سمجھا  
 اپنے دیں کو ہلکا سمجھا اور اگر بندہ اپنے گمان کی سہت لبہ ہلائے تو اس پر کوئی  
 گناہ نہیں ہے۔ اور مجھے معلوم ہوا ہے کہ دنیا میں پرہیزگار قہیہ سے بڑھ کر کوئی صاحب عزت  
 میں ہے ایک شخص نے ان سے کہا کہ میں آپ کو دوست رکھتا ہوں تو اس  
 سے کہا کہ تمہاری دوستی کی کوئی حیر مانع نہیں ہے کیونکہ تم میرے حیار اداسائی ہو اور  
 پڑوسی اور عوعاء سے مراد وہ قصہ خوان ہے جو لوگوں کا مال کھانا چاہتے ہیں۔ اور  
 قاضی کو اس کے عمدہ یہ ایک سال سے زیادہ رہنے دینا چاہئے کیونکہ محال  
 ہر سے زیادہ رہا اور اسکی فقہیت رحمت ہو گئی اس کے سابقہ سہت اور شہور میں۔

## (۹۴) امام احمد بن حنبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہا کرتے تھے کہ رہے نصیب اوس کے جس کو اللہ تعالیٰ گناہم کر دے اور میں نے  
 رب العزت کو جواب میں دیکھا اور اوس سے یوحنا کو کسی چیز ایسی ہے جس سے تیری  
 قوت ڈھونڈ ہے والے اپنی حرا کو بھیجیں۔ ارشاد ہوا کہ اسے احمد امیر اکلام تب میں نے  
 سوال کیا کہ سمجھ کر یا بے سمجھے فرمایا کہ سمجھ کر ہو یا بے سمجھے۔ اہل عادت تھی کہ جب انکو کوئی  
 حدیث سہا ملتی تھی تو جھٹک اوسکے ساتھ دوسری ہوتی تھی اوسکو بیان نہیں کرتے تھے  
 میں کہتا ہوں کہ یحییٰ بن معین اور عبداللہ اس داؤد کا بھی یہی حال تھا واللہ اعلم۔

انکا قول تھا کہ حضرت یحییٰ بن زکریا علیہ السلام نے لگاؤ کی نگہداشت کیلئے شادی کی تھی  
 یہ سنت کی بیروی اور بدعت سے پرہیز کرے میں ضرر المثل تھے رات کے نیام کو کسی  
 ترک نہ کرتے تھے اور شرب و روزین ایک حتم کرتے اور اوسکو لوگوں سے مخفی رکھتے تھے۔  
 ابو عصمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ایک رات کو میں امام احمد رضی اللہ عنہ کے پاس رہا۔ تو

اہل نے میرے پاس پانی لا کر رکھ دیا اور جب صبح کو اہل نے پانی کو جون کا تون یا یا  
 تو کہا کہ سبحان اللہ! جو شخص علم کا طالب ہو اوسکارات کا کوئی وظیفہ ہو۔ یہ صاف سترے  
 سفید کپڑے پہنتے اور مونچھوں اور سر کے مالون اور جسم کو صاف رکھتے تھے اور مجلس اہل  
 آخرت کیلئے خاص تھی اوسمیں دنیا کی کسی حیر کا ذکر نہ ہوتا تھا۔ شادیوں نکاحوں اور عقیقہ  
 کی تقریروں میں شریک ہوتے اور کھانا کھاتی تھے انکی والدہ کے پاس کپڑے نہ تھے اور  
 اس کے پاس نہ کو آئی تو اوسکو دایس کر دیا اور کما لوگوں کے میل سے انکی عریانی ستر ہے  
 اس گھر میں توڑے ہی دس رہا اور میر تو کوچ کر مانا ہے۔ انکو جب بہک لگتی تھی تو روٹی

کے سوکے ٹکڑوں کو گرد و عیار سے صاف کر کے ایک سیالین رکھتے اور اوس پر پانی ڈالتے تھے اور جس دودھ سیگ جاتے تو مکاسے کھا لیتے تھے۔ اور بعض وقت اسکے لئے مٹی کی ہاٹی میں دال چربی ملا کر پکائی جاتی تھی۔ اور اکثر یہ سالن کے بجائے سرکہ ہی پر اکتفا کرتے تھے اور جب رستہ میں چلتے تھے تو کسی کو ایسے ساتھ چلے نہ دیتے تھے۔ جب یہ بیمار ہوئے تو انکا قارورہ طبیب کے پاس گیا او سے اُسے دیکھ کر کہا کہ ایسے شخص کا قارورہ ہے جسکے حکم کو حکم و عہدے ٹکڑے ٹکڑے کر ڈالا ہے یہ لڑکین ہی سے رات بھر یہ ادا کرتے تھے عایت درجہ کے تنہائی پسند تھے مسجد یا جنازہ یا بیماریاں کے سوا کین کسی نظر ان پر نہیں پڑتی تھی مارا میں چلنے کو برا سمجھتے تھے۔ انکا وظیفہ ہر شب دروز میں تین سو رکعتیں تھیں مگر جب کوڑوں سے بے توبہ نہ کمزور ہو گیا اسلئے ہر رات اور دن میں ڈیڑھ سو رکعتیں پڑھتے تھے انہوں نے یا نوح محم کے تھے خمنین سے تین یا زیادہ۔ اور ہر جمع میں سی درہم (سوا چھ روپیہ) خرچ کئے تھے۔ حدائی آزمائش کے زمانہ میں جب یہ تازیانہ لگائے کو لائے گئے تو حنا بارہی عز اسمہ نے ایک شخص کے ذریعہ سے انکی ڈھارس بندھائی اس شخص کا نام ابو العیثم عیار تھا۔ یہ امام صاحب کے پاس کھڑا ہوا اور کھڑا لگا کر اسے احمد بن فلان جو رہوں۔ محمدیہ ہزار تازیانے پڑے کہ میں اقرار کروں مگر میں نے اقرار نہ کیا حالانکہ میں حالتا تھا کہ میں ہر منہ راجح ہوں اسلئے تازیانوں کی گرمی سے یہ جیسی ظاہر کر نیسے پتے رہنا کیونکہ تم حق پر ہو۔ چنانچہ جب امام احمد کو مار سے دردمسوس ہوتا تھا تو اس چیز کی بات کو یاد کر لیتے تھے اور اسکے بعد ہمیشہ اوسیر مہر مانی کیا کرتے تھے جب امام احمد حلیف متوکل کے پاس گئے تو او سے اپنی مان سے کہا کہ ان جان اس شخص سے تو ہمارا گھر منور ہو گیا پہر لباسِ فاخرہ آیا اور امام صاحب کو بینا یا گیا تو وہ روئے اور گھٹنے لگے کہ میں عمر ہر توان لوگوں سے بجا رہا مگر جب موت نزدیک پہنچی تو انکے اور



اکی دنیا کے ساتھ مبتلا ہو گیا اور جب باہر آئے تو وہ کیڑے اونہوں سے اوتار ڈالے یہ لگتا رہا  
 روزہ رکھتے اور تین دن کے بعد کھجور اور ستو سے اطار کرتے تھے فضیل بن عیاض رضی  
 اللہ عنہ کہتے ہیں کہ امام احمد رضی اللہ عنہا ٹائیس میسے قید رہے اور اس عرصہ میں تہوڑی تہوڑی  
 مدت کے بعد استفد تار یا لے ایر پڑتے تھے کہ بیہوش ہو جاتے تھے اور بلوار سے اٹھ کر کے لگائے  
 جاتے اور زمین پر ڈال کر اوٹکھوپا ہوں سے روہتے تھے اور معصم کے مرے تک یہ اسی مصیبت  
 میں رہے اور اس کے بعد جب واثق خلیفہ ہوا تو ان کو اور گران گذار اور کسے لگے کہ میں ایسے شہر  
 میں نہیں رہنا چاہتا صان محمد قرار دیا حاون جیسا کہ جیسے رہے مار و غیرہ کے لئے ہی نہ  
 نکلتے تھے یہاں تک کہ واثق مر گیا اور متوکل خلیفہ ہوا تو اسے امام احمد کی مصیبتیں دور کیں  
 اور اونکو ایسے حصو میں بلوایا اور اونکی تعظیم و تکریم کا حکم دیا اور تمام ممالک اسلامیہ میں ایلیڈی  
 اوٹھا دینے اور سست کا اظہار کرنے اور قرآن کے عمر مخلوق ہونے کے بارہ میں فرماں  
 جاری کئے اور معتزلوں کے گردہ حواہل بدعت تھے ٹنڈھے پڑ گئے احمد بن عساکر  
 کا بیان ہے کہ جب میں امام احمد کے ساتھ مامون کے پاس گیا تو خلیفہ کا خادم  
 ہم سے اکڑا اوٹکی انکھوں سے آنسو جاری تھے وہ اوٹکھوپیتا تھا اور کہتا تھا کہ اے ابو  
 عبد اللہ جو مصیبت تم پر آئی ہے اسکا مجھے سخت صدمہ ہے امیر المومنین لے وہ تلوار یا م سے  
 ٹکا لکڑی ہے جو کہی نہیں نکالی تھی اور جڑے کا وہ ریر انداز بچو یا اسے جو کہی نہیں بچو یا تھا  
 اور اس نے کہا ہے کہ مجھے جو بات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ہے اُسکی قسم کھا کر کہتا  
 ہوں کہ جب تک یہ دونوں قرآن کو مخلوق نہ کہیں گے میں اپنی تلوار احمد اور اس کے ساتھی سے الگ نہ کروں گا  
 یسکر امام احمد اپنے گھٹے ٹیک کر بیٹھ گئے اور آسمان کی طرف دیکھے اور دعا کرے لگے جینا چہ تہائی رات  
 ہی گذرنے پہ پائی تھی کہ مار و تیوں کی صدائیں بلند ہوئیں اور وہی خادم یہ کہتا ہوا ہماری طرف آیا کہ

اے احمد تمہیں سچ کہا قرآن اللہ کا کلام غیر مخلوق ہے والد امیر المؤمنین مرگیا۔ اور میری طبیعت میں داخل  
 ہوئی ہے یہاں تک کہ ایک عابد ملا تھا اُسے ان سے کہا تھا کہ اے احمد دیکھو تمہارا آقا مسلمانوں کیلئے  
 مسخوس ہو گیا اللہ تعالیٰ نے اوہی حرام سے تمہارا سفیر مقرر ہونا پسند فرمایا ہے لوگ انتظار کر رہے ہیں  
 کہ تم کیا کہتے ہو وہی کہتے ہیں کہ لیکن گے امام احمد نے اس کے جواب میں حسداً اللہ وحملاً لکھ لیں  
 (اللہ تم کو پس کرتا ہے اور وہی اچھا وکیل ہے) کہا تھا اور جب انکو قید کیا تو ان کے یارین حیار ٹریان  
 ڈالیں۔ اور وہ شخص جو خلیفہ کی طرف سے امام احمد سے لڑتا تھا اس الی داؤد و تہا یہ حلیہ سے کہتا تھا کہ احمد  
 مکراد و مدعی ہے اور ہر انکی طرف سے کہہ کر کہتا تھا کہ خلیفہ نے قسم کھائی ہے کہ تم کو وہ تلوار سے قتل  
 نہ کرے گا مگر یہ کہہ کر کے لگتا جا بیگا یہاں تک کہ تم مر جاؤ گے جیسا بچہ سٹہ رو امام احمد کیساتھ تھا لہیں  
 ساحلو کرتے رہے یہاں تک کہ خلیفہ گبر گیا اور جب مباحثہ سے مست طول پکڑا تو ابن ابی داؤد نے  
 عرض کیا کہ اے امیر المؤمنین آپ انکو قتل کر ڈالئے ان کا خون ہماری گردن پر ہے امیر خلیفہ نے ایسے  
 ہاتھ سے امام احمد کے منہ پر اس قدر طمانچہ مارے کہ اوکو عس گیا تب خلیفہ کو امام احمد کے ان طرفداروں  
 سے جو ان کے ساتھ تھے ایسی جا کا خوف ہوا۔ اسلئے اُس نے اُن کے پیرو پرانی کے چہنیٹ دئے امام احمد  
 کہتے ہیں کہ جب میں سڑے تار یا نہ کیلئے سامنے لایا گیا اور لوگ خلیفہ کے سامنے کھڑے ہوئے تھے  
 تو ایک شخص نے مجھے کہا کہ تم اپنے دونوں ہاتھوں سے دونوں لکڑیوں کے سرے کو تھامے رہنا  
 مگر میں اوس کی بات نہ سمجھا اس سبب سے میرے دونوں ہاتھ اوکھڑ گئے تو گون کا میان ہے  
 کہ امام احمد کو برابر تے دم تک اس کی تکلیف رہی اور کئی سال تک مارنے کے بعد ہمیشہ ان کے  
 سرین سے گوشت کی ٹوٹیاں اور چٹوڑہ نوچا جاتا تھا بسترین الحارث رسی اللہ عنہ کا قول ہے کہ  
 امام احمد کا متعین ہٹی میں ڈال کر کیا گیا۔ جیسا غیہ وہ کندن ہو کر نکلے۔ اور  
 ہستم رسی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ امام احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے زمانہ

اپنے راہ کے لوگوں کے لئے اللہ کی رحمت تھے اور فیصل سے روانہ کے لوگوں  
 کے لئے اور ہر زمانہ میں ایسا ہی معاملہ رہا رہتا آیا ہے امام احمد کہا کرتے تھے کہ اگر کسی  
 شخص میں بیک کی سوجھ بیک ہو تو یہ سب کی سب کو مٹا دے گی۔  
 اور کہتے تھے کہ ایسے شخص سے علم نہ اُخذ کرو جو اُس کے بدلے دنیا کی کوئی چیز لیتا ہو۔  
 اسکا ایک بیڑوسی بیمار ہوا تو یہ اُسکی عیادت کو نہ گئے اسیرانکے بیٹے نے ان سے کہا  
 کہ آئیے بیڑوسی کی بار بڑی کیون نہ کی انہوں نے جواب دیا کہ اُس سے ہماری عیادت  
 کی ہر ہم کیون کرتے۔ انکا قول تھا کہ صحابہ میں سے کسی کے اتنے فضائل نہیں آئے  
 ہیں جتنے کہ علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کے۔ خضر علیہ السلام نے انکے پاس ایک  
 دھیر کو بھیجا اُس سے کہا کہ اے احمد تو نے جو حد اسے عز و حل کے لئے اپنی جان پر پیش  
 برداشت کی اُس سے آسمان کے رہنے والے اور عرش کے ارد گرد والے تجھے  
 حوش ہیں۔ ۳۷۱ھ دو ہا کنا لیس ہجری میں ستر سال پورے کر کے دارالمحن سے  
 اندی دارالامن کو سہارا دے۔ جب یہ بیمار ہوئے تو انکی عیادت کے لئے اُنکے  
 دروازہ پر اسقدر آدمی اور انکی سوار یوں کے حائل جمع ہوئے کہ ستارہاں اور کوچے و  
 گلیاں گہر گئیں۔ اور جب وقت طائر روح نفس غصری سے بڑا بڑا کر گیا تو مالہ و ستیوں  
 کی صدائیں بلند ہوئیں اور انکی وفات سے دیا گونج اُٹھی اور خدا دوا لے اس کتر سے  
 انکی نماز پڑھنے کو میدان میں لٹک کر آئے کہ حاضرین حجازہ میں سے مردوں کا شمار آٹھ لاکھ  
 اور عورتوں کا ساٹھ ہزار تک پہنچا۔ اور جو لوگ کہ اطراف میں اور کشتیوں اور مکاں  
 کی چٹون پر بستے وہاں ہی ملا لئے جائیں تو دس لاکھ سے زیادہ تک تعداد ہو جاتی ہے۔  
 اور ایک روایت میں ہے کہ سب ملا کر پچیس لاکھ آدمی تھے۔ اور اس دن میں ہزار

یہودی و نصرانی و آتش پرست مسلمان ہو گئے۔

## (۹۵) ابو محمد سفیان بن عیینہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

چار برس کے تھے جب انہوں نے قرآن حفظ کیا تھا۔ اور سات برس کی عمر میں حدیث لکھیں۔ انکا قول تھا کہ جس سے نکو فائدہ نہ ہو بچے اُسکو اگر تم نہ بھیجنا تو تو قبر کوئی الزام نہیں۔ ایک مرتبہ انہوں نے ایسے ایک بھائی کو لکھا کہ بھائی جان کیا تمہارا وہ وقت نہیں ہو چکا ہے کہ آدمیوں سے رحمت کرو مجھے تو ایسے لوگوں کا زمانہ یا یہ ہے کہ جب انہیں سے کوئی چالیس برس کی عمر کو پہنچتا تھا تو ایسا موت کے سماں میں لگ جاتا تھا کہ اپنے تئیں سائلوں سے دیر انداز نہ جاتا اور گویا مجھ کو اس پہنچاتا تھا۔ لوگ جب انکو کوئی چیز دیتے تو یہ کہتے تھے کہ فلان شخص کو دو وہ مجھے زیادہ حاحمد ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ جس نے مصیبت پر صبر کیا اور قضا پر رضا ظاہر کی اُسکا کام پورا ہو گیا انکا قول ہے کہ کسی شخص کی بُرائی کے لئے یہی کافی ہے کہ اپنے آپ میں فساد دیکھے اور اُسکی اصلاح نہ کرے۔ اور دو مصلحتوں کا حاصل کرنا تو یہ ہے لوگوں کے قبضہ کی چیزوں کے لالچ سے دست بردار ہونا اور امد کے لئے عمل کا خالص بنانا۔ اور جب میرا دن ماہمجہ کا دن ہو اور میری رات جاہل کی رات تو جو علم میں لکھا ہے اُسکو لیکر میں کیا کرونگا۔ اور جسکو زیادہ عقل ملی اُسکی روزی کم ہوئی اور دنیا میں کمال لہ لہ اللہ نمر لہ بانی کے ہے اس لئے جس کے ساتھ لا الہ الا اللہ نہیں ہے وہ مردہ ہو اور جس کے ساتھ ہے وہ زندہ ہے۔ اور خداے عزوجل نے بدو کو کوئی نعمت اس سے عہدہ نہیں دی ہے کہ اُنکو لا الہ الا اللہ سے واقف کر دیا ہے اور

لا اِلهَ اِلاَّ اللهُ اُحَرَّتْ بَيْنَ دُہی کَام دے گا حو کَام دُنیا میں پالی دیتا ہے۔ اور جتنے  
 اس قسم کی حدیثوں کی کہ مَن عَتَا حَلِیْس مَنَّا۔ یہ تفسیر کی کہ وہ ہماری راہ راست  
 اور ہمارے عمدہ طریقہ پر ہیں ہے اُسے بے ادبی کی کہیو کہ اُسکی تفسیر سے غاموش رہا  
 ڈرانے اور خوف دلانے کے لئے مست زیادہ ملین ہے۔ اور دنیا کی نسبت نہ یہی  
 ہے کہ صبر کرے اور موت کا امیدوار رہے حاملہ کابیاں ہے کہ عیسان بن  
 عیینہ نے میرے لئے اپنی آستین سے جوگی ایک روٹی نکالی اور کہا کہ لوگ  
 جو کچھ کہتے ہیں اُسکو چھوڑو کیونکہ ساٹھ برس سے میری غذا یہی ہے۔ اور لادبی چیز کی  
 طلب حُب دینا نہیں ہے۔ اور زفرم کا پانی منہ لہ جو شہو کے ہے اُسکو پیرنا۔ چاہیے  
 اور انکا قول ہے کہ جب ہوسن کا جی قرض کے ساتھ وابستہ رہتا ہے جیتا کہ  
 وہ ادا ہو جائے تو بہر عیبت کرنے والے کا کیا حال ہوگا۔ کیونکہ قرض ادا ہو سکتا ہے  
 اور عیبت ادا نہیں ہو سکتی۔ اور قرض کر دیا اگر کسی شخص نے ایک آدمی کا مال لے لیا  
 اور اس آدمی کی موت کے بعد وہ پرہیزگار ہو گیا تو یہ ہو سکتا ہے کہ وہ مال اس کے  
 وارثوں کو دیدیا جائے۔ اور بہر حال ان چیزوں کے کفارے ہیں۔ لیکن اگر کسی شخص  
 نے ایک آدمی کی عیبت کی اور بعد کو پرہیزگار ہو گیا اور اُس آدمی کے مرنے کے بعد  
 اُسکے وارثوں بلکہ تمام دنیا کے لوگوں کے پاس آیا اور سب نے اُسکو معاف بھی کر دیا تب  
 بھی وہ عیبت معاف نہ ہوئی۔ اسلئے مومن کی آبرو اُسکے مال سے بڑھ کر ہے۔ الو کہ اگر

لے جندہ عیبت کی عیبت میں سے ہیں

یا مَن حَلَفَ بِالْاِمَانَةِ فَلَيْسَ مَنَّا (ابوداؤد)

یا لیس مَن مَن لَمْ یَتَغَنَّ بِالْفَرَاقِ (بخاری) و علی ہذا است سی حدیثین ۱۲

تھے کہ حضرت علیہ السلام نے موسیٰ علیہ السلام کو بصیحت کی تھی کہ گناہ کے سبب کسی پر  
عیب نہ لگنا۔ لہذا قول ہے کہ ایک ایسا عظیم الصلوٰۃ والسلام کا راز ہوا کرتا ہے  
اور ایک علماء کا اور ایک مادیات ہون کا۔ پس ایسا عظیم الصلوٰۃ والسلام اگر عوام پر ایسا  
راز ظاہر کر دیتے تو نفوت میں حلق آتا اور اگر علماء ایسا راز عابوں پر فاسد کر دیں تو فساد  
پھیل جائے اور اگر مادیات ایسا راز کمال دین تو سلطنت میں خلل آجائے۔ اور لہذا قول ہے  
کہ علم اگر تکوین ہے تو پوچھا تا تو صبر ہو پوچھا تا نہ گا۔ حسب یہ نادرہ جھکتے تو کہتے تھے  
کہ حدایا جو کچھ قصور و خطا مجھ سے اس ماز میں ہوئی اُسکو بخش دے۔ اور یہ کہا کرتے تھے  
کہ طالب علم صحت کا اپنے آپ کو سب مسکالوں سے کم سمجھے و استغناء نہیں ہوتا۔ اور اگر غیر  
حکمرانے اور مالک کے تم اپنا حق نہ پاسکو تو اگر تم اپنے دین کی سلامتی چاہتے ہو تو اس  
سے دست بردار ہو جاؤ۔ اور امت سے آدمی ایسے ہیں جو دنیا کی نسبت زہ کا اظہار کرتے  
ہیں مگر اللہ کے دل سے آگاہ ہے کہ اُس دین کی محنت ہے۔ اور فقری کا چھپا ما  
مطلوب ہے کہ یہ ایسے اعمال میں سے ہے اور نفس پر سے زیادہ دتوار ہی ہے۔  
اور حماد دس ہیں ایک تو دشمن کے ساتھ۔ اور نو نفس کے ساتھ۔ اور جو لوگ بیجا لے  
گئے وہ اس سے کہ وہ اس امر کو دوست رکھتے تھے کہ نہ بیچا نے جائیں۔ اور  
اذاں سے پہلے کار کو آنا چاہیے اور مٹھے غلام نہ بنا چاہیے کہ جب تک بلائے نہ جائیں  
حاضر نہ ہوں اور تمہارے لئے کوئی چیز اس علم سے زیادہ مفید نہیں ہے حیرت عمل نہیں  
کرتے۔ اور اول زمانہ کے رُسے تمہارے آجکے ایہوں سے اچھے تھے۔ اور  
حسن زمانہ کے لوگ ہم جیسے کے محتاج ہوں ضرور وہ رُزار مانہ ہے۔ لہذا ایک موصوفات  
ہجری میں کو فہم میں پیدا ہوئے اور مکہ معظمہ میں سکونت اختیار کی اور عین سے ۹۷ھ

ایک سو ستا سو سے بھری مین اکا کو سے سال کی عمر میں سحر آہرت احتیاج کیا اور حجون میں  
دفع ہوئے۔

## (۹۶) شعبہ ابن الحجاج رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکو روایت وحدیث کا امیر المؤمنین کہا کرتے تھے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ واللہ شیطان  
موبوں سے اسی طرح کیلے لگا جطرح ہے احوادث سے کہتے ہیں پھر جو بولوی ہیں ہیں  
انکا کیا حال ہوگا۔ اسون لے اسقدر اللہ تعالیٰ کی عبادت کی تھی کہ انکا جڑاٹھوں سے  
لگ گیا تھا یہ سبتہ برابر روز سے رکھا کرتے تھے اور چھ اٹھہر کی قیمت کی پوشاک پہنا تھا  
اسکو نام رکھتے اور کہتے تھے کہ تو نے چار درہم کا ایک کربہ بایا ہوتا اور مانی کو میرات  
کر دیا ہوتا۔ اور اگر کوئی کہتا کہ میں ایسے لوگوں کا ہم صمت ہوں کہ انکے لحاظ سے مجھ کو  
حوش پوشاک رہا پڑتا ہے تو کہتے تھے کہ کیا خاک حوش پوشاک رہا پڑتا ہے۔ اور جب  
سیت اللہ جانے والے سائل کے پاس سے انکا گذر ہوتا تھا تو جو کچھ انکے پاس  
ہوتا یہ سب اوسکو دیدیتے تھے۔ اور ایسے یاروں سے کہا کرتے تھے کہ اگر مجھے محتاجوں  
اور مقروں کے لئے سوال کرنے کی حاجت ہوتی تو میں کیسے ساتھ نہ بیٹھا۔ انکی پوشاک  
کی رنگت مثالی رہا کرتی تھی اور جب یہ اپنی کمال کو کھانے سے تو اس سے مٹی لکھتی  
تھی۔ اور جب سائل کے دیے کو کچھ نہ یا نہ تو ایسی سواری کا گد بادیدیتے اور خوبادہ  
چلتے تھے۔ اور جب کہیں کشتی میں بیٹھتے تو انہیں جتنے آدمی ہوتے سب کی طرف سے  
کراہی ہی ادا کرتے تھے۔ لوگوں نے انکے گدہ کی معاش کے زمین اور گام کے  
سترہ درہم قیمت لگائی تھی۔ اور انکی پوشاک کو انکا تو دس درہم کی بھی نہ جی حال انکا ایک

ایک کرتہ ایک تہ بند اور ایک چادر اُسین تھی۔ خلیفہ مہدی نے ان کے لئے  
تیس ہزار درہم (لوہرائیں سو پچتر روپے) بیچے انہوں نے بیٹھے بیٹھے سب کو لٹا دیا اور  
اُسین سے ایک درہم بھی نہ لیا حال آنکہ اُنکے اہل و عیال روٹیوں کو محتاج تھے۔  
سلسلہ ایک سو ساٹھ ہجری میں ستائیس برس کے ہو کر کعبہ سے حنت کی راہ لی

### (۹۶) مسرین کد ام (بکسر کاف) رضی اللہ عنہ

الکافول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ ایسے مددے ہوا کرتے ہیں کہ اگر اُن کو  
معلوم ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے یہ معصیت مارل ہو چکی ہے تو ایسے پورے  
اور اُسکے حکم کی محبت سے اُسکا استقبال کرنے کو دُورین ہیر اُسکے آچکنے کے بعد  
اُسے بُرا کیونکر سمجھیں گے۔ یہ جب قرآن مجید کو ملتے اور اُسین کسی ایسی قوم کا نصیب  
دیکھتے جسیر اللہ تعالیٰ نے عذاب کیا ہے تو کہتے کہ خداوند ا میرے دل میں اُنکی  
رحمت آئی ہے اب تو چاہے مجھے بخشدے اور چاہے مجھے عذاب کرے۔ یہ کہا کرتے  
تھے کہ میکار نہ بیٹھا کر دیکو کہ موت تمہاری تلاش میں ہے۔ اور نماز کے بعد اشعار  
پڑھا کرتے جنکے مصمون یہ ہوتے تھے کہ نفس کی یہ حالت ہوگی اور وہ حالت ہوگی۔ انہے کسی نے  
پوچھا کہ اہل مدینہ میں بڑا فقیہ کون ہے تو کہا کہ جو سب سے زیادہ اللہ سے ڈرتا ہے  
وہی سب سے بڑا فقیہ ہے۔ اور ہر شب کو نصف قرآن پڑھے بغیر نہیں سوتے تھے  
اور جب اپنے اس وظیفہ سے فارغ ہونے تو چادر لپیٹ کر ہلکی سی نیند لے لیتے  
اور ہیر ایسے خوف زدہ ہو کر اوچھل پڑتے کہ گویا کوئی بیش ہمارے گم ہو گئی ہے اور یہ اُسکو  
ڈھونڈ رہے ہیں۔ اسوقت مسواک کرتے اور وضو کر کے فخر تک قلم نون بیٹھے رہتے



یہ ایسے علم کے چھپائے رکھنے میں سخت کوشش کرتے تھے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ میں چاہتا ہوں کہ کسی نگلیں روئے والی کی آواز سُنا کر وہ ان سے کسی نے پوچھا کہ کیا آپ جانتے ہیں کہ فلان شخص آپ کے عیسوں سے کچھ لگاوا کیا کرے اسکو جواب دیا کہ اگر نصیحت کی نیت سے ہے تو ہاں اور اگر میری جھڑپی کرنے کا ارادہ ہے تو نہیں۔

جب کبھی انکے دل میں قیامت کا خیال آتا تو اسقدر روتے کہ حاضرین کو اپرودا آتا تھا یہ اپنی والدہ کی خدمت کیا کرتے اور کہتے تھے کہ اگر میری والدہ ہوتیں تو میں ضرور سب کے سوا کبھی مسجد کو نہ چھوڑتا اور اکی حالت یہ تھی کہ جب مسجد میں آتے تب روتے اور جب وہاں سے باہر نکلتے تب روتے جب مارٹر ہتے تب روتے اور جب بیٹھے تب روتے انکے مرض الموت میں بیان تو ری رسی الصدعہ اگلے یاس آئے اور کہنے لگے کہ مُسعر

یہ سب گہرا ہٹ کیسی والدین تو جانتا ہوں کہ مجھے ابھی موت آجائے مُسعر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اسے سفیاء نکو اپنے اعمال پر دوق ہے لیکن والد میرا تو یہ حال ہے کہ گویا پاؤں کی چوٹی پر کھڑا ہوں میں مانتا کہ کمان اُتوں۔ اس پر سفیان رضی اللہ عنہ روتے اور کہنے لگے کہ بھائی جان! بیشک تم میں خدا کا خوف مجھے زیادہ ہے۔ اور سفیاء تو ری رسی الصدعہ جب انکی روایت بیان کرتے تو انکو انکی کنیت ”ابو سلمہ“ سے یاد کرتے اور کہتے تھے کہ انکا نام لیتے مجھے معرّم آتی ہے۔ انکی پیشانی پر سجدہ کرتے کرتے بکری کے گھٹنے جیسا گٹا پڑ گیا تھا۔ انکا قول تھا کہ جو عالم بادشاہ کے انعام قبول کرے اور ایسوں سے اپنا مکان بنائے اُسکی قریبت نہ کرنا چاہیے۔

ایک مرتبہ انکی والدہ نے غنّار کے بعد پیٹے کو پانی مانگا اور جب یہ ماہر سے کوزہ پانی لیکر آئے تو وہ مگئی تھیں۔ وہ ہاتھ میں کوزہ لئے ہوئے انکے سپارہ ہونے کے

انتظار میں صبح تک کھڑے ہے۔ اور جب حلیفہ ابو جعفر منصور نے اکوٹا ناصی مقرر کر دیا  
 ملا یا تو اُس سے کہا کہ امیر المومنین ذرا آپ تامل کریں میرے گھر کے لوگوں کو اگر ایک درہم  
 کی کوئی چیز منگوائی ہوتی ہے اور میں اُن سے کہتا ہوں کہ میں حلیفہ لانا ہوں تو وہ کہتے ہیں  
 کہ ہم تیری حریاری پسند نہیں کرتے۔ یہ جب میرے گھر کے لوگ میری ایک درہم کی حریاری  
 سے راضی نہیں ہوتے تو آپ مجھے ناصی کو مقرر کرتے ہیں۔ اسیر حلیفہ لے آئے کہ  
 معاف کر دیا اور کہا کہ اگر مسلمانوں میں تیرا مثل ہوتا تو میں پیادہ یا اُسکے پاس جاتا۔ اُنکا  
 قول تھا کہ جو سکہ اور ساگ بر راضی ہو اُسکو لوگ اپنا غلام نہ بنائیں گے۔ اور تلواروں  
 سے خدا کی راہ میں جہاد کرنے سے پسپاڑے کے درون میں مشکوک والدین کا وحش رکھا  
 بہتر ہے۔ جب کوئی شخص ان سے دعا کی درخواست کرتا تو اُس سے کہتے کہ تمہیں  
 دعا کرو میں نہیں، کہتا ہوں کہ یہ دعا حاجت مند ہی کی ہوئی جائے میں کہتا ہوں کہ حضرت  
 معروف کرمی کی مست بھی میں نے ایسا ہی سنا ہے حال آنکہ وہ احاطہ و عار میں مشہور  
 تھے واسطے علم۔ یہ کہتے تھے کہ عارف کا طبیب سے شکوہ کرنا ایسے مالک کا گلہ نہیں  
 ہے بلکہ وہ تو ابھی مست اسد کی قدرت کو بیان کرتا ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ خداوند  
 جسے ہم نیک گماں کیا ہے اور جس پر ہم نیک گمان کیا ہے اُسکے اور ہمارے دونوں  
 کے گمانوں کو سچا کر۔ یہ روتے اور کہتے تھے کہ رات کا قیام قیامت کے دن مومن  
 کے لئے نور ہو گا حواس کے آگے اور سچے دوڑتا ہو گا اور دن کے روزے بندہ کو  
 دوزخ کی آگٹھوڑ کر کیئیں گے۔ اکثر رویا کرتے تھے اور اسکی دھو بھو بھی لگتی تو کہا کہ جہنم تو میرے  
 ہی حصے کے لئے پیدا ہی ہوا ہے۔ اور جو شخص اُنکو مستانا اُسکو بد دعا دیتے کہ خدا اُسکو  
 محدث یا مفتی بنادے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ قیامت کے دن منادی بیکار رہے گا کہ

کی تباہی کر لے والو! اٹھو اسوقت وہی اُنٹینگے جو کثرت سے قل ہوا اللہ احد پڑا کرتے تھے۔ انکا قول تھا کہ لوگوں کے کانے میں کو سب سے زیادہ کا ماہی بیچا جاتا ہے یہ سہلہ ایک سو بیس ہجری میں کوفہ سے عالم آخرت کا سفر کیا۔

## ۹۸ علی و حسین - صلح بن حنی کے بیٹے - رضی اللہ عنہما

یہ دونوں عام روز اہد تھے۔ انہوں نے رات کے تیس حصے کر رکھے تھے ایک تہائی میں علی قیام کرتے اور سو رہتے انکے بعد تیس سیدار ہوتے اور پھر سو رہنے اور آخری تہائی میں انکی والدہ بیدار ہوتی تھیں۔ اور جب یہ صبح کو سیدار ہیں تو دونوں ہائیوں لے انکی تہائی کو بھی مانٹ لیا اور دونوں تہائی ملکر عبادت میں راست پوری کر دیا کرتے تھے پھر علی نے قصا کی تو حسین نے ساری رات کا قیام اپنے ذمہ لیا۔ اور ان میں سے ہر ایک تہائی رات میں تہائی قرآن پڑھا کرتا تھا اور جب انکی والدہ اور علی لے دفات یا کی تو حسین ہر شب کو ایک حتم کیا کرتے تھے۔ جس رضی اللہ عنہ کو جب کوئی چیر سائل کو دینے کے لئے نہ ملتی تو اُسکو آگ کا انگارا دیتے اور کہتے کہ اسکو لیکر لوگوں کے گھروں کو جاؤ کیا غم ہے کہ وہ کچھ تکو دین جس سے تمہارا کام کل چلے جائے۔ اور جب کسی شخص کو نصیحت کرنا چاہتے تو اُس سے زور و دروند نہ کہتے بلکہ ایک برہہ پر لکھ کر اُسکو دیدیتے۔ انکا قول تھا کہ دوسرا سی آدمی کو کسی فلاح میں ہولے کی۔ ایک شخص لے اُس سے پوچھا کہ صوفیوں کے اس قول پر کہ ”غیاث جہان میں ہیں کرتا“ کیا دلیل ہے تو کہا کہ اللہ تعالیٰ کا یہ قول ”عَزَّ وَجَلَّ لَعْنَةُ قَا عَرَضَ عَسْ لَعْنُہُ حَبَابَا اور سورہ بقرہ (۱۱۱) میں ہے اس کے نقل یہ ہے ”لَمَّا مَاتَ رَجُلٌ

کچھ مال دیا۔ الکافول تھا کہ حب عالم ہے پروردگار سے نہ ڈرنا تو وہ عالم نہیں ہے۔  
 اور موسیٰ کو کہا۔ جیسا۔ باتیں کرنا اور چلیا نہ جا سیتے مگر بیت صالحہ سے۔ اور کہا کرتے  
 تھے کہ مجھے اللہ تعالیٰ سے شرم آتی ہے کہ تکلف کر کے سوؤں تا وقتیکہ منہ ہی مجھے  
 یکساں نہ دے۔ یکسی شخص کی کوئی چیز قبول نہ کرتے اور کہتے تھے کہ سعید المسیب  
 کا قول ہے کہ جس نے مسجد میں ڈھبی دی اور جس نے جو کچھ دیا اسکو قبول کر لیا اُس نے مال گئے  
 میں اصرار کیا۔ الکافول تھا کہ سب سے پہلے اہل فارس کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی  
 وفات کی خبر ایک ص نے یوہوچائی جو کہتے کی صورت میں تھا۔ اور ہوا یہ کہ یہ کتا فارس کے  
 ایک گھٹے کے پاس آکر کہنے لگا کہ مجھے کچھ کھلاؤ تو میں ایک جبر تانا ہوں چاہیہ اسے  
 اُسے کہا اکلایا تو اُس نے کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے انتقال فرمایا۔ یہ کہتے تھے کہ  
 سعید المسیب رضی اللہ عنہ سے کسی نے یوہوچا کہ کو سی جبر مازی کی ستر پٹن ہے  
 تو کہا کہ نعمی میر یوہوچا کہ کو سی جبر ماز کو کاٹ دیتی ہے تو کہا کہ بدکاری۔ الکابجیہ اسکے پاس  
 مسجد میں آکر کتا کہ میں یوہوچا ہوں تو اسکو ملا تے یہاں تک کہ وہ چلا جاتا۔ اکی ایک جاریہ  
 تھی اُسے کچھ چرم کی آمدی سے جو کی روٹی کھاتے تھے۔ انیر اس قدر روح غالب تھا کہ مالک  
 سے کہا سے رینٹ کے خون آتا تھا۔ الکافول تھا کہ ہے پرہر گاری کی جبر تو دان  
 میں اسکو سب سے کتر پایا۔ جب قبروں کے قریب پہنچتے تو بموش ہو کر گر پڑتے تھے  
 اور جب یہ کسی کے حارہ کے ساتھ جاتے اور لاش کو قبر میں رکھتے دیکھتے تو انکو عیش آجاتا

(نقیحہ حاشیہ صفحہ ۱۸۵) وَالْظُّلُمَۃُ اَللّٰہُ عَلَیْہِ اَوْ حَب اَمَوْن لے اسکی سرکردگی اور خطائے میر پر اسکو  
 ظاہر کیا تو میر نے کہہ دیا اور کچھ مال دیا۔ یہی پورے ریاہ جہاں میں کی۔ محکو وصاحت کے ساتھ محنت  
 مسطور ہر وہ انداز سے سورہ فتح کو دیکھے نور انجم میں آجایگا۔ مزمع

اور لوگ اکو انسی مزدہ کے تحت مر ڈا کر واپس لاتے تھے۔ اور جب یہ روتے تھے تو  
 مصیبت ردون کی طرح اسکے والد و سیون لوگوں کو سائی دیتے تھے۔ انکا قول تھا کہ کیا یک  
 کام کا بدن کی قوت دکا نور او بیانی کی جلا ہے اور کام کرنا بدن کی سستی دل کی تاریکی اور دنیا فی کا  
 دہندہ لاپن ہے۔ اور آدمی اپنا تقدیر نہیں ہوتا۔ تاقتیکہ وہ اسوقت خوش ہو جب اللہ تعالیٰ دنیا کو اس سے سمیٹ کر اسکے  
 اوسکے قرآن کو مدد و علی تہلہ ایکسچون محمد بن کو پیش کرے علی علیس کو سد بارے اور حسین تیرہ سال بعد  
 اُس سے معاملے۔

## (۹۹) عبداللہ ابن المبارک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

سالہ ایک سو اٹارہ ہجری میں پیدا ہوئے۔ ادب بین لوگ ایک مہیاں توری رضی اللہ  
 عنہ پر ترجیح دیتے تھے۔ اور جو سفیان توری کہتے تھے کہ بیٹے سحت کو سستس کی کہ تیں دں  
 ہی براہ اُس طر عل پر ہوں جس پر اس المارک رہتے ہیں مگر مجھے نہ سکا یہ صحابہ اور تابعین  
 کے حالات کے دیکھنے کو اسے رماہ کے علماء کے ساتھ بیٹھے پر ترجیح دیتے تھے۔ اور  
 کہتے تھے کہ جب سنہ ہجری کی دو صدیان پوری ہو جائیں تو امر واجب کے سوا لوگوں سے  
 بیاگنا چاہیے۔ انکا قول تھا کہ ہر کوئی شخص اس قدر قرآن سیکھ لے کہ اس سے وہ اپنی  
 مار بخولی ادا کر سکے تو اسکو علم میں مستعمل ہو جا چاہیے کیونکہ اس سے قرآن کے معنی اسکو  
 معلوم ہو گئے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ ہمارے زمانہ میں کوئی آدمی نہ رہا جسکو میں جانتا ہوں  
 کہ وہ نصیحت کو کشادہ دل کے ساتھ قبول کرے گا۔ اور عالم کے لئے غرور یہ ہے کہ دنیا  
 کی محبت کا خیال ہی اس کے دل میں نہ گزرے۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ کیسے  
 کون لوگ ہیں انہوں نے کہا کہ جو اپنے دیں کو دھمکاتے سناتے ہیں۔ اور کہا کرتے

تھے کہ جو شخص جو حد اور زہد میں کم ہوا اسکو علم میں زیادہ کیونکر کہا جاسکتا اور جس شخص نے  
اسے آپ کو بھیجا ہے اسکی علامت یہ ہے کہ کتنے سے ہی زیادہ دیں ہو۔ اور جسے  
اپنا دن ذکر پر حتم کیا اسکا وہ دن فرمیں تمہار ہوگا گو زیادہ اس عمل کی سیاری میں لگا ہوا تھا۔  
اور امت سے چھوٹے علموں کو نیت بڑا دیتی ہے اور امت سے بڑے علموں کو نیت  
چھوٹا دیتی ہے۔ یہاں سے ان ستودن کو اکثر نمینلاڑیا کرتے تھے حکمت ترجمہ یہ ہے ۵

جنکے ہاتھوں دین و مذہب کچھ سے یکجا ہو گیا

ہین رے عالمِ سلاطین۔ اور اسکے زہن

قومِ رعدہ کا گزرا رہ گیا سردار پر

علم دایے جسکی بدلو سے ہین گہرا تے سدا

اسکا قول ہے کہ حیارے فرزند آدم پر پانچ درستی تینیات کئے گئے ہیں دو درستی  
دو کو اور دو درستی رات کو آتے اور جاتے ہین اور ایک و سکورا تہ دن کسی نہیں چھوڑتا۔  
اسکا جب کسی چیز کو جی جانتا تو اسکو کھان ہی کے ساتھ کھاتے اور کہتے تھے کہ ہننے سنا  
ہے کہ ۵ مہان کے ساتھ کھالے کا ہوتا میں حساب ۶

لوگوں کا یہاں ہے کہ امن المبارک کے دسترخوان کا سامان ایک یا دو گاڑیوں پر چلتا تھا  
ابو اسحق طالقانی کہتے ہین کہ بچے دیکھا کہ امن المبارک کے دسترخوان کے لئے دو اونٹ  
بہر کر رہی ہوئی مرغیان جاہلی تھیں۔ خود تو دن کو روئے رکھتے تھے اور ایسے ساتیوں کو  
فالودہ اور حبیب کھلاتے تھے۔ یہ کبھی حمام میں رگئے۔ ایک مرتبہ اس سے کہا گیا کہ مال کم ہو گیا  
اسنے لوگوں کو دینا دلا تا ہی کم ہو گیا۔ اسکے جواب میں انہوں نے کہا کہ اگر مال کم ہو گیا تو عمر ہی

۱۵ فتح ذکر ثانی در آخر صا و مملہ طاعت کہ از رخص و حرام سلیمانہ ۱۲ عیاض

ہو چکی۔ یہ کہا کرتے تھے کہ چار ماہیں چار ہزار حدیثوں سے مستفہ ہوئی ہیں۔

(۱) کسی عورت پر ہرگز غتم مار نہ کر۔

(۲) بال پر ہرگز زلیست نہ ہو۔

(۳) اسے معذہ پر اسکی طاقت سے زیادہ رحمہ نہ ڈال۔

(۴) صبر وہی علم سیکھو جو تکوین سے دے۔

اسکی عادت تھی کہ جب انکو اپنے یاروں کی نسبت حسرت پہنچتی تھی کہ انہوں نے کسی مسئلہ کو اسکی نظر سے سوچ لیا ہے تو انکو ٹکڑا بیٹھتے تھے کہ اُسکو جاگو سے جھیل دو میں کون ہون جو۔ راقول لکھا جائے۔ انکا قول تھا کہ گسامی کو دوست رکھو اور شہرت کو بُرا سمجھو اور گسامی کو دوست رکھنے کے ماعت اسے نفس کو دوست نہ رکھو درگاہ انفس معذور ہو جائیگا۔ تیرے نفس کی عیبت سے زندہ کا دعویٰ تجھے نہ ہے علاج کر دینا۔ اور یہی سلطنت عیبت کی سلطنت بہت بڑی ہے اسلئے کہ عیبت کی سلطنت کو کوکو ٹوٹنوں کے درجہ سے کیا کرتی ہے اور درہ والا کو لے ساکتا ہے اور وہ اُسکے پیچھے پڑے ہیں۔ ہماروں الرشید حب سرقہ آیا تو عید العید میں المارک اُسکے پاس گئے اسوقت لوگوں کا سخت ہجوم ہوا بے سرد پا لوگ دوڑے اور سخت عداوت مند ہوا اور حلیہ کے ایک محل نے قصر الحشب کے برج سے نگاہ دوڑائی اور لوگوں کی کثرت دیکھ کر بوجھا کہ یہ کیا ہے حوا ملاکہ جراسان کے ایک عالم ہیں۔ اسیر اُسے کہا کہ والدہ مادشاہ تو یہی ہے ہاروں الرشید مادشاہ ہیں ہے جو لوگوں کو کوڑے۔ ڈنڈے سے بھون۔ اور مددگاروں کے ذریعہ سے اپنے مارہ میں متفق کرتا ہے۔ یہ جب وغنا کی

۱۵۰ الفتح اس نام کے کئی شہر اور گاؤں ملک عرب میں ہیں لیکن یہاں عالمادہ تہ سرقہ طو ہے جو والدہ کے عربی حصہ میں ہوا۔ دادہ گاؤں جو ہندو کے اسفل میں ایک درگاہ پر واقع ہے ماسٹر جم

کتابوں میں سے کچھ پڑھتے تھے تو اس قدر ڈاڑھیں مار کر روتے تھے کہ گویا زنجیر کی موٹی کانٹا  
 ڈبک رہی ہے کسی شخص کی حرأت ہوتی تھی کہ اُس کے قریب حاضریہ یا اُن سے کچھ پڑھتے  
 اس سے ایک شخص نے پوچھا کہ اہل علم کی ایک جماعت لوگوں سے رکوعہ لیتی ہے تو انہوں  
 نے کہا کہ ہم کیا کریں اگر ہم انکو منع کرتے ہیں تو لوگ علم کی طلب سے باز آئیگی اور اگر اجازت  
 دیتے ہیں تو علم حاصل کر لیگی اور علم حاصل کرنا عمدہ مانتے ہیں۔ انکا قول تھا کہ مستحبہ ایک درہم  
 کا دایس کر دیا میرے نزدیک کروڑوں درہم حیرات کرنے سے زیادہ پسندیدہ ہے۔ کبھی  
 پوچھا کہ توضیح کیا حیر ہے تو جواب دیا کہ والدوں کے سامنے نگر غاہ کرنا۔ ابن المبارک کو چہر  
 ملی کہ حیریل میں علیہ نے رکوعہ کی تحصیلداری قبول کی ہے اسلئے اسکو یہ قطعہ لکھ کر بھیجا ہے

علم کیا ہے یہ لوگ تبار ہے	مال سلطان جس سے ہوتا ہے شکار
لوٹ لوگے جو دنیا کے مرے	دیں ہو جائے گا دیارِ شہار
پیلے دیوانوں کی تم خود تھے دوا	اب تمہارا ہی اہمین میں ہے تہا
کیا ہوئیں اب وہ حدیثیں جنہیں ہے	درِ چہتا ہوں کے رہنا رہنما
کرنا ہے ایسا ہی مجھ پر ہی کا عہد	دلِ دلون میں ہمیں کے حضرت کا حار

انکے سامنے یوسف بن اسباب کی عبادت کا ذکر ہوا تو کہا کہ تم ایسے لوگوں کا ذکر کرتے ہو  
 حکما و کرتھار کا درجہ بنایا جاتا ہے لیکن اگر سب کے سب ایسا ہی کر لیں تو رسول اللہ  
 صلی اللہ علیہ وسلم کی روش پر کون چلے۔ مبادوں کی عبادت کو کون جائے۔ حاروں میں  
 کون شریک ہو اور اسطرح اور بہت سی فرہتیں گزائیں۔ اس سے پوچھا گیا کہ درشتوں کو کیوں مکر معلوم  
 چھو جاتا ہے کہ اسلئے بے یلگی کر لے کا ارادہ کیا ہے انہوں نے کہا کہ انہیں اُسکی لوحسوس  
 ہوتی ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ مجھے علم کے طالب سے تعجب آتا ہے کہ جس علم کا وہ



حاصل ہے اُسیر ایمان رکھنے کے ساتھ اُسکا لعس اُسے دیا کی محنت کی طرف کیونکر لگایا ہے  
 اٹکا قول ہے کہ میکو کارون کے ذکر پر نزول رحمت ہوتا ہے۔ یہ ایک قلم کو دایس کر نیچے  
 لئے حکم ملک شام میں عاریت لیا تھا اور اپنے اسباب سفر میں ہو لکر کہہ لیا تھا صوفی  
 سے ملک شام کو لوٹ کر گئے تھے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ ادب گویا دیں کی دوتھائی ہے  
 اور اپنے یاروں سے ست ہی کم احلاف کرتے اور اس مضمون کے متعلق  
 پڑھا کرتے تھے ۵

مکا لوڈ ہو ڈھ کراسترات کو تم	اگر دیا میں ہو صحبت کے حوایان
کریم دیا رسا۔ اہل جیسا ہوں	رہائے دوست کے ہر دم ہوں حویان
”نہین“ ”دھچی“ ”ہین“ کہنے پر کہ دین	”خو“ ”بولو“ ”بولین“ ”وہی“ ”ان“ ”دوان“

اٹکا قول ہے کہ عاقل کو جاسیے کہ تیس کی توہین۔ کرے علار۔ مادتاہ۔ اور بیاہوگی  
 کیونکہ جسے علما کی توہین کی اُسکی آخرت گئی جسے مادتاہ کی حقارت کی اُسکی دیا  
 رخصت ہوئی۔ اور جسے ہائیون کو دیل کیا اُسکی مروت نہ رہی۔ اور کوئی شخص یہ نہ  
 کہے کہ فلاں شخص کو اللہ پر کشتہ جرات ہے کہ کیونکہ اللہ تعالیٰ کی نزگ ایسی ہے کہ اُسکے  
 مقابلہ میں کوئی جرات کر سہیں سکتا ملکہ اس طرح کہنا چاہیے کہ فلاں شخص اللہ تعالیٰ کی  
 کیسا دہو کے بین ہے۔ اور مردوں کی حرمت ڈاڑھیوں اور آستینوں میں ہے  
 اور عورتوں کی قمیص کے پیچھے۔ اور دبا سے فقط ایک دن کی روزی جائز ہے۔ اور  
 جو کچھ بیٹھا ہے دل میں امانت کہا اُسین اُسے کہی جیات نہ کی۔ اور جب کسی شخص کو  
 رخصت کرتے تو اس مضمون کا شعر پڑھتے تھے ۵

جدائی کے پونے کم۔ اس سے صدمہ	چٹھہ بین جینے می پھرل رہیں گے
------------------------------	-------------------------------

اور انکا قول تھا کہ دنیا کا اسلئے رک رکنا کر کے دریعہ سے اُردو کو لوگوں کے سوال سے بچا گیا منہ کو رہ سے خارج نہیں کرتا۔ آن سے ایک شخص نے کہا کہ ستیاں کا گماں یہ ہے کہ آبِ مُرجیہ میں سے ہیں۔ اسکے جواب میں کہا کہ ستیاں لے غلط کہتا ہے۔  
تس چیزوں میں مُرجیہ کی مخالفت کی ہے۔

(۱) اُنکا اعتقاد یہ ہے کہ ایمان قولِ ماعل ہے اور میں کہتا ہوں کہ وہ قول اور عمل ہے۔  
(۲) اُنکا گمان یہ ہے کہ نار جوڑو سے دالا کا دریس پوتا اور میں کہتا ہوں کہ وہ کانہ ہو جاتا ہے۔

(۳) اُنکا اعتقاد ہے کہ ایمان نہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے۔ اور میں کہتا ہوں کہ بڑھتا گھٹتا ہے۔

۱۱۔ ایک سو ایک سی ہجری میں حاد سے دایس آئے ہوئے آخرت کا سفر کیا اور اھیبت میں جو ذات پرستہ و زہر ہے دمن ہوئے۔ یہ حراسان میں رہا کرتے تھے اور ۱۱۸ھ المکیر اٹھا۔  
ہجری میں پیدا ہوئے تھے۔

## (۱۰۰) عبد العزیز ابن ابی ر واد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بیس برس تک انکی بنیائی عاص رہی مگر ایسی بیوی اور بچہ تک سے نہ کہا۔ تعیب بن جرح کا بیان ہے کہ میں اسکے پاس بانسور تہہ ٹبھا ہو گا گو میں بین سمجھتا کہ مائیں طرف کے رستہ نے اُنکا کوئی گناہ لکھا ہو۔ اور یوسف بن اسما کہتے ہیں کہ عبد العزیر لے جالیں رس تک آسمان کی طرف نظر اُٹھائی۔ ایک مرتبہ کسی لے اں سے پوچھا کہ آج کس حال میں آپ کی صبح ہوئی تو رد نے لگے۔ اور جب اسکا سبب دریافت کیا گیا تو کہا کہ اے

شخص کا کیا حال ہو جتنے ہو جو ماحول اسکے کہ بہت سے گناہوں نے اُسکو گیر لیا ہو مگر سے  
سخت عقلت میں ہو اور موت کی یہ حالت ہو کہ اُسکی زندگی کی ہر گزری مین زیادہ تیزی سے  
قریب آ رہی ہو اور اُسکو معلوم ہو کہ خست کی طرف جارہا ہے یا جہنم کی طرف۔ ۱۵۹۔ ایکسیر  
اوسٹھ ہجری میں مکہ سے کعبہ مقصود کی ماہ لی۔

## (۱۰۱) ابو العباس بن السماک رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کہا کرتے تھے کہ راہد کی شرطوں میں سے یہ ہے دنیا اُس سے اُسے بھیر لے تو وہ  
خوش ہو۔ اور ہمارے اس زمانہ میں نصیحتوں کی طرف سے کان ہرے اور نصیحتوں  
کی طرف سے دل غافل ہو گئے ہیں اسلئے نصیحت نصیحت پناہ ہے اور دعا کو فائدہ  
ہو بیکتا ہے۔ اور یہاں جاں ایسے ماں لیا کہ ساری دنیا تمہاری مٹھی میں ہے مگر دیکھو تو  
سہی کہ مرے کے وقت اُسین سے تمہارے ہاتھ میں کیا رہتا ہے۔ اور بہت سے  
اللہ کا ذکر موالے اُسکو بولے ہوئے ہیں اور بہت سے اُسکی طرف مٹانے والے اللہ تعالیٰ  
سے ہاگے والے ہیں اور بہت سے اللہ تعالیٰ کی کتاب کی تلاوت کرے والے اللہ تعالیٰ  
کی آیتوں سے مُبرا ہیں۔ ۱۶۰۔ ایک سو تراسی ہجری میں کہ وہ سے عالم حادیدانی کو گئے۔

## (۱۰۲) ابو عبد الرحمن محمد بن النضر حارثی رضی اللہ عنہ

کثرت سے عبادت کرے والے تھے۔ ایک شخص چالیس دن اور چالیس راتوں تک  
اسکے حال کا مگر ان راتوں کے نہ دن کو سوتے دیکھا اور نہ رات کو۔ یوسف بن اسباط کا  
بیان ہے کہ ابو عبد الرحمن نے جب وفات پائی تو میں اُسکے غسل بیت میں ہو جو دھسا

اکی حالت یہی کہ اگر اُنکے بدن کا سارا گوشت جمع کیا جاتا تو ایک پل ہی ہوتا عبادت  
 لے اکو روایت سے روک دیا تھا چنانچہ جب ان کو آخرت یاد آتی تو اُنکے جڑ جڑ میٹھ رہے  
 ہو جاتے اور یہ کہتے کہ اے سلام مجھے سلامت رکھیو۔

### (۱۰۳) محمد بن یوسف اصفہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابن المارک رضی اللہ عنہ نے الکاف نامہ میں اور راہدین کا دولہا ”رکھا تھا۔  
 یہ اپنے آپ سے کہا کرتے تھے کہ بیٹے مانا کہ تو قاضی ہے بہر اس سے کیا ہوتا ہے  
 بیٹے مانا کہ تو عالم ہے بہر اس سے کیا ہوتا ہے۔ بیٹے مانا کہ تو محدث ہے بہر اس سے  
 کیا ہوتا ہے۔ معاملہ تو اُس سے پرے کا ہے۔ اُنکی عادت تھی کہ جب کسی لہرائی  
 کو دیکھتے تو اُسکی خاطر وہاں کرتے اور اُسکو تحفہ دیتے جس سے انکا مقصود اُسکو اسلام  
 کی طرف مائل کرنا تھا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ ہمارے اصحاب خدا میر رحمت بھیجنے چلے گئے  
 اور ہم اس دنیا کے سیت الخلا ہیں ڈال دیے گئے۔ لوگوں نے بغیرت کر لے کے لئے  
 اُنکے پاس مال بھیجے مگر انہوں نے انکار کیا اور کہا کہ بچے رہا مقدم ہے۔ حارثون  
 یا کریمون بین راتون کو سوتے نہ تھے مگر صبح نمودار ہونے کے بعد ایک گٹھری کے لئے  
 ہاتھ یا لون پہلا دیتے بہر اوٹھ بیٹھتے اور وضو کرتے۔ اور اُنکی حالت یہ تھی کہ صبح کو اُنکے  
 حیرہ پر ایسی رونق معلوم ہوتی تھی جیسی دولہا کے حیرہ پر۔ یکمہ اور تیس سال کی عمر یا کر ستر سال  
 ایک سو چوراسی ہجری میں ان عویش الحدین جاسوئے۔



## (۱۰۴) یوسف بن اسباط رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قول ہے کہ تواضع کی استائیہ ہے کہ جب تم گھر سے ماہر نکلو تو جس شخص کو دیکھو اُسکو اپنے آپ سے بہتر ہی مانو۔ اور اگر کوئی شخص دنیا کو اُس طرح ترک کرے حطّٰی الخوف۔ اور احوال الدرداء لے کر کیا تھامیں اُسکو زاہدہ کہوں گا اور اسکی اعانت یہ ہے کہ زہد حلال محض میں ہوتا ہے اور آج کے دن حلال محض کا کہیں بیتہ نہیں ہے۔ یہ چالیں برس تک اس طور پر رہے کہ انکے پاس صبر و دوہی کرتے تھے جب ایک کو دہوتے تو دوسرے کو پھرتے تھے۔ اپنے ہاتھ سے کھجور کے پتوں کا کام کرتے اور اُسی رنگہ ران کرتے تھے۔ ایک مرتبہ یہ بارہ ہوئے تو لوگ اظہارِ غلیبہ میں سے ایک شخص کو بلالائے اور انکو اسکی خیر تھی مگر جب اُس نے جایکا ارادہ کیا تو لوگوں نے انکو جبر کی۔ انہوں نے پوچھا کہ اکی فیس کیا ہے معلوم ہوا کہ ایک دیار۔ اسیر کیا کہ انکو یہ نہیں رہے دو لوگوں نے اُسے کہو لکھو دیکھا تو انہیں بددینار لکھے انہوں نے کہا کہ یہ سب انکو دیدوار لوگوں سے بیاں کیا کہ یہ مجھے منتر اسی لئے کیا ہے کہ انکو یہ اعتقاد نہ رہے کہ غلیفہ میں مفیرون سے زیادہ مروت ہے۔ انکا قول ہے کہ میں تو سمجھتا ہوں کہ جو شخص مرائی سے ہاگتا ہے وہ اُس سے سخت تر برائی میں پڑتا ہے اسلئے جبکہ اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے میرے دے صبر کرنا چاہیے۔ اور جسے قرآن پڑھا اور دنیا کی محنت چھوڑا اُس نے اللہ کی آیتوں کو ہنسی کیل بنایا۔ اور عالم کو اس بات کا ڈر رہتا ہے کہ کہیں اُس کے بہترین اعمال اُس کے گناہوں سے اُس کے حق میں زیادہ تر مظہر نہ آتے ہوں۔ یہ کہتے ہیں کہ میں مصیصہ (جو ملک شام کا ایک شہر ہے) بھیجا تو

تو وہ ان کے لوگ میری طرف بچکے اور اسکی وجہ سے میرا قلب مجھے دوسال کے بعد ملا  
سنہ ایک سو پچاس ہجری کے یکم لوگرگ دیا کے بچہ سے جوڑے اور اسکی حالت یہ تھی  
کہ جسم زیادہ بھری گوتہ تھا۔

### (۱۰۵) حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہا کرتے تھے کہ وہ اسکا گرگ کوئی قسم سے کہے کہ میرا عمل اُس شخص جیسا ہیں ہے  
حکوم بحساب برائیاں ہوتیں اُس سے کہوں کہ تو بچ کتنا ہے تو اچھی قسم کا کھارہ نہ دے۔  
اور انکا قول تھا کہ اگر تمکو اسکا خوف ہو کہ اللہ تعالیٰ تیرے بہترین اعمال پر تجھ پر عذاب  
کرے گا تو تو ہلاک ہونے والا ہے۔ یہ کہتے تھے کہ اگر مجھے اسکا اذیتہ ہوتا کہ میں  
اچھے ملاں سائی کے لئے بناوٹ کروں گا تو ضرور اُس سے ملا لیکن اُسکو میرا سلام  
کہہ دینا۔ اور کہا کرتے تھے کہ اچھے اعمال میں سے مجھے کوئی چیز گہری بیٹھے رہے  
سے افضل نہیں معلوم ہوتی اور اگر میرے پاس کوئی تدبیر ایسی ہوتی کہ درائنص کے  
لئے باہر لکھنے سے چوٹ مانتا تو میں ضرور اُسکو عمل میں لاتا۔ سنہ دوسو سات ہجری  
میں ہجرت کے لئے بیت رضوان میں گوتہ نین ہو گئے۔

### (۱۰۶) یحییٰ بن معاویہ الاسود رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قول تھا کہ میرے سب بھائی مجھے بہتر ہیں کیونکہ وہ سب کے سب مجھے اچھے  
آپ سے اصل سمجھتے ہیں۔ اور حکم قرآن آتا ہوا اُنکے لئے بُرا ہے کہ جو حیر مال پہ  
سے ہی کم ہو اُسکے حاصل کرنے کے لئے دوڑا ہرے یا اُسکے لئے لوگوں سے

دھبکا متنی کرے۔ انکی مینالی چلی گئی تھی مگر جب قرآن کو دیکھ کر تلاوت کرنا چاہتے تو اللہ تعالیٰ انکی مینالی دے دیتا تھا اور جب قرآن کو پڑھ دیتے تھے تو بدستور مینالی عاکبہ ہوا کرتی تھی۔ ایک شخص نے انکی آبرو پر دست درازمی کی اور لوگوں نے اُسے مع کیا لہا سون لے کہا کہ اسے چوڑو و بخت ہو لے دوا سکے بعد خدا سے دعا کی کہ خدا مداحس گماہ کے ماعت تو نے اسکو مجیر مسلط کیا ہے اُسکو سخت دے۔ یہ گمروں پر سے جیتہڑ سے چس لاتے اور اُنکو جوڑ جاڑ کے ستر گماہ جیاتے اور کہتے کہ اگر خدا لے چاہا تو ارا القادیس ہمارے سامنے پوتا رکھی ہوئی ہوگی۔

### (۱۰۷) مسلم بن میمون خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انہوں نے ظہرہ (حولک تام کا ایک مشہور شہر ہے) میں وفات پائی۔ اُن کا قول ہے کہ میں قرآن پڑھتا تھا تو مجھے اُسکی کوئی حلاوت معلوم ہوتی تھی تب سے اسے نص سے کہا کہ اسے ایسا پڑھ کہ گویا تو اُسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے س رہا ہے تب اُسکی حلاوت معلوم ہوئی پھر سے اس سے یہی ارادہ کیا تو کہا کہ ایسا پڑھ کہ گویا تو اُسے جبرائیل علیہ السلام کو قسوس ہاجر جو وقت وہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر لیکر اترے ہیں تب اور حلاوت بڑھی پھر سے کہا کہ ایسا پڑھ کہ گویا تو رب العالمین سے س رہا ہے اس سے ساری حلاوتیں آگئیں۔ یہ کہا کرتے تھے کہ جو شخص حلال کی مستحکم کرے گا اُسکو ایک روٹی بھی ایسی ملیگی جسکو وہ مہمان کیلئے کال لائے۔



## (۱۰۸) ابو عبیدہ خواص رضی اللہ عنہ

ایک مرتبہ انہوں نے ایسے بھائیوں کو لکھ بھیجا کہ تم ایسے زمانہ میں ہو جس میں بزرگوار کم ہو گئی ہے اور جس میں صاحب علم ہو ماسا دکی جڑ ہے اور علم دالے جاتے ہیں کہ صاحب علم ہو لے کے دربیہ سے بیچا نے جائیں اور نہیں جانتے کہ اُسکا اسیر عمل کرنا لوگوں کو معلوم ہوا سلسلے خطاؤں کی جس حالت میں وہ ہیں اُسکو اجماعات کر لے کے لئے اپنی رائے سے گفتگو کرتے ہیں اسوجہ سے اکے گناہ ایسے گناہ ہیں جو معاف نہ ہو گئے۔ مقرر بن تک انہوں نے اسد عزوجل سے شرم کر لے کے باعث آسمان کی طرف نظر اُٹھائی سورۃ الفاسحہ کو نہ جو دیر ہے کی تاب لا سکتے تھے اور نہ اور دن سے سنے کی۔

## (۱۰۹) ابو بکر بن عقیاش رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمہ

یہ کہا کرتے تھے کہ عرب و ببادار کا ایک درہم حاتم تھا ہے تو دن بہر انا اللہ کا  
 اِنَّا اَلِیْہِ رَاجِعُوْنَ پڑا کرتا ہے اور اُسکی عمر اور اُسکا دین گنتا جاتا ہے تو اُسپر  
 اسو س سین کرتا۔ اور بولے کا ادنیٰ منز شہرت ہے جسکے سامنے اور ملائین گرد  
 ہیں۔ یہ راہد ویر بہر گارستے۔ یہ کہتے ہیں کہ بیسے ایک گہری ڈھڈھڑ بہا کو دیکھا کہ دو دوں  
 باتوں سے تالیان کاتی حالتی اور اُسکے ارد گرد بہت لوگ تھے کہ وہ ہی تالیباں  
 بجاتے تھے یس جب میرے یا سگر ری تو میری طرف مُنہ کر کے کھسے لگی کہ آہ اگر میں  
 تھے یا حاتی تو میرا ہی حال کرتی تو یہیے اس لوگوں کا کر رہا ہے اسکے بعد یہ روئے



لگے۔ انکایان ہے کہ یہ اٹائیس ہزار حرم کئے ہیں اور میں جی چاہتا ہوں کہ اے کاتس یہ اُن لعزٹوں میں سے ایک کی ہی معافی کا درلیمہ ہوں جو مجھے اُس جنموں میں واقع ہوئی ہیں۔ سٹائے ایکسوتیراوسے ہجری میں اکی تیراوسے سال کی عمر ختم ہو گئی۔

## (۱۱۰) ابو علی الحسین بن یحییٰ شبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہا کرتے تھے کہ ہم میں کوئی گھر کوئی گڑبگڑ کوئی بڑی اور کوئی رنجیر ایسی نہیں ہے جس پر اُس شخص کا نام لکھا ہوا ہو جس کے لئے وہ ہے لاجل و کافوتہ الا ما للہ العلی العظیم اور کہتے تھے کہ نعمان کی حکمت میں سے ہے کہ تیرے دوس پر رعیت رکھنے والے یا ڈرانے والے کے سوا کوئی قدم نہ رکھے۔ پس جو شخص تجھے ڈرینوالا ہے اُسکو اپنے قریب بیٹھلاؤ اور اُسکے سامنے حدہ رو رہو اور اُسکے پس اپنت جیسا کہ رنی نہ کرو اور تمہاری طرف رعیت رکھنے والا ہے اُس سے صاف دلی کیسا تہداشت طاہرہ کرو اور سوال کرنے سے پہلے اُسکی حاجت روانی کرو اسلئے کہ جب تمہیں اُسکو سوال پر مجبور کیا تو جب قدر تمہیں اُسکو دیا اوسکا دونا اُسکی آرو میں تو تمہیں ضائع کر دیا۔

## (۱۱۱) وکیع بن الجراح رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قول تھا کہ رہد تو حلال ہی میں ہوا کرتا ہے اور حلال مفقود ہو گیا اسلئے وہ بیاہر لہ مردہ کے ٹھیری اور اس سے اُسقدر لوحس سے تم زندہ رہ سکو کہ اگر وہ حلال ہے تو تم زاد ٹھیرے اور اگر حرام ہے تو تمہیں جاں ہی بچانے پر لیا اور اُسقدر اُسمین سے حلال ہی تھا اور اگر اُسمین سب سے ہین و فتناب میں کمی ہو جائیگی میں کہتا ہوں کہ انکا یہ کہنا

کہ حلالی مفقود ہو گیا اپنے حال اور اپنے مقام کے اعتبار سے ہے کیونکہ یہ لوگ  
 اُس جبر کی سست جو ضروریات زندگی میں سے ہاتھ میں آئے پہلے جہان میں کر لینا و اجا  
 میں سے ہمارے کرتے ہیں اور جو یہ نہیں کرتا اُس کا کمانا ایسے لوگ نہیں کہاتے والدہ اسلم  
 یہ کہا کرتے تھے کہ اللہ کا طریق ایک سودا ہے جس میں بچا ہی لفع حاصل کرتا ہے۔ یہ صائم اللہ  
 تھے اور ہر رات کو قرآنِ مخم کرتے تھے۔ اور جب کوئی شخص انکو ستانا تو یہ جو داسیے ہی  
 سر پر جاک اٹھا کر ڈالتے اور کہتے تھے کہ اگر میرا گناہ ہوتا تو یہ مجھ پر مسلط کیا جاتا پھر وہ کفر کے  
 ساتھ استغفار کرتے یہاں تک کہ وہ موزی ان سے دست کش ہو جاتا۔ ۱۲۹ھ ایک سو اڑتیس  
 ہجری میں پیدا ہوئے اور ۱۹۷ھ ایک سو ستاونے ہجری میں حج سے واپس آ رہے تھے  
 کہ عراق کی راہ میں جبکہ ان کی عمر چھیاٹھ سال کی تھی غصی کا سفر اختیار کیا اور وہیں دفن ہوئے

## (۱۱۲) عبد الرحمن بن ہمدی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ہر شب قرآنِ مخم کراتے اور نصف قرآن تجمید میں پڑھتے تھے۔ انکے مائے حب انکے  
 یاس بیٹھے تو سب دم بخود رہتے تھے ایک دن اس میں سے ایک شخص انکے حلقہ میں  
 ہسا تو انہوں نے کہا کہ تم علم حاصل کرنے کو آتے ہو اور ہمیشہ یہ شخص دو مہینے تک  
 میرے ساتھ رہ بیٹھے یہ حاجہ دو مہینے تک اُس کا آمار و کد یا بعدہ اُس نے معافی چاہی تو کہا کہ  
 آدمی کو کیا ہے کہ جب علم حاصل کرتا ہو تو روے کیونکہ وہ اپنے نفس پر حجت قائم کرنا چاہتا  
 ہے۔ امیر علی کریم کا ارادہ تو بہت ہی کم ہوتا ہے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ آج میں کسی یر رنگ  
 ہمیں کرنا اگر اُس کو نہیں پرچو قرین ہے ۱۳۵ھ ایک سو پینتیس ہجری میں انکی ولادت اور ۱۹۷ھ  
 ایک اٹھانوے ہجری میں انکی رحلت واقع ہوئی۔

## (۱۱۳) محمد بن اسلم طوسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قول تھا کہ ”سواد اعظم“ کی یہودی کو لازم سمجھو۔ لوگوں نے یوحنا کہ ”سواد اعظم“ سے کوئی لوگ مراد ہیں انہوں نے کہا کہ ایک شخص یا دو شخص عالم جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت اور طریقہ مضبوطی سے چلے والے ہوں اور اس امر اور مطلق مسلمان ہوں ہیں۔ پس جو شخص ایسے دو شخصوں یا ایک شخص اور اس کے پیروں کے ساتھ ہوگا تو وہ جماعت کے ساتھ ہوگا اور جو انکی مخالفت کرے گا وہ جماعت کی مخالفت کرے گا۔ یہ اپنے عمل کو جو نقل ہو تاؤ شبہہ رکھتے اور کہتے تھے کہ اگر دو ذوق فرشتوں سے فاضل رکھا میرے اسکان میں ہوتا تو ضرور میں اس سے بھی چبانا۔ اور جب اپنے گھر کے اندر آتے تو اس قدر روئے کہ انکے بڑے بیویوں کو اپر رحم آتا تھا۔ اور جب باہر نکلتے تو منہ دھو لیتے اور آٹھون میں منہ لگا لیتے تھے۔ اور حیرت کرنے کورات گئے وقت منہ پر نقاب ڈال کر نکلتے تھے تاکہ کوئی نہ جانے کہ وہ کون ہیں۔ اور کالے تھوک یا کرتے اور کہتے تھے کہ یہ بیت الخلاء کو جانے والا ہے۔ اور انکا قول تھا کہ اگر تم میں سے کوئی آدمی کمانیکی کوئی حیر حریبے اور اسکو خوش واقعہ اور دوست و دار سالے میں ٹرا ہوتا مکرے اور اسکے بعد اسکو یا بجانے میں بیسیکے تو حضور تم سب اسکو مٹری کہو گے حال آنکہ تم سب رات دن کمالوں کو یا بیجانوں ہی میں بیسیکتے ہو مگر اپنے آپ پر کوئی ہی بین ہوتا۔ ۲۶۶۔ دو جو ہمیں بھیجی میں روضہ رضوان کو سدا رہے۔

## (۱۱۴) محمد بن اسماعیل بخاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ اُن علماء راعل میں سے تھے جنکے ذکر کے وقت رحمت مارل ہوتی ہے  
صائم الدہر تھے اور لوح پر پھر گاری کے اور سیت الحلاک کی آمد و رفت میں اللہ تعالیٰ سے  
مترم آلے کے باعث ہو کے رہتے تھے یہاں تک کہ ہر روز ایک کھویرا ایک مادام  
اکلی جو راک رہتی تھی۔ ۱۹۴ھ لیکو جو راکو سے بھری میں سحرا میں پیدا ہوئے اور ۲۵۶ھ  
دوسو میں بھری کی شب عید العطر کو اس دارمحن سے رحمت ہوئے اور خزانگ میں  
حرم قدسے دور سنچ پر ایک گاؤں تھامدون ہوئے۔ انکا قول تھا کہ میرے نزدیک  
میں کرنے والے اور مدت کر لے والے دونوں برابر ہیں۔ اور کہا کرتے تھے کہ مجھے  
امید ہے کہ حب اللہ تعالیٰ کے حضور میں حاضر ہوں گا تو مجھے یہ سوا خدہ نہ ہوگا کہ  
میں کسی شخص کی غیبت کی تھی۔ انہوں نے کسی کوئی چیز خریدی نہ بیچی۔ یہ برہنہ گار  
وراہ تھے۔ رات کو اندھیرے میں ہوتے۔ اور اکثر راتوں کو میں میں بار اٹھ کر  
حقیق سے چراغ حلا تے اور حدیثیں لکھتے اور سوحا تے تھے۔ ہر تب کے آخر حصہ  
میں تیرہ رکعتیں پڑھتے جن میں سے ایک وتر ہوتی تھی۔ اور رخصاں کی مانوں میں اپنے  
بارون کے ہمراہ تہائی قرآن کے ساتھ کاذین پڑھتے اور ہر تیسرے دن حرم کرتے  
اور کہتے تھے کہ ہر حرم کے وقت ایک دعا قبول ہوتی ہے۔ اسون نے اپنی صحیح میں  
جو حدیث درج کی ہے اس کے بعد اسے درج کے تکرار کی دو کعتیں پڑھی ہیں۔ یہ ایسے  
والد کے مال میں سے کہتے تھے کیونکہ وہ حلال تھا اور اُنکے والد کا قول تھا کہ میں اپنے  
مال میں سے ایک درہم کو بھی حرام یا سہہ کا نہیں جانتا۔ اس کے مساف ہست اور نہ ہونے

## (۱۱۵) یزید بن یارون واسطی رضی اللہ عنہ

احمد سنان کا بیان ہے کہ مجھے کسی کسی عالم کو اس سے بہتر کار پڑھتے نہ دیکھے  
مار کو کھڑے ہوتے تو معلوم ہوتا کہ ایک ستوں کھڑا ہوا ہے۔ الکا قول ہے کہ حصے  
غیر وقت میں ریاست چاہی وہ اُسوقت محروم رہا جب اُسکا وقت آیا۔ یہ کچھ ادب  
جالیس برس تک جب عشار پڑھتے تو چاشت تک کھڑے ہوئے کاریں ہی بڑا  
کرتے تھے۔ انکی آنکھیں بہت حوصلہ دہن مگر جیتہ روتے روتے ایک چوٹ  
اور ایک چند ہی ہو گئی۔ ایک مرتبہ کسی نے ان سے پوچھا کہ وہ حوصلہ دہن آنکھیں  
کہاں ہیں تو کہا کہ بور کے تڑکے میں غم کے رولے سے چلی گئیں۔ سترہ دو سو جیسا  
ہجری میں راہی ملک لقا ہوئے۔

## (۱۱۶) یونس بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الکا قول تھا کہ حب آدمی مات کرتا ہے تو اُسکے کلام سے اُسکی برہر گاری کا پتہ  
لگ جاتا ہے۔ آذر رضی بیکیان ہیں سب میں کچھ۔ کچھ آ میرتس ہوتی ہے اور میں پوچھتی  
تو رہاں کی نگہداشت میں اور اُسکی وجہ یہ ہے کہ کوئی کثرت سے کاریں پڑھتا اور  
رورے رکھتا ہے اور حرام سے اعطار کرتا ہے اور رات کو کھڑا ہوا عبادت کرنا  
ہے اور اُسکو دکھاتا ہے اور لغو اور جھوٹی گواہی میں پڑ جاتا ہے لیکن حب راہ کی نگہداشت  
کرتا ہے تو میں امید کرتا ہوں کہ اُسکا سارا عمل نیک ہوگا۔ اور کہا کرتے تھے کہ اگر مجھے  
حلال سے ایک درہم لمبا ہے تو اُسکا گھون حریہ کر ستنیاد اور بیاردن کو یا یا کرو

پس جو بیمار اُس میں سے کچھ بھی پالے اُسکو اللہ عزوجل نصاب دے۔ اور جب آدمی کے دو معاملے درست ہو گئے تو اور سب باتیں درست ہو گئیں ایک اُسکی مار کا معاملہ اور دوسرا اُسکی ریاں کا۔ اور اُسکی ریاں درست ہوئی اُسکے سب اعمال درست ہو گئے۔ اور میکین میں سے سوا میں ایسی جاتا ہوں جس میں سے ایک ہی مجھ میں نہیں ہے۔ ۳۹۰ لکھوا لکھوا لکھوا بحر میں رہ کر اسے عالمِ قدس ہوئے۔

### (۱۱۶) عبداللہ بن عون رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بگڑا رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اس عون کما کرتے تھے کہ ہمارے اس ربا میں مقل کو نہ جاسیے کہ کسی رعباب کرے کیونکہ اگر عتاب کرے گا تو جس بات رعباب کیا ہے اُس سے زیادہ سخت وہ کر بیٹھے گا۔ اور بگڑا کہتے ہیں کہ میں اس عوں کو اپنی ذات میں اور حیاں حاتمہ امین شغل رہنے کے باعث کسی کسی سے مذاق کرتے نہ دیکھا۔ آن کا معمول تھا کہ صبح کی مار پڑ کر اور ایسی حکمہ میں قنہ رخ بیٹھا اللہ تعالیٰ کا ذکر کیا کرتے تھے اور جب آفتاب نکل آتا تو اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوتے تھے۔ اپنی زماں کے مالک تھے۔ ایک دن روزہ رکھتے اور ایک دن نہیں رکھتے تھے۔ انکے بدن سے جو سبوتاں تھیں اور جس بو تک بھی تھے۔ اور اپنے گہر میں تنہا خاموش فکر میں ڈوبے ہوئے رہتے تھے۔ کسی کام میں نہ لگے اور اس امر کو مایوس کرتے تھے کہ کوئی شخص اُنکے بیک اعمال و اخلاق سے واقف ہو۔ اس جہدی رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں جو میں اس عبداللہ بن عون کی صحبت میں رہا مگر میں نہیں جانتا کہ درستوں سے اس رضی اللہ عنہ اُنکا ایک گناہ ہی لکھا ہو۔ اپنے والدین سے نیکی کے ساتھ پیش آتے تھے۔ انہوں نے

کسی انکے ساتھ ایک مرتب من رکھا یا اور اسکی وجہ جو بھی گئی تو کہا کہ مجھے یہ اندیشہ رہتا ہے کہ شاید انکی نگاہیں پہلے سے کسی لقمہ پر ہوں اور میں اُسکو لے لوں۔ ایک دن کسی کام کے لئے انکی مان لے اُکو ملا تو گنگویشند آوار سے جواب دیا اسکے کھارہ میں اُسی دن ابھون نے دو عظام آدھ ادھ کے۔ انکے جیب سے مکان تھے حکو رہنے والوں کے لئے مساج کر دیا تھا اور اس جوتے کے کراہے مانگتے وقت خوف زدہ ہو گئے کسی مسلمان سے کراہینہ لیتے تھے۔ یہ سارا ایک سو کا دن ہجری میں قید ہستی سے آرا رہ گئے۔

### (۱۱۸) عبد الصوری اللہ تعالیٰ عنہ

انکا قول ہے کہ سچوں کے اعمال دل سے ہوتے ہیں اور ریاکاروں کے ظاہری اعصار سے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ دل میں ایک درد ہو اگر تا ہے جسکو اللہ تعالیٰ کی محبت ہی اچھا کرتی ہے اور جس شخص نے ایسے آپ کو ایسی چیز کا مانند کیا جسکی اُسکو حاجت نہیں ہے اُسے اپنے احوال میں سے اُس نے کو صاف کیا جسکی اُسکو احتیاج ہے۔ آدھ حب تیرے کلام سے تجھی کو فائدہ ہوا تو دوسرے کو اُس سے کیونکر فائدہ ہو سکتا ہے اور جسے سختوں کی بامدی بین ہستی کی رہ بہ عقوں میں مبتلا ہوا۔ اور جسے اہل طریقت میں سے ہونے کا دعویٰ کیا وہ اُسکے آداب کے کھالانے میں کمر در ہوا اور رسوا ہی ہو کر مرا اور جسے اہل طریقت میں سے اپنا نام مٹا دیا وہ نہ مرے گا جتنا کہ دور دور کے لوگوں کا مجمع ہونے کا۔ اور سب سے ایسے ہیں جکے دلوں میں عبوریت کے دعوے جیسے ہو ہے مگر رلویت ہی کے اوصاف اُس سے ظاہر ہوتے ہیں اور مردن کے

سے بڑے احلاق میں سے یہ ہے کہ لوگ اُسکی بدگمانی سے بچے رہیں۔

## (۱۱۹) عبداللہ بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بڑے عابد تھے قبرستان میں رہا کرتے اور لوگوں کی صحت جو بڑ بیٹھے تھے اور  
الکا قول تھا کہ مینے قبر سے بہتر نصیحت کرے والا اور تمہائی سے بڑا کردیں کا کچا لے والا  
نہ دیکھا۔ اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمہارے عاقل ہونے کی یہ دلیل ہے کہ تم ایسی چیز  
کے یاس سے گدرد جو اللہ عزوجل کو مارا ص کرتی ہے اور تم اُس سے لوگوں کے خوف  
کے باعث منع کرو۔ اور جسے مخلوق سے ڈر کر امر بالمعروف کو ترک کیا اُس سے اللہ عزوجل  
کی صیحت نہیں لی گئی۔ اور جو آدمی کہ اپنے مال میں موصول حرجی کرتا ہے وہ تو اُس سے  
روکے جانے کا سہارا ہے یہ اُسکا کیا حال ہو گا جو مسلمانوں کے مال کو بجا حرج کرے  
ہے۔ <sup>۱۱۹</sup> ایک سو جو اسی بھری میں جیسا سٹھ رس کے ہو کر مدینہ طیبہ سے ہجرت کے  
کے لئے قبر کی تمہائی میں حاسوئے۔

## (۱۲۰) ابوالحسن ابراہیم رضی اللہ عنہ

ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ کی صحت اُٹھائے ہوئے اور اہل توکل و تخرید میں  
سے تھے۔ فردین سے خلد برین کو سد بارے ہرات والے ابکی ٹری تعظیم و توقیر  
کرتے تھے لیکن جب انہوں نے کہہ دیا تو اس حج میں یہ دعا لگی کہ خدا یا میری روری  
ہرات والوں کے مال سے موقوف دوا اور میرے حق میں اُنکو پہرہ گار بنانا۔ چنانچہ  
جب وہ حج سے واپس آئے تو لکیر کھینچ کر لے ہوئے کہتے ہی دس گناجاتے تھے



مگر حب ہرات کے مارا سے گزرتے تھے تو لوگ ان کو گالیان دیتے اور کہتے تھے کہ یہ تو ہر روستے اتنے درہم حرج کیا کرتا ہے۔ یہ کہتے تھے کہ میں یا مان میں کچھ دلوں اسطو پر رہا کہ کچھ کمانا تھا اور یہ بتاتا تھا اور کسی حیر کی خواہش ہوتی تھی اسپر میرے لہس میں یہ خیال پیدا ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے رب یک میری کچھ منزلت ہے اس خیال کا آنا ہی تھا کہ میرے داہی حاسب سے ایک شخص لے لیا کہ ابراہیم انور ہے دل میں اللہ عزوجل سے ریا کرتا ہے ابہر اُسے لکھا کہ تجھے خبر ہی ہے کہ مجھے یاں کتنے دن ہو گئے ہیں کہ میں یہ کچھ لکھا باہر بیا اور نہ خواہش کی ہے حالاکہ میں ایام صح بے حس و حرکت پڑا ہوا ہوں۔ میں لکھا کہ خدا تر جاتا ہے۔ اُسے لکھا کہ انہی دن اور بہر ہی مجھے اللہ عزوجل سے شرم آتی ہے کہ تیرا حیا خیال میرے دل میں گہرے حال آئے کہ اگر بین اللہ تعالیٰ کو قسم دوں کہ میری خاطر سے اس درت کو سولے لکھا دے تو وہ ضرور کرے۔ بس میری یہ نتیجہ ہوئی۔

## (۱۲۱) البوسیم اصفہانی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حلیہ اور طبقات وغیرہ کتابوں کے مصنف ۳۳۶ تین سو چھتیس ہجری میں اس دار پر محسن بن آسے اور چورالوے سال کی عمر میں ۳۳۶ جاہلوتیس ہجری میں بوسیم حمت کے شوق میں اصفہان سے عقبی کی راہ لی۔ اصفہان والوں نے اس کو نکال دیا اور جامع مسجد میں بیٹھنے سے روک دیا تھا۔ بس سلطان محمود بن سنکلیں نے اصفہان پر قبضہ اور اسی حاسب سے وہاں حاکم مقرر کر کے وہاں سے کوچ کیا محمود کا بیٹھنا ہمسرہ ہوتا کہ یہاں کے لوگوں نے حملہ کر کے اُس حاکم کو قتل کر ڈالا۔ محمود دوبارہ وہاں پہنچا اور

لوگوں کو اداسنے امان دی جس سے وہ مطمئن ہو گئے لیکن ہر ادا کو قتل کرنا شروع کیا تو ادھر  
 سے زیادہ آدمی صاف ہو گئے۔ لوگوں نے اس واقعہ کو انو نعم کی کرامات میں شمار کیا اور ان کی  
 انبی سے کچھ زیادہ عمر ہو چکی تھی اسوقت حلیہ علم سینہ سے لکھوائی تھی بھینہ سے۔

## فصل عابدہ عورتوں کے تذکرہ میں

### (۱۲۲) انہیں سے ایک معاذہ عدویہ رضی اللہ عنہا ہیں

انکی عادت تھی کہ جہاں دل نکلا اور انہوں نے کہا کہ اس آج ہی کا دن تو میرے  
 مرے کا ہے اسلئے دن بھر سوئی تھیں یہاں تک کہ تمام ہو جاتی تھی۔ اور جب رات آتی  
 تو کہتی تھیں کہ اسی رات میں تو میں مرے والی ہوں اسلئے صبح تک نہ سوتی تھیں۔ اور جب  
 سید کا علم ہوتا تو انکو گھر میں دوڑتیں اور کہتیں کہ اے نص مید تو ساسے ہی ہے۔  
 یہ صبح تک گھر میں بیڑی تھیں اور انکو ہر دم یہ اندیشہ رہتا تھا کہ کہیں غفلت اور مید میں موت  
 نہ آجائے۔ یہ راتوں میں جب سو کہتیں بیڑی تھیں اور چالیس سال تک انہوں نے  
 گاہ اٹھا کر آسمان کی طرف نہ دیکھا۔ اور جب انکے سوہرنے فصا کی تو مرتے دم تک  
 تکیہ لگا کر مہجورنے پر نہ یقین۔ یہ ام المؤمنین حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملی تھیں  
 اور اُسے حدیث روایت کرتی تھیں۔

### (۱۲۳) ابوعبدو یہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

کتر سے روئے والی اور عظیم رہے فانی تھیں اور جب وہ حج کا ذکر سنیں تو

۷۰ تک میوے رزقی تھیں۔ انکا قول ہے کہ ہماری استعصارا استعصار کے محتاج ہیں۔ اور جو کچھ لوگ انکو لا کر دیتے اُسکو واپس کر دیتی اور کہتی تھیں کہ مجھے دنیا کی کچھ حاجت یہیں ہے۔ اور اُسی برس کی عمر میں یونیکر پڑائی مستک حبسی ہو گئی تھیں اور چلے میں گری پڑتی تھیں اور ہمیشہ انکا کفن اونکے سامنے سجدہ فرمائی جگہ میں کھاتا تھا اور اُنکے سجدہ کی جگہ اون کے آسودوں سے ایسی تر تھی تھی کہ گویا پانی بہا یا گیا ہے انہوں نے سفیان کو انورم کا لغو مار ڈالا کہ انکا کما کے عم کی کمی، اگر تم عگیں ہو تے تو تمکو زندگی ایسی۔ معلوم ہوتی۔ انکے مساف بہت اور مشہور ہیں۔

### (۱۲۴) ماجدہ قرشیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ کہا کرتی تھیں کہ حمان کوئی کرشنا ہوا اور کیلی آہٹ میں پائی تو مجھے ہی گنا ہوتا ہے کہ اس کے بعد ہی میرا حاتمہ ہے۔ اور انکا قول ہے کہ ایسے گھر کے بچے کیسے کم عقل ہیں جبکہ حکم دیا گیا ہے کہ یہاں سے کوچ کرو اور وہ ہیں کہ اطمیناں سے ٹھیرے ہوئے ہیں گویا انکے سوا کسی اور کو کہا گیا ہے اور انکو حاتمہ کی احازت ہی نہیں ہے اور اُس حکم سے کوئی اور مراد ہے۔ اور کہا کرتی تھیں کہ فرما سر داروں کو جو کچھ نصیب ہوا ہے یعنی حنت میں جانا اور خدا کا راضی ہونا سب بدل کو تھلا کر حاصل ہوا ہے۔

### (۱۲۵) سیدہ عائشہ بنت حضرت جعفر صادقؑ

مصر میں قراہ کے بہانک بر مدفون ہیں۔ یہ کہا کرتی تھیں کہ تیری ہی عرت و جلال

کی قسم ہے کہ اگر تو نے مجھے دوح میں بھیجا تو میں ابی توحید کو ہاتھ میں لیکر دو ریخون میں  
 پروں گی اور اُن سے کہوں گی کہ میں نے تو اُنکی توحید کی اور اُسے مجھے عذاب دیا۔  
 ۲۵۔ ایک سو پینتالیس ہجری میں جنت کو سد ہارین۔

## (۱۲۶) رباح قیسی کی بیوی رضی اللہ تعالیٰ عنہا

ساری رات کھڑی ہوئی عبادت کیا کرتی تھیں۔ اور انکا معمول تھا کہ جب چوتھائی  
 رات گزر جاتی تو رباح سے کہتیں کہ ہمارے لئے اُٹھ کر وہ اُٹھتا تو یہ ہمارا کو کھڑی  
 ہو جاتیں اور دوسری چوتھائی بھی حتم کر کے آتیں اور کہتیں کہ اے رباح اُٹھ لیکر وہ  
 اُٹھتا تو اس چوتھائی کو بھی تمام کرتیں اور اُسے اُٹھاتیں اور اُسے اُٹھنے پر ساری رات  
 گزار دیتیں اور کہتیں کہ اے رباح رات کالت کر چلا گیا اور تو سوتا رہا میں نہیں جانتی کہ  
 تیری سست مجھے کسے دیکھ کا دیا تو خاصہ عالم و سرکش ہے۔ یہ رہین سے کوئی تسکا  
 اُٹھالیتیں اور کہتی تھیں کہ والدہ دنیا میرے نزدیک اس سے ہی زیادہ دلیل ہے۔  
 اور یہ عساکر کی کار بڑہ کر خوش و ملتیں اور کپڑے بسکراہنے شوہر سے کہتیں کہ کچھ مجھ سے  
 کوئی ضرورت تو ہیں ہے پس اگر وہ ہیں کہتا تو آرائیتی لاس اُٹھاؤ اللین اور نحر تک  
 سار میں متحول رہتیں۔

## (۱۲۷) فاطمہ نیشاپور یہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

دوالون مصری رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے کہ فاطمہ میری پیر بہن۔ انکا قول ہے  
 کہ جب نے ہر حال میں اللہ تعالیٰ کو بیش نظر نہ رکھا وہ ہر میدان میں اُترے گا اور ہر زمان



## (۱۲۹) ام ہارون رضی اللہ تعالیٰ عنہا

حدائق عبادت کرے دایم ہوں میں سے تین۔ اور صبر و ٹی کھاتی تھیں اور  
 کہا کرتی تھیں کہ میں تو رات ہی کے آنے سے شگفتہ ہوتی ہوں اور جب دس نکلتا ہے  
 تو مجھ پر اُرداسی جی جاتی ہے۔ ساری رات ماروں میں کھڑی رہتیں اور جب نذر کاڑ کا  
 ہوتا تو کہتیں کہ اب میری جاں میں جاں آئی۔ ایک مرتبہ ماہر نکلیں تو انہوں نے کہیں  
 کہتے سا کہ اسکو پکڑ لو، اس پر عیش کہا کر گرین۔ میں رس تک انہوں نے اپنے مالوں  
 میں تیل میں ڈالا تھا مگر حبس کر لیتیں تو اسے مالوں کو تمام عورتوں کے مالوں سے ہتر  
 باتیں۔ اور جب کبھی جنگل میں اٹھو تیر ملتا تو اس سے کہتیں کہ اگر میں ہی تیرا رقی ہوں تو  
 مجھے کمالے وہ دیر اُس سے مُسہ بہر کر بوٹ جاتا۔

## (۱۳۰) حبیب کی بیوی عمرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

رات بھر عبادت میں کھڑی رہتیں اور جب صبح ہوتی تو اسے بیان سے کہتی تھیں کہ  
 اے مردوے اٹھ رات جا چکی دس نکلا اور ملاز اعلیٰ کے تارے ٹوٹے اور بکوں  
 کے قافلے چلے گئے اور تو بیچھے رہ گیا اُن کو ہمیں پائے گا۔ ایک مرتبہ انکی آنکھیں  
 دھکے کو آئین تو کسی نے پوچھا کہ تمہاری آنکھوں کے درد کا کیا حال ہے تو کہا کہ میرے  
 دل کا درد اس سے زیادہ سخت ہے۔

## (۱۳۱) امہ الجلیل رضی اللہ تعالیٰ عنہا

بڑی عابدہ و راہبہ تھیں۔ ایک مرتبہ عابدہ و ناسرین ولایت کی تعریف کے متعلق

اختلاف ہوا۔ ہر ایک قول پیش ہوئے۔ آخر سب نے کہا کہ امتہ الحلیل کے پاس چلو۔  
 عاصم بن نے اس سے آکر پوچھا کہ تمہارے ردیک کی ولایت کی تعریف کیا ہے انہوں  
 نے کہا کہ ولی وہ ہے جو ہر وقت دینا سے روگردان اور حد کی طرف مشغول ہو اور اسکی  
 ایک گڑھی ہی ایسی نہو جس میں وہ عی خدا کے لئے نذر ہو۔ لہذا ان میں سے ایک سے  
 کہا کہ جو کوئی تم سے یہ کہے کہ اللہ تعالیٰ کو کسی ولی کا تحمل اللہ عز وجل کے سوا کچھ اور ہے  
 تو اسکو چھوٹا سمجھو۔

### ۱۳۲۱) عبیدہ بنت ابی کلاب رضی اللہ تعالیٰ عنہما

مالک بن دینار کے پاس آیا پایا کرتی تھیں۔ ایک مرتبہ انہوں نے سنا کہ ایک  
 شخص کہہ رہا ہے کہ متقی اس وقت تک تقویٰ کی حقیقت تک نہیں پہنچتا جب تک کہ  
 اللہ عز وجل کے پاس حاندا کے ردیک سب سے زیادہ محبوب ہو، تو یہ عیش کہا کر  
 گرڑیں۔ اور کہا کرتی تھیں کہ میں کچھ بردائیں کرتی کہ کس حال میں میری صبح ہوئی اور کس  
 حال میں شام۔ لوگ انکو سنا لے رضی اللہ عنہما پر ترجیح دیتے تھے۔

### ۱۳۳) عفیرہ عابدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما

ایک دن جب عاصم بن ابی ربارت کو یہ بچے تو انہوں نے پوچھا کہ تمہارا کیا حال ہے  
 عاصم بن نے کہا کہ ہم آگے دعا چاہتے ہیں انہوں نے کہا کہ اگر خطا کاروں کی رہائش بند  
 ہو گئی ہو تو تمہاری بڑیا کو گنگے میں سے مات بھی نہ کر سکتی لیکن خیر دعا کرنا سنت ہے۔  
 اسکے بعد کہا کہ اللہ رحمت کے یہ دن سے تمہاری مہمانی فرمائے اور میرے اور تمہارے

دلوں میں موت کی یاد ڈالے اور مرتے دم تک ہمارے ایمان کو محفوظ رکھے اور وہ سب سے بڑا رحم کرے والا ہے۔

## (۱۳۴) شعوٰنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

کبھی رونے سے تھکتی نہ تھیں اس پر لوگوں نے ان سے کہا کہ اس قدر رو کر کہ اس قدر رو کر کہ تو کہنے لگیں کہ والدین تو جانتے ہیں کہ اس قدر روؤں کہ میرے آس و ستک ہو جائیں تب آتا ہوں روؤں کہ میرے جسم کے کسی جزو میں خون باقی نہ رہے۔ اور کہا کرتی تھیں کہ جو درد سکتا ہو اُس کو رو لے والوں پر رحم کرنا چاہیے کیونکہ جو شخص روتا ہے وہ ایسے لعل سے اور گنگا سے اُس نے کئی بچوں اور حریف وہ حار ہے اُس سے واقف ہونے کی وجہ سے روتا ہے۔ اور کہتی تھیں کہ خداوند تو جانتا ہے کہ قمری محنت کا کیا سا کبھی سیراب نہیں ہوتا۔ اور جو عورت ان کی خدمت کرتی تھی وہ کہتی تھی کہ بے گیمی نظر تو ابھری اُن کی رکت سے میں کبھی دیا کی طرف نہ اُٹھتی اور نہ میری آنکھیں کوئی مسلمان چھوٹا نظر آیا۔ حبیب بن عیاض رضی اللہ عنہ اس کے پاس آتے جاتے اور اس سے پوچھا کرتے اور دعا چاہا کرتے تھے

## (۱۳۵) آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا

بشر بن حارث رضی اللہ عنہا کی زیارت کو جایا کرتے تھے ایک مرتبہ بیمار ہوئے تو یہ مرحلہ سے اونکی بیمار پرسی کو آئیں۔ اور ان کے پاس تھیں کہ امام احمد حبیب رضی اللہ عنہ بھی عیادت کو آئے۔ اور آمنہ رضی اللہ عنہا کو دیکھ کر بشارت ہو چنے لگا کہ یہ کون ہیں۔ بشارت نے کہا کہ



یہ آسمہ سہلہ کی رہے والی ہیں میری بیماری کی حسرت سکر سہلہ سے میری عیادت کو آئی ہیں۔ امام احمد صلی اللہ علیہ وسلم نے لکھا کہ آپ اس سے درخواست کیجیے کہ ہمارے لئے دعا کریں جیانیہ لکھ لے اس سے لکھا کہ آپ ہمارے لئے اللہ سے دعا کیجیے۔ اہوں نے لکھا کہ حیدر بن الحارث اور احمد بن حنبل دورح سے تیری سیاہ کے طالب ہیں اس سے بڑے رحم کرنے والے اس دو لوگوں کو سیاہ دے امام احمد صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں کہ جب رات ہوئی تو ایک یوچہ جمین بعد لسم اللہ کے یہ لکھا ہوا تھا کہ تمہیں یہ کر دیا اور ہمارے یہاں اس سے ہی زیادہ ہے، ہوا سے میری طرف گر پڑا۔

### (۱۳۶) منقوسہ بنت زید بن ابی الفوارس رضی اللہ تعالیٰ عنہا

انکی عادت تھی کہ جب اسکا بچہ مرنے لگا تو اسکو اپنی گود میں رکھتیں اور کہتیں کہ والدین میرے آگے حاکم امیر سے رو دیک تیرے مجھے بعد جانے سے بہتر ہے اور تمہیں رونے بیٹھنے سے میرا صبر کرنا اچھا ہے اور اگر تیری جدائی حسرت کا باعث ہوتی تو تیرے خواب کی امید اس سے عمدہ تھی۔ بہر عمر بن معد یک رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا شعر ہے کہ اس صبر کا یہ ہے بڑھتین

اپنے مردوں یہ ہیں روتے ہیں ہم	بارعم سے ہوا اگر بیٹھیں بھی جسم
-------------------------------	---------------------------------

### (۱۳۷) سیدہ نفیسہ بنت حسن بن زید بن حسن بن علی بن

ابیطالب رضی اللہ تعالیٰ عنہم

آپ ۷۵ سالہ ایک سو پینتالیس ہجری میں مکہ معظمہ میں پیدا ہوئیں زہد و عبادت میں

نری ہوئیں اور اسحق کو متن سے ایک ستادی ہوئی۔ اور قاسم داتم کلتوم ایک دوادلا دیں  
 تہیں۔ سات سال تک ایک اقامت سے مصرے رکت حاصل کی۔ اور شہ دوسواٹ  
 ہجری میں داخل حلد برین ہوئیں۔ اسکے سوہر دون بچوں کو لیکر مصر سے چلے گئے اور  
 سبے بقیع میں ہوشہ گئے لئے آرام کیا مگر اسمین اختلاف بھی ہے حسیا کہ اس  
 الملحق نے لکھا ہے۔ جب امام تافعی مصر میں آئے تو انکی حدت میں حاضر ہوا کرتے  
 اور رخصا میں تراویح انہیں کی مسجد میں پڑھتے تھے۔  
 اب ہم ہر اں اولیاء اللہ کا تذکرہ لکھتے ہیں جو مرد تھے۔

### (۱۳۸) سعدون مجنون رضی اللہ تعالیٰ عنہ

جہہ مینے حذب اور جہہ مینے سلک کی حالت میں رہتے تھے اور جب ان کو  
 جو جس آتا تھا تو حجت پر جڑھاتے اور بلند آواز سے لیکار تے کہ اے سولے واقول  
 اسکے کہ مہلت ختم ہو جائے خواب غفلت سے جو کو کو کہ تمہاری موتیں اچا کمک آ جائیگی۔

### (۱۳۹) بہلول مجنون رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بارون الرتید نے ان سے طافات کی اور کہا کہ میں ایک رماہ سے تمہاری طافات  
 کا آرزو مند تھا۔ اسوں نے کہا کہ مگر مجھے تو تم سے ملنے کا کسی اتوق نہ ہوا۔ بہر باروں رشید  
 لے کہا کہ آپ مجھے کچھ نصیحت کیجیے۔ اتوں لے کہا کہ کس ذریعہ سے نصیحت کروں  
 دیکھو یہ اسکے محل میں ادریہ انکی قریں ہیں۔ پھر کہا کہ اے ایہ المؤمنین اسوقت تمیر کیسی  
 بنے گی جب اللہ تعالیٰ تمکو اپنے حضور میں کھڑا کرے گا اور جوٹی سی جوٹی حیردن تک کا

حساب تم سے لے گا اور اُس وقت تم ہو کے بیاسے اور سگے ہو گے اور اُس دربار کریم  
 کے دگ تمہاری طرقت و کیکر چستے ہو گئے۔ یہ سکر دوتے روتے اور سگی لگی نہ لگی۔  
 مہلول مستحاب الدعوات تھے۔ ایک مرتبہ رشید نے اسکے یاس بدرامہ ہیجا۔ انہوں  
 نے دایس کر یا اور کھلا ہیجا کہ جس لگوں سے تنہ لیا ہے انکو قتل اسکے کہ وہ آخرت  
 میں تم سے اسکا مطالعہ کریں اور اُسکے راہی کرتے کو تمہیں کوئی حیرت ہوڑ ہے سے  
 بھی نہ ملے۔ لونا و۔ اسکو سن کر رشید پر خوش گردید طاری ہوا۔ مہلول رضی اللہ تعالیٰ عنہ جلد  
 استعاج کا معصوم یہ ہے بڑا کرتے تھے ۵

حرص و بیاسے ہاتھ اٹھاؤ تم کسے مال جمع کرتے ہو رزق پہلے سے ہو چکا مقبوض اصل میں ہیں حرص ہی مصاح	عیمتس کی بیان امید ہے بجا کیا حصر۔ کون اسکو کھائے گا سو وطن کا ہے فائدہ ہی کیا ہیں حوقلح وہی ہیں اہل عن
---	--

### (۱۴۰) ابو علی فضیل بن عیاض رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اسکے داد اسعود بن ابی نعیم بعدہ یربوعی تھے۔ مکر علاقہ خراسان کے ایک  
 گاؤں میں حکام قدریں تہاتہ و تہایا۔ اور شملہ ایک سو اسی ہجری میں حرم شریف  
 سے فردوس بریں کی راہ لی۔ اسکے کلمات عبرت آیات میں سے ہے کہ۔ اہل فضل  
 اُسی وقت تک اہل صل ہیں کہ اپنے صل کو نہ دیکھیں جس شخص کو یہ پسند ہو  
 کہ جب وہ ماتیں کرے تو لوگ انکو شہیں وہ راہ نہیں ہے۔ جب کوئی دشمن تمہاری  
 عیبت کرے تو وہ تمہارے لئے دوست ہے زیادہ مفید ہے کہ وہ جب وہ تمہاری

نیست کرے گا تو اسکی نیکیاں تمہاری ہو جائیں گی۔ آخر زمانہ میں قبیلہ کا سردار وہی گا جو  
 اُسیں مسافرت ہوگا اور اُسوقت ایسے لوگوں سے برہبر کر یاڑے گا کہ وہ یہ قتل لاء سلاح  
 مرص کے ہو گئے۔ لوگوں سے ہاگو مگر جماعت کو ترک نہ کرو۔ یہ راہ جو حق کا ہیں ملک عم کا ہر  
 ہر چیز کا دنیا چھو کر اسے اور مولویوں کا دنیا چھو کر چھوڑ دیا ہے۔ یہ بیانیوں سے  
 ملنے کو اسلئے ناپسند کرتے تھے کہ سادہ انجلی یا انکی طرف سے تصنع یا ظاہر داری کی نوت  
 آئے۔ اور انکے اقوال میں سے ہے۔ جسے قرآن کے معنی سمجھے اسکو حدیث لکھنے  
 کی ضرورت نہ رہی۔ یہ ہیتہ مقابل کرتے اور اُسی سے ایسا اور اپنے عیال کا حج کا سستہ  
 تھے۔ انکا قول ہے کہ جب اللہ تعالیٰ اسے کسی بندہ کو دوست رکھتا ہے تو اُس کی  
 ردوری تنگ کر دیتا ہے اور جب کسی بندہ کو دشمن رکھتا ہے تو اسے سیر دیا کو وسیع کر دیتا  
 ہے۔ اور میرا اس بات پر قسم کھانا کہ میں ریاکار ہوں مجھے اس سے زیادہ مرعوب ہے کہ  
 اپنے ریاکار ہونے کی قسم کھاؤں۔ اور قرآن حاسے والے کے یہ لسانی ہیں کہ  
 اسکی کوئی ضرورت کسی امیر یا مالدار کے ہاتھ میں ہے بلکہ یہ سردار ہے کہ خلق اللہ  
 کی ضرورتیں اسکے ہاتھ میں ہوں۔ اور محتک ہو سکے مولویوں سے دور رہی رہو کہ وہ  
 یہ اگر تمکو دوست رکھیں گے تو تمہاری ایسی تعریف کریں گے جسکے تم سراواہ میں ہو اور اگر  
 تم سے حفا ہو گئے تو تمہارے خلاف میں جوئی گواہی دیں گے اور وہ ماں لی جائیگی۔ سفیان  
 بن عیینہ انکے پاس مگر بیٹھے تو انہوں نے کہا کہ اے علماء اتم پہلے تمہروں کے حرام تھے  
 جسے لوگوں کو روشنی پہنچتی تھی مگر اب تم تاریک ہو گئے۔ اور تم پہلے ستارے تھے  
 جسے لوگ ایمان سے معلوم کرتے تھے مگر اب تم کالی گھٹائی بن گئے کیا تم میں سے کسی کو اسوقت  
 اللہ عز و میں آتی حدودہ ان حکموں کے یاں جاتا اور انکے مال میں سے لیتا ہے

اور نہیں جانتا کہ انہوں نے اسکو کھانے حاصل کیا ہے اور اسکے بھراہی مسد بزکیہ لگا کر  
 بیٹھا اور کہتا ہے کہ حد متی ملاں عی فلاں۔ یہ مسکرمیاں مرد ہے اور کہنے لگے  
 کہ ہم حد سے سختایتیں چاہتے اور تو ماہ کرتے ہیں۔ اور کہا کرتے تھے کہ حد کے مولوی  
 مسکسر اور رقیق القلب ہوتے ہیں اور دیا کے مولوی غرور و تکبر والے اور عام لوگوں کو  
 ٹرا سچھنے والے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ عبیت مولویوں کا سیوہ ہے۔ انکا اور شعیب  
 میں حرب کا طواف میں ساتھ ہوا تو انہوں نے کہا کہ اسے شعیب اگر تمہارا لگیاں ہو کہ اس  
 حج میں کوئی ایسا آدمی ستر یک ہوا ہے جو مجھے اور تم سے بڑا ہے تو تمہارا گمان بہت ہی  
 بڑا ہے۔ انکے اقوال میں سے ہے کہ جو ایسے ہائی کا جو یا ہوا حسین کوئی عیب نہو  
 وہ ملا بہائی کے رہا۔ آفس سے ہائی جارہہ کہ کہ حد سے حد ہو تو تیر جوئی تہمت  
 لگائے۔ اس زمانہ میں ہائی جارہہ رہا پہلے لوگ ایسے ہائی کے بعد اسکی اولاد کی گنت  
 اور یرہ برس اسوقت تک کہ وہ سن رستہ کو پہنچیں اسطور پر کرتے تھے کہ گویا خود انہیں کی  
 اولاد دہین۔ وہ شخص تیرا ہائی نہیں ہے جو اگر تجھے کوئی جیر مار گئے اور تو نہ دے تو وہ  
 تجھے رعبیدہ ہو جائے۔ تقماں باوجود اسکے کہ حدیسی علامت تھے مگر جو کہ سچ دیتے تھے  
 اور جس جیر سے انکو سہہ کار ہوتا اُس میں کسی میں بڑے نے اسے ہی اس پر لیل کے  
 قاضی تھے۔ یل صراط کی دوی بدرہ ہر رزخ کی ہوگی اس سے اسے میرے بایو  
 دیکھ لو کہ تمہاری کیا حالت ہوگی۔ اسحق بن ابراہیم نے اس سے درجہ است کی کہ مجھے کوئی  
 حدیث سوائے فضیل رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اگر تو مجھے دیار لگتا تو خیر حدیث کی  
 طلب سے زیادہ تر آسان ہوتا اور اسے عافل جو کہ تجھے معلوم ہے اگر تو اس پر عمل کرتا تو تجھے  
 حدیث سننے کی درصاف ملتی۔ جسے قرآن بڑی نیامت کے دن اس سے اسطرح سوال

ہو گا حصر تلخیص رسالت کے بارہ میں انبیاء علیہم السلام سے کیونکہ وہ اسکے دارت ہیں  
 آخر دی عالم کا علم چھپا رہتا اور دیا دی عالم کا علم کھلا رہتا ہے اسلئے آخر دی عالم کی پیر دی کر دے  
 اور دیا دی عالم کے ساتھ بیٹھنے سے برہر کر دے کیونکہ یہ نکو دیا کے دریب اور یک دمک  
 میں ہمسار دے گا اور اسکا دعویٰ عمل کا غیر عمل کے ہوا کرتا ہے یا ایسے عمل کی ساری صمین  
 صدق نہیں ہے۔ اگر علم والے دیا کے متعلق زہد کرتے تو بڑی بڑے جابرون کی گرد میں  
 اسکے سامنے حکمتیں اور لوگ اسکے دما سردار ہوتے لیکن انہوں نے تو پسا علم دیا داؤں  
 کو دیدیا تاکہ اُن سے مال ایٹھیں اس سب سے لوگوں کے رد یک دلیل دجوار ہوئے۔  
 راہدوں کی نشانی یہ ہے کہ حسب حاکموں اور اُن سے سروکار رکھنے والوں کے سامنے حل  
 قرار دیے جائیں تو جو تسلیم ہوں اور جو شخص اسکی حرکے کہ کوں سی چیز اسکے بیٹ میں جاتی ہے  
 وہ حد کے نزدیک صدیق ہے۔ اسلئے اے میکس دیکہ کہ تیری حوراک کہان سے  
 آتی ہے۔

(۱۸۱) ابواسحق ابراہیم بن ادہم بن منصور رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حلقہ بلج کے رہنے والے اور شاہوں کی اولاد میں سے تھے۔ انکے اقوال  
 میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ کو بھی نے والے کی نشانی یہ ہے کہ سے بڑی فکر اسکو  
 نیکی اور عبادت کی ہو اور سے زیادہ اُسکا کلام میں ہوتا ہو۔ اکثر ایک عربی شعر حکما ترجمہ  
 درج دلی ہے اُکی رماں پر رہتا تھا ۵

ہر شکستہ تم لقمہ میں کچھ بڑھ کے لذتیں	حرام سے ترستے صمین ہیں لٹٹی ہوئی بہتر ہیں
میں کہتا ہوں کہ بیژن کے لیٹے ہوئے رہے سے مراد یہ ہے کہ اُسکے ماضی میں	

علت ہو یہی لوگ اُسکی دیداری اور سکو کاری کے باعث وہ شے اُسے دتے ہوں  
 اور اگر ایسا ہوتا تو اُسے نہ دیتے اسلئے ایسی صورتیں مناسب یہ ہے کہ اُسکے مالک کو دلیس  
 کر دی جائے اور جسے ایسے ہی شخص کا یہ قول کیا جائے جسکی نسبت معلوم ہو کہ اسکو  
 وہ ہر حال میں درست رکھتا ہے پس ایسے ہی شخص کا قول ایسا ہے جس میں ہمیں نہیں پہنچتا  
 اسکا قول ہے کہ میرا زمین وہی عمل ہے زیادہ بھاری ہوگا جو جسم پر سے زیادہ دتوار ہے جسے  
 عمل میں جان لڑادی اُسکو پورا خرچے کا اجر جو عمل نہیں کیا وہ دیا سے آخرت کی طرف حالی رہا تہ  
 گیا تہ یک شخص کے ہمراہ ہے اور جب اُس سے جدا ہوئے کے تو اس شخص نے  
 ان سے کہا کہ اگر آپ نے محمد بن کوئی عیب دیکھا ہو تو مجھے اُس سے آگاہ کر دیجیے۔  
 ابراہیم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ہائی خان میں تم میں کوئی عیب نہ پایا کیونکہ بنے مگو محبت کی  
 نگاہ سے دیکھا اسلئے جو مات تمہاری یہ دیکھی وہ مجھے بھی اچھی ہے لہذا اُس سبب سے آپ کسی  
 اور سے یوحی ہیں۔ یہ کہا کرتے تھے کہ میں اسلئے بیمار ہوئے کی آرزو کرتا ہوں کہ مجھے جماعت کی  
 سارو حاجت نہو تاکہ میں لوگوں کو دیکھوں اور وہ مجھے دیکھیں۔ یہ ماہر سے دروازہ کو بند  
 کر دیا کرتے تھے اور لوگ اُسے مد پکڑا واپس چلے جاتے تھے اور اللہ تعالیٰ کے اس  
 قول تِلْكَ اَلْاٰیٰتُ السَّعٰیۃُ مَحْمُودٰتٌ لِلّٰہِ لَا یُرِیْدُوْنَ عُلُوٰفًا اَلَا رَحْمَۃً  
 کی تفسیر میں کہتے تھے کہ اگر تم ایسے ہوتے کہ تم کو اپنے ہائی مگے جوتے کے نئے  
 سے بہتر سمجھو تو یہی شے ہی ہے اور اُسکے اقوال میں سے ہے کہ نین شخصوں کی مقبراری  
 قائل ملا مت ایسے۔ بیمار اور ساقز۔ رورہ دار۔ جیسے ساجے کو قیامت کے دن مدہ سے  
 لے یہ آخرت کا گھر ہے نہو سچے ان لوگوں کے لئے خاص کر کہا ہے جو دنیا میں گیسٹس کی سی  
 ہیں کرنی چاہئے (آیت ۴۴ سورہ عنکبوت)

ایسے لوگوں کے روزِ دُعا حساب ہو گا جو اُسکو بچانتے ہوں تاکہ اُسکی اچھی طرح رسوائی ہو۔  
 حسنِ تمحصر، کدِ علم یا عمل یا بخشش کے وسیعہ سے شہرت پسند ہوں اُسے اللہ کی تصدیق  
 نہیں۔ اکو حبِ حلال کہاں میں ملتا تو ٹٹنی کھاتے اور ایک جیسے تک اُسی کو کہا کر رہتے  
 اور کہتے تھے گا اگر مجھے اپنے نفس کی اعانت کا ابدیشہ نہوتا تو صحتک مجھے حلال نہ متاثر تو تم تک مٹی  
 کو مٹاؤ کوئی چرمیری غولک ہی نفی جانتا کہ اسے چمکتا تھا کیا زمین کی کرتے تھو۔ اور کہتے تھے کہ حلال  
 میں مصولِ حرجی کی گھاتیس ہی میں بنے یہاں تک کہ ایک دھو سے بیدرہ ماریں ادا کرتے تھے  
 اور کہا کرتے تھے کہ عمل کرے کے لے علم کی جستجو کرو کیونکہ صحت سے آدمی غلطی میں پڑکے  
 صحت کا نتیجہ یہ ہوا کہ اُسکے علم باڈوں کے برابر ہیں اور اُسکا عمل جیوٹی کے برابر۔ اُنکو اگر کوئی  
 دیکھتا تو کہتا کہ ایمن گویا حال ہی میں اور اگر ہوا کا حر کا گھٹا ڈنگا جاتے ان سے ایک عالم لے  
 کہا کہ مجھے نصیحت کیجئے تو اُس سے کہا کہ دُعا نہ پڑھا کر دُعا کیونکہ دُعا سے چھاتی ہے اور سر  
 جلاجاتا ہے۔ اور اور اسی رحمہ اللہ تعالیٰ لے اُنکو لکھا کہ اسے ابراہیم میں تمہاری صحت میں رہنا  
 چاہتا ہوں۔ اُسکے جواب میں انہوں نے اُنکو لکھ دیا کہ جڑ یا حب دوسرے جس کے پردوں  
 میں ملایا جاتی ہے تو یہ پردے اُڑھالے ہیں اور اُسکو جوڑ دیتے ہیں۔ واللہ اعلم

## (۱۴۲) ابو الفیض ذوالنون مصری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اگر نام تو ماں میں ابراہیم تھا اور انکے والد بوسہ کے رہنے والے تھے۔ ۵۰۰۰ دوسو  
 سینتالیس ہجری میں اس دارالرحمن سے رحلت ہوئے۔ بہت دُعا تھے زنگتِ یرجی  
 غالب تھی اور دُعا ہی مفید نہیں ہوتی تھی۔ جب حیس کا میں انہوں نے دعائے یائی نو اس  
 حوت سے کہ لوگوں کی کثرت کے باعث کہیں بل نہ پتہ جائے انکی لاش کو کشتی میں لگے



اور لوگوں نے ست سے سیر بردل کو اکیلا اس کے اوپر فر کے پاس ہو چکے تک مسئلہ  
 کیا۔ اگلے کلام حلوص النیام میں سے یہ ہے کہ حضرت ادم علیہ السلام کو دعویٰ کرنا۔ رہ کر ہو بیت  
 رہ سارا عبادت پر گم ہونے کا اور ہر چیز سے اسے پروردگار کی طرف سناگنا۔ ہر دعویٰ کر ہوا  
 حق کے متبرک سے اسے دعویٰ کے رد سے میں رہتا ہے کہ اہل حق کا حق ہی اس کا  
 یر شاہد ہے کہ اللہ ہی حق ہے اور اُس کا قول حق ہے اور جس کا شاہد حق تعالیٰ ہوا وہ دعویٰ  
 کا مخرج مبین ہے اسلئے دعویٰ حق سے حجاب میں رہنے کی علامت ہے۔ علماء سے  
 کہتے تھے کہ میں ایسے لوگوں کا رہا۔ پانچا ہوں کہ اُس میں سے ہر ایک کا مقدر علم  
 جڑتا تھا اُس قدر اُس کا دیا سے یر ہر اور کھس زیادہ ہوتا تھا اور آج تمہارا یہ حال ہے کہ تم میں  
 سے جس کی جیسے جیسے علم بڑھتا ہے اُس قدر دیکھتے و طلب و محنت بڑھتی جاتی ہے  
 اور میں ایسے لوگ دیکھتے ہیں کہ علم حاصل کر کے لئے مال خرچ کرتے تھے اور تم آج  
 مال حاصل کر نیکے لئے علم کو خرچ کرتے ہو۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے مریدوں کے گروہ  
 تم میں سے جو شخص طریقت کا طالب ہوا اس کو لازم ہے کہ علماء سے صل کا اظہار کر کے  
 اور راہِ دون سے رحمت کا اظہار کر کے اور عاروں سے محنتی کے ساتھ ملے مین کہتا  
 ہوں کہ یہ اسلئے کہ عالموں سے اُس کو زیادہ علم راہوں سے رہا اور عاروں سے  
 معرفت حاصل ہو کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے اِنْعَامُ الصَّدَقَاتِ عَلٰی صٰغِرٍ وَّلَسٰ اَکْبَرٍ  
 کلامہ حیرات تو اس فقیر کا حق ہو اور محتاجوں کا (آیت ۱۰ سورہ توبہ) ان سے کسی نے  
 جو جہاں کہ خلق میں سفلے کوں ہیں تو کہا کہ وہ لوگ کہ جو اللہ تعالیٰ کا رستہ جانتے ہوں اور اُس کو  
 ماسے کی کوستیں کرتے ہوں۔ اور کہا کرتے تھے کہ عقرب الیسا راہ آئے گا حسیں  
 حقون کی حکومت عقلمند بن بچو گی مین کہتا ہوں کہ احمق وہ ہے جسے ایسے آیت کو

ایسی جواہشون کا سیر و سایا اور حد اس سے دور ارکار آرو نہیں کین اور قلمسدہ جسے اپنے لہس  
 کو ریر اور آخرت کے لئے عمل کیا۔ اور انکا قول ہے کہ لوگ ہمت ہر رالے میں فقیروں پر  
 ٹھٹھے کرتے آئے ہیں تاکہ مقرر صی المدعہم امیاعلیہم الصلوۃ والسلام کے موئے ہمیں۔  
 اور کہتے تھے کہ ایک عورت نے مجھے آکر کہا کہ میرے بچہ کو گھڑ پال گسیٹ لے گیا ہے  
 یہ بچہ کے لئے جو اسکی بے جیسی دیکھی نو دریا سے مل آیا اور کہا کہ حداد اُس گھڑ مال  
 کو ہوا رکرو۔ جیاجہ وہ لٹکر میرے پاس آیا اور یہ اُسکے بیٹ کو ہاڑا اور وہ بچہ  
 صحیح سلامت نکل آیا۔ وہ عورت اُس بچہ کو لے کر چلی اور کہنے لگی کہ آپ مجھے معاف  
 کر دیجئے میں حب آپ کو دیکھتی تھی تو آپ سے ٹھٹھے کرتی تھی اور اب میں اللہ تعالیٰ سے  
 توبہ کرتی ہوں۔ اور انکا قول ہے کہ مدہ سے اللہ تعالیٰ کے عصہ ہونے کی نشانیں میں  
 سے یہ ہے کہ اُسکو محتاجی کا اند پتہ ہو۔ اور کہتے تھے کہ ہر جہ کی علامت ہو کر تھی ہے  
 اور اللہ تعالیٰ کی مدد کا ہے عارف کے نکالے جانے کی علامت اللہ عزوجل کے در سے  
 الگ ہو جانا ہے۔ اور جب نگلیں کا عم کمال کو پہنچ جاتا ہے تو اُس میں تاسو میں ہائی رستہ  
 اور اسکی دم یہ ہے کہ جب قلب رقیق ہوگا تو ہواٹ ہے گا اور جب خشک ہو جائے گا  
 تو کیوکر سیجے گا۔ ایک دس فقیروں نے اسکے سامنے اُس میں محبت کا در کیا تو انہوں  
 نے اُس سے کہا کہ اس سٹیلے سے بارہ ہوساد اللہوس من یا میں اور محبت کا دعوئے کرے  
 لگیں۔ اور انکا قول ہے کہ دلوں میں سے بعض ایسا ہی ہوتا ہے کہ لگا کرے سے پہلے  
 معرفت چاہتا ہے اسلئے اطاعت کرے سے پہلے تو اس بات ہے۔ اور اللہ تعالیٰ  
 نے رماں کو بیاں کے ساتھ گویا کیا اور اُسکو کلام سے کہو لا ہے اور دونوں کو علم کا ظرف  
 بنا یا ہے اور اگر یہ ہوتا تو آدمی ہی جو یا یہ جیسا ہوتا سر اور ہاتھ سے اشارہ کیا کرتا۔ اور ہم کسی

جو ان کو مجلس میں کلام کرتے دیکھتے تھے تو اُسکی ہنلائی سے ناامید ہو جاتے تھے۔ اور جسے  
 حلال کی دو روٹیوں کی نسبت جہان میں نہ کی اُسے اندر دھل کی راہ میں فلاح نہ پائی۔  
 ایک شخص نے ان سے کہا کہ میری بیوی آب کو سلام کرتی ہے تو کہا کہ ہیکو عورتوں کا سلام  
 نہ بھیجیا کرو۔ اور دوستوں اور ملاقاتیوں کی کثرت سے بچتے رہو۔ اور جب ہم عمل میں کیے گئے ہیں  
 اور صرف طرہ کلام کو ہم نے پکا کر لیا تو بہرہ ہم کو کھلا جا سکتے ہیں میں کہتا ہوں کہ اسی  
 طرح سے اگر ہم بن اہم رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ حکم اللہ تعالیٰ نے اپنے قرب سے  
 مانوس فرمایا اُسکو لیس حیرتوں کے علم عطا کیا اور حصہ دو الہیوں کا قول ہے کہ جسے علم سیکھا اور  
 اُس میں مشہور ہوا اور اسکے بعد اُسے ایسی خواہش کو علم پر مقدم رکھا وہ عقل والا نہیں ہے  
 اور وہ عقل ہے جس نے اپنے لئے تو غیر سے انصاف چاہا اور اپنی ذات سے غیر کا انصاف  
 نہ چاہا۔ اور وہ عقل ہے جو اللہ تعالیٰ کو اُسکی طاعت میں ہول گیا اور اللہ تعالیٰ کو صرورت  
 و حاجت کے موقعوں میں یاد کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی سب مخلوقات سے عاجزی کر دیا اُس  
 سے ہرگز عاجزی نہ کر دیتے عاجزی کا خواہن ہوا سنے کہ اُسکا احسان ہوا اُس کے  
 اندر ولی غور و دلالت کرتا ہے اور اگر تم اُس کے ساتھ عاجزی کر دے گے تو تم عزیزین اُس کے  
 سمیعین ہو گے۔ اور جس نے لوگوں کے عیب پر نظر کیا وہ اپنے عیبوں سے اندھا ہوا۔  
 اور جسے روٹی کے ساتھ نمک طلب کیا اُسکو صومیون کے راستہ میں فلاح نہ ہوئی۔  
 ان سے کسی نے پوچھا کہ عقل کا کمال اور معرفت کا کمال کیا ہے تو کہا کہ جس شخص کو  
 جب تم اُس کے لئے ہو اور جس شخص کی طاعت ہے اُسکو چھوڑ دو تو تم کامل عقل والے ہو۔  
 اور جب تمہارا سرگرم اللہ عزوجل سے ہو اور تم اُس کے سوا اپنے احوال اور اپنے اعمال  
 پر غور نہ کرو تو تم کامل معرفت والے ہو۔ اور کہا کرتے تھے کہ اس زمانہ میں عابدوں نے اپنی

اور مولویوں نے گناہ کو ایک معمولی بات سمجھ لیا ہے یہاں تک کہ ایسے بیٹوں اور سترگاہوں کی حواہتوں میں ڈوب گئے ہیں اور انہیں عیسویوں کے مشابہہ سے روک دینے گئے ہیں اس لئے وہ ہلاک ہو گئے ہیں مگر انہیں حسرتیں وہ حرام کما لے یہ جھک پڑے ہیں اور حلال کی جستجو کو چھوڑ بیٹھے ہیں اور عمل کے بدلے صرف علم پر اکتفا کر بیٹھے ہیں جو جبراً ان کو عین آتی اُنہیں یہ کہتے ہوئے کہ ”میں عین حاتمہ سترگاہوں میں یہ لوگ دیا کے علم میں شریعت کے علماریں ہیں کہ یہ اگر یہ شریعت حاتمہ ہوتے تو وہ ان کو رایتوں سے روکتی اگر یہ سوال کریں تو اصرار سے کام لیں اور ان سے سوال کیا جائے تو بھل برتیں ان کا دل تو دراصل بھیڑیوں کے سے ہیں مگر انہوں نے اپنے آپ کو اسالی پوشاک کے علاوہ عین جیسا رکھا ہے اور اس کی مسجد دن کو جہاں اُس کا مقدس نام لیا جاتا ہے انہوں نے ایسی ہیو وہ ہاتھوں اور لڑائی جھگڑوں اور ایسے ستور و عمل کا اکھاڑا بنا رکھا ہے۔ اور علم کو دیا کے بیانیہ کا حال بنایا ہے پس ان کی صحت سے حد رکرو۔ آن سے کسی نے سوال کیا کہ آپ حدیث میں کیوں نہیں متحول ہوتے تو کہا کہ حدیث کے لئے اور لوگ ہیں اور محکو تو جو متعلہ اسے لمس کے ساتھ ہے اُسی میں میرا سا راقہ گد رھانا ہے اور حدیث دین کے ارکان میں سے ہے اور اگر حدیث اور فقہ جیسے دعوں میں نقص نہ آجاتا تو آپسے رہاہ میں سے انصاف ہی ہوتے کیا تم اُنہیں نہیں دیکھتے کہ انہوں نے ایسا علم دیاداروں کو عطا کر دیا تاکہ اُس کے ذریعہ سے ان کی دیباگوئی طرف کیجیں اور اس کا نتیجہ یہ ہوا ہے کہ یہ دیباہ دار ان کی روک کے لئے میرے بیٹھاتے ہیں اور اسے عہد کے ساتھ پیش آتے ہیں اور دیا کے مارہ میں علم والوں اور فقہ جیسے دعوں کا رحمان دیکھ کر دیا کے ذریعہ سے اُن کو دریغ اور دہو کے دیتے ہیں اس لئے یہ لوگ اللہ اور رسول کی حیات کرتے ہیں اور جو لوگ ان کی پیروی کرتے ہیں اُن کا گناہ بھی انہیں کے سر پہ چڑھتا ہے

ان لوگوں نے علم کو دیا کے لئے دامن اور اس کے حاصل کرنے کا سلاح سایا ہے حال آنکہ پہلے یہ دین کے چراغ تھے جسے رستی حاصل کی جاتی تھی۔ ان سے ایک شخص نے جو کہا کہ قرآن کے عالم کوں ہیں اسکے جواب میں کہا کہ وہ لوگ ہیں جسوں نے سواریوں اور جسوں کو تہ کیا اور گلیے جسوں کو سوکھے لموں آسٹے اشکون اور بلند آہون کے ساتھ قرآن کو ایسا مصاحب بیا یا ہے اہین کے لئے اس ہے اور یہی سبھی راہ پرین۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ ان عالموں سے ہدایت تعجب ہے کہ حلق کو چھوڑ کر اہون نے مخلوق کے سامنے گردین جھکاؤں ہیں حال آنکہ اسکا دعویٰ یہ ہے کہ سارے حقائق سے انکا درجہ بلند تر ہے اور مدہ سے اللہ تعالیٰ کے مہر پیر لیسے کی نشانی یہ ہے کہ تم مدہ کو عیش و عشرت اور لغو و سیرودہ تاہیں دل لگائے اور اللہ تعالیٰ کو درگاہ لگا اور اس سے تمہارے ہوئے ویکوہ۔ اور انکا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے دشمنوں کو جو اپنی محنت سے محروم دیا ہے تو بخل کی وجہ سے ہیں ملکہ صبر اسلئے کہ ایسے دوستوں کو جسوں نے اسکی اطاعت کی ہے اُن سے کماے اور اُہیں اپنے دشمنوں کے ساتھ جنہوں نے اسکی نافرمانی کی ہے ایکجا نویسے اور عار و ہمت غم میں مبتلا ہو اور ہمیشہ سرور میں رہ کر کہا کہ اس دنیا میں عار و کمال کی مثال میں شخص کی کسی چیز جسکو برگی کا تاج بیٹا اسکے گہرین ایک تخت پر شہنشاہ دیا ہو اور ایک تلوار بائیسے ماند ہلکے سر پر لٹکا ہی ہو اور اُسکے در درہ در درہ و در درہ و در درہ سے جو پڑے گئے اہل یس وہ ساعت بساعت ہلاکت کے قریب ہو پختا ہو پڑا اسکے لئے خوشی کمان اور غم کمان بعضوں نے کہا ہے کہ سر پر لٹکی ہوئی تلوار تو احکام ہیں اور دروازہ بر کے در و در و در در سے امر و نہی ہیں۔ اور انکا مقولہ ہے کہ جسے اپنی جان گنوا کر اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کیا اللہ نے اسکی جان کو محفوظ رکھا۔ اسکا بیان ہے کہ جب مجھے بیڑیان ڈالکر

مصر سے نعدا دلچھلے تو رستہ میں ایک ایوانِ عورت ملی اور اُس نے محمد سے کہا کہ جب تو خلیفہ بنوکل کے سامنے حاضر ہو تو اُس سے حوت نہ کہانا اور نہ یہ سمجھا کہ وہ تجھے ملا ہے اور ایسے آپ کو رستہ حق ثابت کرنے کے لئے کوئی حجت نہ پیش کرنا خواہ تو رستہ حق ہو خواہ تجھ پر تہمت لگائی گئی ہو کیونکہ اگر تو اُس سے ڈرے گا تو اللہ تعالیٰ اُسکو تحمیل سلطہ کر دیگا اور اگر تو ایسی بات کی طرف سے حجت پیش کرے گا تو اُس سے اموال زیادہ ہونے کے سوا اور کچھ ہو گا اس لئے کہ جس حیر کو اللہ جانتا ہے اُس میں تو اُس پر سبقت لی جاتی جا ہے گا اس لئے تجھ کو چاہئے کہ خدا سے اپنی مدد کی دعا کرے اور اپنی مدد آپ نہ کرے ورنہ اللہ تجھے تیرے ہی حوالہ کر دے گا۔ میں اس سے کہا کہ سرورِ جہنم چنانچہ جب بین بنوکل کے روبرو گیا تو حلات کی حیثیت سے بیٹھے اُسکو سلام کیا۔ اُس کے بعد اُس نے مجھے پوچھا کہ تجھ پر کادور مدین ہوئے کا حوالہ دیا گیا ہے اُسکی نسبت تو کیا کہتا ہے۔ میں چپکرا رہا لیکن دیر نے کہا کہ اُسکے بارہ میں جو کہہ کہا گیا ہے میرے نزدیک وہ درست معلوم ہوتا ہے۔ پھر مجھے کہا کہ تو کیوں نہیں بولتا۔ میں نے کہا کہ اے امیر المومنین اگر میں ”نہیں“ کہتا ہوں تو مسلمانوں کو جھٹلاتا ہوں اور اگر میں ”ہاں“ کہتا ہوں تو اپنے نفس کی نسبت ایسا کہتا کہتا ہوں حکماء اللہ تعالیٰ کو میری سست نہیں ہے اس لئے جو کہ آپ مناسب سمجھیں وہ کرنا میں تو ابھی مدد آپ نہیں کرتا۔ اب ہر بنوکل نے کہا کہ اسکی نسبت جو الزام ہے اُس سے یہ شخص رسی ہے۔ میں وہاں سے لٹک کر ٹری لی کر پاس ہو گیا اور میں نے ان سے کہا کہ خدا کو میری طرف سے جو اے خیر دے میں وہی کہا جو تم نے کہا تھا مگر یہ تو تاؤ کہ تم یہ کہاں سے سیکھا۔ اُسے کہا کہ قرآن مجید <sup>عہ</sup> کے اُس مقام سے جہاں ہدیہ لے کر سیلماں علیہ السلام

سے ماتین کی ہیں۔ اس واقعہ کے بعد دالون مصری رضی اللہ عنہ لکھتے ہیں کہ جو شخص بے لاگ توحید اور حالف توکل سیکھا جائے اسکو بعد اکی ایاج عورتوں کے پاس ڈھپی دیا جائے۔ لکھاؤں ہے کہ میں نے جب کسی مسودہ پڑھا تو لکھا کہ کیا یا لکھا کہ اراہہ کیا۔ اور لکھتے تھے کہ عارف حوت ردہ ہو عارف ستا لکھو

## (۱۴۳) ابو محفوظ معروف بن فیروز کرخی رضی اللہ عنہ

یہ اُن میراں طریقت میں سے ہیں جو رجب۔ برہمہ گاری اور موت میں مشہور تھے۔ مستحاطہ لغوات تھے اور ان کا واسطہ دیکر باران رحمت کی دعا کی جاتی ہے۔ یہ علی بن موسیٰ رضا رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے آراء کے پورے تھے۔ ماؤد طائی رضی اللہ عنہ کی صحت میں رہے اور بعد ازاں دین و دعات یابی اور شہدہ دو صحیحی میں دہیں دمن ہوئے۔ انکا مرادوں مشہور معروف ہے اور رات دن لوگ اسکی زیارت کو جایا کرتے ہیں۔ انکے کلام حرکت نظام میں سے ہے کہ۔ جب اللہ کسی زندہ کا سلا چاہتا ہے تو اسے سیر علی کا دروازہ کھول دیتا اور عدل کا دروازہ بند کر دیتا ہے اور جب کسی سدا کا ٹرا چاہتا ہے تو اسے سیر علی کا دروازہ بند کر دیتا ہے اور عدل کا دروازہ کھول دیتا ہے۔ بیکو کار توست ہیں مگر ان میں صدق دانی بہت ہی شور ہے ہیں۔ اگر عاروں کے دلوں سے دیہا کی محبت نہ نکلی جاتی تو وہ طاعت کے کام کرہیں سکتے تھے۔ اور اگر درق کے برابر ہی دیہا کی محبت انکے دلوں میں ہوتی تو انکا ایک سجدہ ہی بہت ہوتا۔ عارف بلا اختیار یا کی طرف رجوع کرتا ہے اور دنیا کا مسئلہ بہ اختیار۔ جب عالم نے علم حاصل کیا تو وہ دن کوں اور سکھ لکھو ہوا ہو گئے اور اسکو دہی برا بھلا ہو سکے دین بھاری پرچہ اللہ تعالیٰ کی سدا کا سنا ہے اسے سے اسکو گرداں ہمیں ہونے دیتا اور سچے مقبول میں مکتبہ

اور جس کسی سدا کا راجا ہوتا ہے تو اسکو نیک اعمال سے بیکار کر دیتا ہے ہمارا تک کہ وہ اُس کے دل پر بیادوں سے بھی زیادہ بیماری معلوم ہوتے ہیں اور اُسکو مالداروں میں رکھتا ہے۔

## (۱۴۴) ابوالنضر بن الحارث حافی رضی اللہ عنہ

اصل میں مرقو کے تھے اور بغداد میں انہوں نے سکونت اختیار کی تھی اور دسویں محرم ۲۳۷ھ دو سو ستائیس ہجری میں ہمیں سے دار آخرت کی راہ لی۔ فضیل بن عیاض رضی اللہ عنہ کی صحبت اُٹھائی تھی۔ عالم پرہیزگار ڈیستان دانہ علم و حال میں اپنے زمانہ کے یکتا تھے انکے اقوال اُبیہ احوال میں سے یہ ہے کہ جو شخص اسکو دوست رکھتا ہے کہ لوگ اُس سے بچا نہیں یعنی جسکو یہ بات پسند ہو کہ اُسکے مکمل سے لوگ واقف ہوں اُسکو آخرت کی حلاوت نصیب نہیں ہوتی۔ غفر رب لوگوں پر وہ زمانہ آنے والا ہے جس میں اعمقون باور کم رتبہ لوگوں کی حکومت عاقلوں اور طرے لوگوں پر ہوگی انکاسیاں ہے کہ ایک دس میں ایسے گہرا یا تو ایک شخص کو بیٹہ دیاں مٹایا کر اُس سے پوچھا کہ تم میری اجازت کے بغیر میرے گھر کے اندر کیونکر چلے آئے۔ اُسنے کہا کہ میں تمہارا بہائی حصہ ہوں۔ بیٹے اُن سے کہا کہ آپ میرے لئے خدا سے دعا کیجئے خضر علیہ السلام نے کہا کہ اللہ تعالیٰ اپنی طاعت تمہارا سان گردے۔ بیٹے کہا کہ کچھ اور دعا ہوں کہ انکا کورائیں تو گویا گھبراہٹ سے اُنکا قول ہے کہ مجھے ایک صوفی نے کھسا کہ الودھ تو نے لوگوں سے حیرات یعنی اہی وقت قائم کر لے کے لئے موقوف کی ہے پہلے سنے کہا کہ اگر تو حقیقت میں زاہد اور دیا سے سُنہ موڑے ہوئے ہے تو لوگوں کے ہاتھوں سے لے تاکہ اُنکے نزدیک تیری دھت رہے جو کچھ وہ تھے دین وہ محتاجوں کو دیرے اور انہیں پر سکوت خرچ کر اور خود اسیں سے زمانہ



یہی نہ کہہ اور اپنی زوری غیر سے لیے کے ماہ میں توکل پر مضبوط رہ۔ یہ قول میرے بارہل کو  
 گران گرا۔ لیکن میں نے اُس سے کہا کہ خدا تم کو میری طرف سے جزائے حیرت عطا فرمائے اب  
 میرا جواب سن۔ اُسے کہا کہ اچھا کہو۔ میں نے کہا کہ فیروز کی تین قسین ہیں۔ ایک تودہ ہیں  
 حوسال ہیں کرتے اور اگر ان کو دیر باہی جائے تو میں لیتے یہ تو رد حال لوگ ہیں۔ اور دوسری قسم  
 کے وہ ہیں جو سوال نہیں کرتے اور اگر ان کو دیر باہی جائے تو لے لیتے ہیں بہتوسط درجہ کے  
 لوگ ہیں۔ اور تیسری قسم کے وہ ہیں جو صبر کئے بیٹھے ہیں اور دقت کو ٹالتے ہیں مگر جب  
 ان کو حاجت مجبور کرتی ہے تو نکل کر خدا کے مدد کی طرف سوال کر لے کو جاتے ہیں گراؤ کے  
 قلب اس کے عیبت ہوتے ہیں اور اس کے سوال کر لے کا کفارہ اس کے سوال کی سچائی ہو اگر کسی  
 اس کو سکڑا اُس صوفی نے کہا کہ میں تم سے راضی ہو گیا خدا سے راضی رہے۔ ان کا قول ہے  
 کہ تم کو وہ مرے ہوئے آدمی پس کرتے ہیں جبکہ دگر سے دل رنڈہ ہوتے ہیں اور اس کے  
 رمدہ آدمی ایسے ہیں جبکہ دیکھنے سے سنگدل لگتے ہیں۔ اور کہا کرتے تھے کہ اے علم کے  
 طالب تو تو علم کو نقل بنا تا اور اُس مرے بنا ہے تیرا مصدق یہ کام ہے کہ سنا ہے اور  
 نقل کر دینا ہے اور جو کچھ ہی نہیں حال آکھ جو کچھ تو نے سیکھا ہے اگر تو اس پر عمل کرتا تو تجھے علم  
 کی تلخی معلوم ہوتی ارے کم محبت علم سے مقصود صرف عمل ہے اس لئے سن اور سیکھ پھر عمل کر  
 اور نکل ماگ کیا تو سفیان توری کو ہیں دیکھتا کہ اُسوں نے کیوں کر علم کی جستجو کی اُس کو سیکھا  
 اور نکل ہاگے اس لئے جو کچھ میں تجھے کہتا ہوں اُس کو سن کیونکہ علم کی تلاش وچا ہے  
 مانگنے کی راہ بتاتی ہے کہ اُس کی محبت کی۔ اور ان کا قول ہے کہ خیرات جماد و حج و عمرہ  
 سے افضل ہے کیونکہ اس کا ہون کے کرے والے سوار ہو کر آتے ہیں اور لوگ ان کو دیکھتے  
 ہیں اور خیرات کر دیا واجب چاہ دینا ہے اس لئے اُس کو خدا سے عذر دل کے سوا کوئی

ہمیں دیکھتا۔ اور کہا کرتے تھے کہ میں اللہ تعالیٰ کو اس سے مدد چاہ رہا ہوں کہ اُسکا  
 دُکرا ایسے شخص کے سامنے کھڑا ہو سکے جو اُسکو بھجواتا ہو اور اُسکے بھیجے کا قصد کرتا ہو۔ اور  
 ”کل“ تو مرعی اور آج، جہاں کندی میں ہے اور کل، اسی میدان میں ہوئی ہے اسلئے  
 ایک اعمال کا طیف ڈھرائو جب کسی شخص سے حلو و کتابت کر دیا، و کچھ نہ فطرت سے آراستہ کر دیا، و کچھ نہ  
 ایک حلو کا اسلوب، ایک ایسی بات سوجھی اگر میں اُسکو کہہ دیتا تو خط میں جُسن آ جاتا مگر یہی وہ جو ہوا اور اگر  
 میں اُسکو یہی دیتا تو خط بہ نامہ تاگوں کی تھی آخر میں مے فیصلہ کیا کہ سچی ہی بات لکھوں گا جا رہے  
 حلق عبارت ہوئی ہی کون ہوا تھے میں حالہ کعبی کی طرف سے ایک ہاتھ لے آوار  
 دے یَسْتَبِطُ اللّٰہُ الذِّیْ اَصْلُ مَا لِقَوْلِ الْاٰمَاتِ فِی الْحِیٰوَةِ اَللّٰہُ بِنَاوِیْ اَلْاٰخِرِ  
 اور انکا قول ہے کہ جو شخص دنیا میں عورت کے ساتھ اور آخرت میں سلامتی کے ساتھ رہا  
 جائے وہ حدیث میں آیا کرے نہ گواہی دے نہ کسی قوم کا امام بنے اور نہ کسی کا کسانا  
 کما لے۔ محمد بن یوسف کہتے ہیں کہ سنیہ ایک شخص کو دیکھا کہ شہن حرث سے سوال  
 کر رہا ہے کہ مجھے حدیث سانیے انہوں نے انکا کیا تب وہ شخص الحاج و اصرار کر لے لگا  
 مگر انہوں نے نہ مانا۔ اور جب وہ اُسے یوسف ہو گیا تو کہنے لگا کہ اے ابو نصر جب تم  
 قیامت کے دن اللہ سے ملو گے اور وہ تم سے پوچھے گا کہ منے لوگوں کو حدیث میں کیوں  
 نہ سنائیں تو تم کیا جواب دو گے۔ بشرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں کہوں گا کہ اے میرے  
 پروردگار تو نے مجھے نفس کی مخالفت کر لے کا حکم دیا تھا اور میرا نفس حدیث میں میل کرنے  
 اور سردار بن بیٹھے کو جاتا تھا اسلئے میں اُسکی مخالفت کی اور اُسکی منہ مانگی مراد اُسکو  
 لے کر لوگ ایسا لائے ہیں انکو کی بات (یسی کہ نہ توحید) کی برکت سے اللہ دیا میں ہی مات قدم کرتا  
 ہے اور آخرت میں (میں ثابت قدم رہیگا) ۱۲

مدی - یہ مریبوں سے کہا کرتے تھے کہ ترک تعلقات کو ہی ہر چیز پر مقدم سمجھو کہونکہ میسر العس  
 جیسے کہانے اور عیسیٰ یوشاکیں یا ہوتا ہے۔ اگر میں اسے دوں تو مجھے اندیشہ ہے کہ  
 کہیں میں جنگی حصول کرے والا یا یولس کا سیاہی نہ ہو جاؤں۔ اور انکا قول ہے کہ جو  
 شخص عورتوں سے علیحدہ رہے یہ قادر ہو اور سکویا ہے کہ اللہ سے ڈرے اور انکی یاس  
 نہ بیٹھے۔ اور اگر کوئی شخص حوا کی احتیاج سے محروم ہو جاوے تو تیس جمع کرے تو وہ حد  
 سے تجاوز کرے والا ہیں ہے۔ آسے کہ گایا کہ آپ شادی کیوں نہیں کرتے اور ست کی  
 مخالفت سے کیوں نہیں نکلتے ہیں۔ اسوں نے کہا کہ مجھے مرض کی مشغول سے ست کی  
 فرصت نہیں ہے۔ مرض سے انکی مراد عس کا مٹا ہوا اور مرض کا حلق سے اس کا  
 صاحبکرا ہے۔ ان کا قول ہے کہ مدوں کی صحت سے سیکوں کی ست مدگانی پیدا ہوتی  
 ہے اور سیکوں کی صحت سے مدوں کی ست حس طس پیدا ہوتا ہے اور اندر و حل کسی مد  
 سے کہی یہ سوال نہ فرمایا کہ تو نے میرے مدوں کی ست حس طس کیوں رکھا تھا یہ ایسے  
 مرض الموت کی حالت میں اکثر کہا کرتے تھے کہ حدایا حتی میری قدرتی اس سے زیادہ تو ہے  
 مجھے بڑایا اور میرا مہلہ کیا اور لوگوں میں مجھے شہرت دی اس لئے تیری ہی برگ دات کا  
 واسطہ دیکر تجھے دعا مانگتا ہوں کہ کل قیامت کے دن مجھے رسوا نہ فرمایا کسی فقیر کو عطیت  
 کی حالت میں ہستے ہوئے دیکھتے تو اس سے کہتے تھے کہ بچ دیکھ کہیں ایسی حال میں  
 خفاں ہوا اور اسکی جگہ کاو سے پوشیدہ رہا ہے کیونکہ اکثر آدمیوں کا ملنا ملا ہے ان کے  
 لئے نقصان کا موجب ہے ان کا بیاں ہے کہ ایک مرتبہ میں اسے گھر کے اندر گیا تو میں نے  
 ایک لائے آدمی کو دیکھا کہ وہاں مارٹھ رہا ہے میں ڈر گیا کیونکہ گھر کے دروازہ کی کچی میرے یاس

تھی۔ اُس شخص نے مارحم کر کے مجھے کہا کہ ڈر نہیں میں تمہارا مائیٰ حصہ ہوں۔ میں بے اوسے  
 کہا کہ مجھے کچھ تعلیم کیجئے جس سے اللہ تعالیٰ مجھے نائدہ رہ جائیگا۔ میں نے کہا کہ انگو میں بختیار  
 جانتا ہوں حدائے عدل سے اور اس سے تو نہ جانتا ہوں ہر ایسے گناہ سے جسکو میں نے توہ کے لئے  
 سیکھا۔ اور بختیاریں جانتا ہوں حدائے عدل سے اور اس سے تو نہ جانتا ہوں ہر ایسے  
 عہد سے جو میں نے حد کے لئے اسی بات سے کہا اور اسکو توڑ دیا اور اسکو پورا نہ کیا۔ اور  
 بختیاریں جانتا ہوں حدائے عدل سے اور اس سے تو نہ جانتا ہوں ہر ایسی نعمت کے  
 مارہ میں جو اُسے مجھے میری عمر ہر عطا فرمائی اور اس سے میں نے اُسکی مامرمانی میں مدولی  
 اور اس سے اہل ماتوں سے حفاظت و نگہداشت کی درخواست کرتا ہوں، اُس کے اقبال  
 میں سے ہے کہ اُس فقیر کو کسی علاج ہوگی جو یہ کہے کہ میں روٹی کس چیز سے کھاؤں۔ اور بعض  
 کا ایسی بیج کے قبول کرلیے یہ مطمئن ہو جاں گاہ کی دولت سے اوسیر زیادہ گراں گذرتا ہے اور  
 جس شخص نے ایسے نص کو بچایا لیا ہے اسکو ستائیں ہر نہیں کرتی۔ اور کہا کرتے تھے  
 کہ علامہ رضی اللہ عنہم میں تیس صفیں پائی ماتی تھیں راست گفتاری۔ حلال خواری اور دینا  
 کے مارے میں سخت بیہوش نگاری۔ اور آج میں اہل میں سے ایک صفت بھی کسی میں نہیں  
 یا تا بہر کو مگر میں انکی پروا کروں اور کیونکر ان کو دیکھ کر شائش ہوں اور کیونکر یہ عالم ہوئے گا  
 دعوے کرتے ہیں یہ تو دنیا کے مارہ میں ایک دوسرے پر رشک و حسد کرتے اور حکموں  
 کے بر دیک ایسے اقران کو برائیات کرتے اور اذکی عیبت کرتے ہیں اور یہ سب ماتیں اس  
 ادبیت کی وجہ سے کرتے ہیں کہ کہیں حکام ایسے حرام و مایخیز مال کے ساتھ اسکے سولہ اور انکی  
 طرف نہ جھکیں اسے مگر بے ہوشے عالموا تم میوں کے وارث ہو اور تمہیں کواہوں نے  
 علم کا وارث نہ پایا۔ مگر تم نے اسکو حاصل کر کے کئی اختیار کی اور اوسیر حل نہ کیا اور تم نے اپنے علم کو

اپنی رواری حاصل کرنے کا درلیعہ سالیہ کیا تو اس سے ہی میں ڈرتے کہ دور کی لنگ سے پہلے  
 جس چیز سے سلگائی جائے گی وہ ہمیں ہو گے۔ اور کہتے تھے کہ تو شخص دیں کے درلیعہ سے دنیا  
 حاصل کرتا ہے اور اسکی مثال اس شخص کی ہے جو ایسی مسادہ ہاتھوں کو اس یاں سے دہوے  
 حسین مجلی دہوئی گئی ہے یا اس شخص کی ہے جو گھاس بھوس سے آگ بجھاتا ہو میں کہتا ہوں  
 کہ اس کے درلیعہ سے دنیا حاصل کرنے کی جہاں یہ ہے کہ تم ایسی ہر ایک صفت کو عور سے دیکھو  
 اگر اس کے رہنے کی صورت میں تمہاری وہی تعظیم و توقیر جواب ہوتی ہے ہوگی یا نہیں۔ جس جس  
 صفت کے ذریعے کی صورت میں تمہاری تعظیم و توقیر ایسی حالت پر رہے وہ اگر دیساری ہے  
 تو تم حلوں والے ہو اور میں تو نہیں۔ اور اسی کا قول ہے کہ عالم کہ اللہ تعالیٰ اور سدا کے درلیعہ  
 ہے جب سدا لے اوس میں کو تاہی کی تو اس سے وہ تے لے لیا نیگی جس سے وہ ماس  
 ہے۔ ابو جعفر معاری کہتے ہیں کہ میں نے شمس حارث کو پرا ناوسیدہ گرد نہ بیٹے چوے دیکھ کر  
 اُن سے کہا کہ اس گھر کو آ کر دیکھئے تو کہا کہ حب اسکا پیسے والا آزاد ہوگا تو یہ بھی ہوگا۔  
 اور شمس رضی اللہ عنہ سے تصوف کی سمت پوچھا گیا تو اوہوں نے کہا کہ یہ تیں باتوں کا نام ہے  
 ایک یہ کہ عارف کی معرفت کا اور اسکی رہبر گاری کے لو کو نہ ڈھاکے اور دوسرے یہ کہ علم ماضی  
 میں ایسی گفتگو نہ کرے جسکو ظاہر ہی کتاب و سنت ماضی کر دے اور تیسرے کرامات اس سے  
 اس کے محارم کے پردے فاش نہ کرائیں۔

(۱۳۵) ابوالحسن سری بن مغلس سقطی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

حضرت حمید کے ماموں اور پیر تھے حضرت معروف کرجی کی صحت میں رہے اور رہبر گاری  
 اور اعلیٰ احوال و علم تو حمید میں ایسے رمار کے یکتا تھے۔ یہی پہلے شخص ہیں جنہوں نے بعد از

میں علم لوح و رگھم کی ہے اور تعداد کے اکثر بیڑاں طریقت کی سمت اہیں تک پہنچتی ہے۔ یہیں  
 ۲۵۱۔ دو سو کا دس ہجری میں اہوں نے قصا کی۔ ان کی قمر شوق میں یہ میں مضمون  
 اور لوگوں کی ریا رت گاہ ہے۔ ان کے اقوال میں سے ہے کہ جو شخص ایسے دیں کو سلامت  
 رکھنا۔ ایسے حکم کو راحت دیا اور ایسے کلام کے سے سے جو روح و تردد میں ڈالتا ہے  
 محض طور ہا گیا ہے اور لوگوں سے کمارہ کستی اختیار کرنی چاہیے کیونکہ یہ کمارہ کستی اور  
 ہمتا سے کا ہے اور اسکے ظری قوت نہ ہے کہ آدمی ایسے نفس کو معلوم کرے اور جو شخص  
 ایسے آپ کو ادب دیے سے عاجز رہا وہ غیر کو ادب دیے سے عاجز تر ہے اور مدد کے  
 استدراج کی علامت یہ ہے کہ ایسے عیب سے اندھا اور دوسرے کے عیبوں سے آگاہ  
 ہو اور ان کا قول ہے کہ اُس فقیر کا دل کیونکر بدوش ہو سکتا ہے جو ایسے لیں دیں میں حیات  
 کریم والے اور ظالموں و رستوت جواروں سے معاملہ رکھے والے کے مال میں سے کہتا ہے  
 خصوصاً اگر یہ فقیر ایسے لوگوں سے حواری و راری کے ساتھ ایسے ہاتھ میں کوئی ہیر نہ رہنے کی وجہ  
 سے مانگا کرتا ہو علی س الحیس کہتے ہیں کہ میرے والد نے کہا اسی کی کچھ گولیاں لیکر میری  
 رصبی اللہ عہ کے پاس اس وجہ سے مجھے یہ سچا کہ اد کو کہا اسی تھی۔ اہوں نے مجھے بوجھا  
 کہ ان کے کیا دام ہیں۔ میں نے کہا کہ مجھے کچھ نہیں بتایا ہے۔ اسیر اہوں نے کہا کہ اد کو میری  
 طرف سے سلام اور یہ پیام ہو بجا و کہ ہم پچاس برس سے لوگوں کو یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ  
 ایسے دیں کو معاش کا دربعہ نہ ساؤ کو کہا آج تم یہ سمجھتے ہو کہ میں دیں کے دربعہ سے کچھ  
 کہاؤں گا۔ یہ کہہ کر گولیاں واپس کر دیں اور ان میں سے کچھ بھی نہ لیں اور ان کا قول ہو کہ  
 جو شخص لوگوں کے ولی اللہ کہے پر مطمئن ہو جائے وہ ایسے نفس کے ہاتھ میں قید  
 ہے۔ اور اگر مجھے معلوم ہو جائے کہ میرا گھر میں بیٹھا رہا میرے مسجد کی طرف جاتے

سے انصل ہے تو میں مایہ نہ نکلوں اور اگر مجھے علوم ہو جائے کہ میرے لوگوں سے الگ رہنا انصل  
 ہے تو میں ان کے ساتھ بیٹھا جوڑ دوں۔ اور میں مایہ مدہ سے اللہ تعالیٰ کے ماز اص ہوئے  
 کی سایاں ہیں کثرت سے کھلنا ٹھٹھے کرنا اور عیت کرنی اور دیکھو صر دار مالداروں اور مارا رو  
 میں بڑھے والوں اور حاکموں کے پاس ہی نہ بھٹکنا کیونکہ حواد کے پاس بیٹھنا وہ گڑے گا  
 اور دو کے درمیاں اُسوقت تک محنت صحیح نہیں ہوتی جب تک کہ ایک دوسرے کو آوایں۔  
 کہے۔ اور میں نے کوئی چیز ایسے نص کی ملت معرفت اور دوسروں کے عیسوں پر نظر کہنے سے  
 بڑھ کر اعمال کی بیٹھنے والی دلوں کو نکاڑنے والی۔ مدہ کو ہلاکی تک جلد ہو جائے والی رکھوں  
 کو ٹھیک لے والی عصب آئی سے قریب کرے والی رہا جو دیر سی دریا ست کی محنت کو یا بدار  
 کرے والی نہ دیکھی خصوصاً اگر ایسا تخص عبادت میں مشہور و معروف ہو اور اسکا شہرہ دور دور  
 ہو یا ہو یا تاک کہ اسکی امید سے زیادہ اسکی ستائش ہوتی ہو اور ایسے نص کے ساتھ  
 جیسے ہوئے مقامات میں رہنا ہو اور لوگوں کی مست اسکی جڑی یا اچھی رائے مقبول ہو۔  
 کسی نہ کہا کہ ملاں عام ملاں شخص کی تعظیم کرتا اور اس سے اعتقاد رکھتا ہے اور ملاں حاکم  
 ملاں فقیر کیسی کو ترجیح نہیں دیتا اور اس کے شہر والے بالاتفاق اس سے عقیدہ رکھتے ہیں اس  
 اسوں نے کہا کہ ہلاک ہو بیواؤں کے ساتھ یہ ہی ہلاک ہوگا اور کہا کرتے تھے کہ دیا علماء  
 کے دلوں کیلئے رہبر بلے سب کی طرح ہے اور عابدوں اور مولویوں کے دلوں کیلئے لڑکے کی طرح حاکم  
 دیا اور سی طرح مشغول رکھتی ہے حطرح لٹو لوگوں کو۔ اور دو مائیں مدہ کو اللہ تعالیٰ سے دور  
 کرتی ہیں ایک درلید کو صلائے کر کے نص ادا کرنا اور دوسری بغیر صدق دل کے اعصار سے عمل  
 کرنا۔ یہ رویا کرتے اور کہتے تھے کہ بیکو کا روں کی راہ دستور گدار ہو گئی اور اوسیر چلے والے کم  
 ہو گئے اور اعمال چھوٹ گئے اور اسکی رغبت کرے والے توڑے رہ گئے اور حتیٰ مترکہ ہو گیا

اور یہ امر سٹ گیا میں اسکو ہمیں باتا مگر سہوہ گویوں کی رہاں پر جو حکمت کی باتیں کرتے ہیں اور اعمال  
 یک کہ چوڑے بیٹھے ہیں رخصتوں کو بھیدلاے ہوئے ہیں اور تاویلوں کو مہسائے کئے ہوئے  
 ہیں اور گمانگاریوں کو اوسیں بھسائے ہوئے ہیں اس کے بعد کہتے تھے کہ ہائے عم  
 علمائے کے مقدمہ سے ہائے مصیبت رہاؤں کی حیرت سے۔ اور کہا کرتے تھے کہ  
 حوتار یکیموں میں ایسے یرو روگدار سے مانوس ہوا۔ قیامت کے دن اوس کا نام بلند و رسوا  
 ہوگا نہ اکثر دوسرے بڑے ہاکرتے تھے حکاکر حمہ یہ ہے ۵

نہ دن کو جس نہ راتوں کو ہے مجھے آرام میں رات بھر تو بڑا ایڑیاں رگڑا ماہوں	گھٹا ظہا کریں راتیں ہیں مجھے کچھ کام حدوں لگتا ہے آنکسیں دکاتے ہیں آلام
--	--

### (۱۴۶) ابو عبد اللہ حارث بن اسید محاسبی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ رنگاں صومیہ میں سے علوم ظاہری و علوم اصول و علوم معاملات کے عالم تھے انکی تفصیلات  
 ہیں ایسے زمانہ میں بے مثل اور اکثر تعداد والوں کے پیر تھے بصرہ کے رہنموا لے تھے اور  
 ۲۳۳ھ دو سو تینتالیس ہجری میں بغداد سے مارغ حنت کو سد ہارے۔ انکا قول ہے کہ  
 جسے مراقبہ اور خلاص سے اپنے باطن کو درست کیا اللہ تعالیٰ نے مجاہدہ و دست کی بیرونی  
 سے اس کے طاہر کو آراستہ کیا۔ اور اس امت کے مکہ کار وہی لوگ ہیں جسکی آخرت اوہیں دیا  
 سے مار رکھتی نہ اذکی دیا انکی آخرت سے اذکور و کنی ہے۔ ایک مرتبہ اس کے سامنے اس  
 مصوں کے شعر پڑے گئے ۵

اشک اتنے ہے ہیں عربت میں کیوں لکائے وطن سے ماہر یا توں	شمع سان حمد گیسل رھا ہوں میں کف اسوس مل رہا ہوں میں
---	--



حسین محمود بخاؤ گھر چوڑا      آپ ایسے سے حل رہا ہوں میں

میں یہ اوٹھ کھڑے ہوئے اور اس قدر دھڑکے لگے کہ حاضرین کو انکی حالت پر افسوس آئے  
 لگا۔ اسے توکل کرنے والے کی مست یو جھا گیا کہ کیا ایسے شخص کو مقتضائے طبیعت طبع ہی  
 لاحق ہوتی ہے تو کہا کہ حضرات ہوئے میں جو اسکو کچھ صبر نہیں کرتے۔ ان کا بیاں ہے کہ  
 میں نے معرفت میں ایک کتاب تصنیف کی اور مجھے اوس پر بار ہوا ایک دل میں اوست  
 بسندیدگی کی نگاہ سے دیکھ رہا تھا کہ بیٹھے کیڑے سے ہوئے ایک لوحاں لے بیٹھے  
 پاس آکر مجھے سلام کیا اور کہا کہ اے الو عہد اللہ معرفت خدا کا حق مخلوق پر ہے یا مخلوق کا  
 حق خدا پر ہے۔ میں نے کہا کہ خدا کا حق مخلوق پر ہے۔ اُسے کہا کہ تب تو اللہ کو بطریق اولیٰ اُن  
 لوگوں پر اسکا قبول دیا مساس تھا۔ حکمے دمہ اسکا حق تھا۔ میں نے کہا کہ میں مخلوق کا حق  
 خدا پر ہے۔ اُسے کہا کہ وہ ایسا الصما اور ہیں ہے کہ ادب پر ظلم کرے۔ یہ کہہ کر اُسے مجھے  
 سلام کیا اور اپنی راہ لی۔ حارت کہتے ہیں کہ میں نے فوراً وہ کتاب لیکر جلا دی اور عہد کیا کہ آئندہ  
 سے یہ معرفت میں گنگو نہ کروں گا۔ اور اُن کا قول ہے کہ مندرجہ سے پہلی طایفہ آتی ہے کہ  
 اوس کا دل آخرت کی یاد سے معطل ہو جاتا ہے اور اسوقت دل میں عصمت پیدا ہوتی ہے  
 امام احمدس صل سے کہا گیا کہ حارت محاسنی صومیہ کے علوم بیان کرے اور اپرایات  
 و احادیث سے دلیل لاتے ہیں آپ اوسکو ایسے مقام سے کہ اول کو ضرر نہ ہوتا ہے  
 امام صاحب نے کہا کہ ہاں۔ جیسا کہ ایک رات کو وہ صبح تک حاضر رہے اور اُن کے  
 یاروں کے احوال میں سے کسی بات کو اُنہوں نے مابست نہ کیا اور کہا کہ میں نے دیکھا کہ حب  
 معروب کی اداں ہوئی تو حارت نے میتقدمی کر کے مار ڈی۔ یہ کہہ کر آیا تو وہ کہاتے ہی رہے  
 یاروں سے باتیں ہی کرتے جاتے تھے۔ اور یہ مست ہے۔ اور حسب وہ اور آئے کہ ہمراہی

کمال سے خارج ہوئے اور سنے ہاتھ دہوئے تو اگر بیٹھے اور اوکے ہمراہی ساسے بیٹھے اور اوہمیں لے کما کہ تم میں سے جو کوئی کچھ پوچھا جاوے پوچھے۔ چنانچہ لوگوں نے ریا و احلاص کی سمت اور اسکے علاوہ اور بہت سے مسائل پوچھے۔ انہوں نے کے جواب دے اور آیات و احادیث سے رکے تواہد بیان کئے۔ اور جب رات کا ایک حصہ گزر گیا حارث نے ایک قاری کو قرائت پڑھنے کا حکم دیا اس نے قرائت پڑھا تو لوگ روئے اور مالہ و شیوں کی آوارہ لاندہ ہوئی۔ بعدہ قاری نے پڑھا موقوف کیا اور حارث نے مختصر دعائیں کیں اس کے بعد وہ سار کو کھڑے ہوئے صبح ہوئی تو امام احمد رضی اللہ عنہ نے اونکی ررگی کا اور کیا اور کما کہ میں صومیوں سے اسکے خلاف سا کرتا تھا میں حدائے عظیم سے استعفاء کرتا ہوں۔ حدائے سے راضی و خوشود ہو۔

## (۱۴۷) ابوسلیمان داؤد بن نصیر طائی رضی اللہ عنہ

رہدو ربع میں کسیر لسان تھے یہاں تک کہ انکے مرض الموت میں جو لوگ اسکے گھر گئے انہوں نے اوس میں اس جیروں کے سوا کچھ ہی ریا یا جوٹا سا شکار حسین سوکھی روٹیاں تھیں ایک مدہد اور ایک ٹری سی کچی ایسٹ جس سے وہ تکیہ کا کام لیتے تھے اور اس یہ ایسے یاروں سے کما کرتے تھے کہ دیکھو مردار قم میں سے کوئی شخص ایسے گھر میں اوس سے زیادہ اسباب در کے جس قدر کہ دور جایو اسے سوار رکھتے ہیں۔ ایک مرتبہ اس سے کما گیا کہ کوئی ایسا آدمی مائے جسکے پاس شیکر ہم فائدہ حاصل کریں۔ اسکے جواب میں انہوں نے کما کہ یہ چیر گم ہو گئی اس ہاتھ میں آتی۔ ان کا قول ہے کہ علم ہوا اسی لئے حاصل کیا مائے ہے کہ حاشاک جلد ہو سکے اور ہر عمل کیا جاوے اور جب طالب علم لے اسکو جمع کرے ہی میں عمر گوا دی نوادہ سر عمل کب کر یگا۔ انہوں نے چوٹ

کمال سے خارج ہوئے اور سنے ہاتھ دہوئے تو اگر بیٹھے اور ادا کے ہمراہی سانسے بیٹھے اور  
 اور میں نے کہا کہ تم میں سے جو کوئی کچھ پوچھا جاوے۔ پوچھے۔ چنانچہ لوگوں نے ریاہ و احلاص  
 کی سمت اور اسکے علاوہ اور بہت سے مسائل پوچھے۔ انہوں نے کے جواب دے اور آیات  
 و احادیث سے اسکے جواب دیے۔ اور جب رات کا ایک حصہ گزر گیا حارث نے ایک  
 قاری کو قرائت پڑھنے کا حکم دیا اس نے قرائت پڑھا تو لوگ روئے اور مالہ و شبیوں کی آواز بلند  
 ہوئی۔ بعد قاری نے پڑھا موقوف کیا اور حارث نے مختصر دعائیں کیں اس کے بعد وہ  
 نماز کو کھڑے ہوئے۔ صبح ہوئی تو امام احمد رضی اللہ عنہ نے اونکی ررگی کا اور کیا اور کہا کہ اس  
 صومبیوں سے اسکے خلاف سا کرتا تھا میں حدائے عظیم سے استعفاء کرتا ہوں۔ حدائے سے  
 راضی و خوشود ہو۔

## (۱۴۷) ابوسلیمان داؤد بن نصیر طائی رضی اللہ عنہ

رہدو ربع میں کسیر لسان تھے یہاں تک کہ انکے مرض الموت میں جو لوگ اسکے گھر گئے انہوں  
 نے اوس میں اس جیروں کے سوا کچھ ہی ریا یا جوٹا سا شکا حسین سوکھی روٹیاں تھیں  
 ایک مدہد اور ایک ٹری سی کچی ایسٹ جس سے وہ تکیہ کا کام لیتے تھے اور اس یہ ایسے یاروں سے  
 کہا کرتے تھے کہ دیکھو مردار قم میں سے کوئی شخص ایسے گھر میں اوس سے زیادہ اسباب در کے  
 جس قدر کہ دور جا ہوا لے سوا رکھتے ہیں۔ ایک مرتبہ اس سے کہا گیا کہ کوئی ایسا آدمی مائے  
 جسکے پاس شیکر ہم فائدہ حاصل کریں۔ اسکے جواب میں انہوں نے کہا کہ یہ چیر گم ہو گئی اس ہاتھ میں  
 آتی۔ ان کا قول سچہ کہ علم ہوا اسی لئے حاصل کیا مائے ہے کہ حاشا کہ جلد ہو سکے اور ہر عمل کیا جا  
 اور جب طالب علم لے اسکو جمع کرے ہی میں عمر گوا دی نوادہ سر عمل کب کر لگا۔ انہوں نے چوٹ

فعل سے اپنے زہد کو قائم رکھے اور راہِ ہنسا وہ ہے جو ایسی رماں سے اپنا زہد ثابت  
 کرے۔ اور مالداروں سے بچتے رہو کیونکہ جہاں تم نے اس سے دل لگایا اور تم کو ان سے  
 اُمید مدہی کہ تم نے خدا کو جوڑ کر اور دلوں کو اپنا مالک نہ لیا۔ اسے کسی بوجھا کہ جو کر  
 اسکی مشاحت ہو سکتی ہے کہ مدہ کے نفس لے مالدار ی برمنجامی کو ترجیح دی ہے  
 انہوں نے کہا کہ حب مالدار ی کے حامل ہونے سے اوسیطح ڈر لے لگے مصطح  
 محتاح سے ڈرتا تھا تو اس سے عا کو جو بڑا فقر اختیار کیا اور اسے بوجھا گیا کہ راہد کے صدق  
 کی کیا علامت ہے تو کہا کہ دیبا کی کسی حیر کے چلے جانے سے خوش ہو اور اس کے  
 حاصل ہونے سے عکس ہو نا اور ان کا قول ہے کہ موسم کی مثال اوس شخص کی ہو  
 جو کمزور کا درخت لگاے اور اس خوف میں رہے کہ شاید اس میں کاٹے پیدا ہوں اور  
 مساق کی مثال اوس شخص کی ہے جو کانٹے بوئے اور تروتارہ کجور دلوں کی امید رکھے  
 مگر وہ کہاں ہاتھ آتی ہیں۔ انکا بیان ہے کہ میں ابراہیم بن ادہم رضی اللہ عنہ سے کہ  
 میں ملا تو اسہوں نے محمد سے کہا کہ حصہ علیہ السلام سے میری ملاقات ہوئی اسہوں نے  
 ایک سنہ پانچ مہری طرف بڑھایا حسین سکناح کی بوتلی اور مجھے انہوں نے کہا کہ ابراہیم  
 اسکو کہا۔ لیکن بیٹے اسکو انکی طرف لوٹا دیا۔ اسیر اسہوں نے کہا کہ میں نے دستوں  
 کو یہ کہتے سنا ہے کہ جس شخص کو کوئی شے عطا ہو اور نہ لے وہ اگر درخواست کر لگا تو  
 نہ پائے گا ان کا قول ہے کہ جب عالم لالچی اور مال کا خواہی ہو تو حامل کسی بیرونی  
 لے کمرا دل و سکون مانی و ماے موحده و حیم عربی یک قسم کی بات ہے جو سرکارِ مدعا دل  
 یا اور طوں کے وہید سے تار کی جاتی ہے۔ ۱۲ مقرر

کر لگا۔ اور جب وہ فقیر کے فقر کی شہرت ہو دنیا اور عیش و آرام کی طرف راعب اور یو شاگون اور کا خون کا طالب ہو تو آخرت کا آدر و مسد کس کی اقتدار کرے کہ اس کی آرزو پوری ہو اور جب خود رکھو الا ہی بھیڑ پا ہو تو مکر یوں کی رکھوالی کون کرے۔

### (۱۴۹) ابو یزید طیفور بن عیسیٰ البسطامی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

۲۶۱ھ دو سو اکٹھ ہجری میں دارفانی سے عالم جاودانی کو گئے۔ ان کا بیان ہے کہ ایک شب میں نے ایسی محراب میں بانوں پھیلائے تو نوراً مجھے غیب سے آواز آئی کہ جو مادتا ہوں کے ساتھ بیٹھے اس کو چاہیے کہ جس ادب کے ساتھ ہم تہنی کرے یہ کہا کرتے تھے کہ علم کا اختلاف رحمت ہے مگر توحید کی تحرید میں۔ اور میں نے تیس سال تک محاہدہ کیا مگر مدہ پر کوئی چیز زیادہ تر دشوار علم اور اس کی پیروی سہ و آسانی اور میں نے اللہ کو اللہ ہی کے ذریعہ سے پہچانا اور غیر اللہ کو اللہ کے اور سے اور اللہ تعالیٰ نے بدوں کو نعمتیں اس لئے عطا وائیں کہ ان کے ذریعہ سے اس کی طرف رجوع ہوں مگر وہ ادب میں بھینس کر اس کو سہول بیٹھے۔ اور کہا کرتے تھے کہ خداوند اتو نے ان مخلوقات کو بغیر ادب کی واقعیت کے پیدا کیا اور بغیر ان کے ارادہ کے ایک امات ان کے گلے ڈالی یہ اگر تو ہی ان کی مدد نہ رہا بیٹھا تو کون مدد کر لگا۔ سنت اور وریضہ کے مارہ میں اس سے پوچھا گیا تو کہا کہ سنت تو دنیا کو مٹا مٹا چھوڑ دیا ہے اور ذریعہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ صحت رکھا ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ستین سب کی سب ترک دنیا ستانی ہیں اور کتاب جمیع وجوہ صحت مولیٰ کی ہدایت کرتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا کلام اس کی ایک صفت ہے اور نعمتیں اری ہیں اس لئے اوس کا شکر ہی اری ہونا چاہیے۔ اور اس کا بیان ہے کہ میں نے

رب العزت کو جواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اسے رد و دکار میں تجھے کیوں مکر یاؤں تو ارشاد ہوا کہ اے نص کو جو پڑا اور میری طرف جلاؤ۔ اس سے سوال کیا گیا کہ عارف کی کیا صفت ہے تو کہا کہ جو وہ درجوں کی صفت ہے کہ اُس میں نہ مرنے میں نہ جیتے ہیں۔ اور کسی نے اسے پوچھا کہ آدمی کب متوابع ہوتا ہے تو کہا کہ جب اس کی نگاہ میں خود اپنا کوئی مقام اور کوئی حال نہ ہو اور نہ یہ سمجھے کہ خلق الدین اس سے کوئی برا ہے انکا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اولیاء اسے یاس انس کے منت میں پروردہ کے اندر میں کوئی تنخص اوں کو نہ دنیا میں دیکھتا ہے اور نہ آخرت میں اور اس کا قول ہے کہ دلیوں کی کراہیوں کے حصے مختلف طور پر چار اسموں سے ملا کرتے ہیں الاول۔ الثانی۔ الثالث۔ الرابع اور الاولیاء اور دلیوں میں سے ہر فریق کے لئے ان میں سے ایک اسم مخصوص ہوتا ہے۔ لیکن جو شخص اس اسم کی ملا بہت کے بعد اسے فہم ہو گیا وہی پورا کامل ہے یہی حوالہ تھا کہ اصحاب ہیں وہ قدرت کے عمارات دیکھا کرتے ہیں اور جو الباطن والے ہیں وہ جو کچھ دلیوں کے اندر رکھتا ہے اسکو ملاحظہ کرتے ہیں۔ اور اکابر کے حلقہ میں ہے اور کمال گزشتہ واقعات میں اور ان کا حصہ والے آئندہ واقعات کو پیش نظر رکھتے ہیں۔ پس اس شخص کے سوا کسی تدبیر کا فیصل حق تعالیٰ ہوتا ہے ہر ایک کا مکاتبتہ اس کی طاقت کے انداز سے ہوتا ہے۔ معرفت کے مارہ میں اس سے بوجا گیا تو کہا کہ مخلوقات کے احوال ہیں اور عارف کا کوئی حال ہی نہیں ہے کیونکہ اس کے سارے آثار ریٹا دئے گئے ہیں اور غیر کی ہویت کے لئے اسکی ہویت ثبت کر دی گئی ہے اور غیر کی مشابہت اسکی تائید میں ہیں اس عارف کا پورا ہونا ہے اور راہر چلے والا بحیثیٰ من معاد لے اور ید رحمہ اللہ کو لکھ بھیجا کہ میں نے

اس کثرت سے او کی محنت کا حامی فوٹس کیا کہ محنت ہو گیا۔ اسکے جواب میں ابو یزید رضی اللہ عنہ نے انکو لکھ بھیجا کہ اوروں نے آسمانوں اور زمینوں کے سمندر و ن سے پیا اور اسیر بھی سیراب ہوئے اور او کی رہا میں ہل میں مٹا دیا دیکھ اور بھی ہے“ کشتی ہوئی ماہرنگلی بڑتی ہیں۔ ایک دن اسراہیمؑ سے سیدہ ہروی ابو یزید کے یاس آئے تو اسے ابو یزید نے کہا کہ میرے دل میں آتا ہے کہ اپنے پروردگار و حل سے تمہارا لئے سفارش کروں۔ اسیر انہوں نے کہا کہ اگر اللہ تعالیٰ تم کو کل مخلوقات کا سعادتی سادے تو ہی یہ کوئی ٹری جبر ہیں ہے وہ تو مٹی کے ایک ٹکڑے سے زیادہ نہیں ہیں۔ اس جواب کو سنکر ابو یزید کو حیرت ہو گئی۔ ایک روز ابو یزید رضی اللہ عنہ کے یاس اونکے صہر کے عالم و فقیہ نے آکر کہا کہ اے ابو یزید تمہارے اس علم کا ماخذ کیا ہے اور سکھایا والا کون ہے اور کہا ہے آیا ہے۔ ابو یزید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حدیث کی شخص اس کا ماخذ ہے اور حدیث سکھایا والا ہے اور وہ ان سے آیا ہے جہاں کی سبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ من عمل بحدیثی کما یرتہ کہ اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یعلم ما لہ یعلم احسن شخص نے اسیر عمل کیا جسکو وہ جانتا ہے اور سکھایا اس علم کا وارث سا کے گا جو اسکو معلوم نہیں ہے۔ یہ سنکر فقیہ خاموش ہو گیا۔ ابو علی حوز جانی رضی اللہ عنہ سے ان الفاظ کے بارہ میں پوچھا گیا ابو یزید رضی اللہ عنہ کی سبت مقول ہیں انہوں نے کہا کہ ہم ابو یزید کے صاحب حال ہونے کو تسلیم کرتے ہیں اور شاید انہوں نے انتہا غلبہ یا سکر کی حالت میں وہ الفاظ کہے ہوں اور جو شخص ابو یزید کے مقام تک پہنچنا چاہے اور سکھایا یزید جیسا محاورہ کرنا چاہے اسوقت وہ اونکے کلام کو سمجھ سکتا ہے واللہ اعلم

## (۱۵۰) ابو محمد سہل بن عبداللہ رحمہ اللہ تعالیٰ

ابن یونس بن عیسیٰ بن عبداللہ بن ربیع قسری رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ اس ورقہ کے امام اور علوم احلاص و ریاضات وغیرہ کے بڑے علمائے متکلمین میں سے تھے۔ خالد و محمد بن سوار کی صحبت میں رہے اور مکہ کی طرف جاتے ہوئے ۳۲۷ھ میں دوسو و تتر چھری میں دو الموں مصری کو دیکھا اور ادھوں نے ۳۲۷ھ میں دوسو و تتر چھری میں قصا کی۔ انکے کلمات میں سے ہے کہ لوگ بڑے سوتے ہیں اور حب مرینگے تو بیدار ہو گئے اور جب بیدار ہوئے تو بچھاؤ گئے اور جب بچھاؤ گئے تو اٹھ کھڑے ہوئے اور اٹھ کھڑے ہوئے تو اٹھ کھڑے ہوئے۔ اہل رمین پر حب آفتاب طلوع یا غروب ہوتا ہے تو اس شخص کے سوا جو اپنی حال اپنی بیوی اپنی دنیا اور اپنی آخرت پر اللہ تعالیٰ کو مقدم رکھتا ہے سب اللہ تعالیٰ سے ناواقف ہوتے ہیں اولیٰ ادب یہ ہے کہ نہ معلوم ہونے کی صورت میں ٹھہر جائے اور آخر ادب یہ ہے کہ شبہ کی صورت میں ٹھہرے۔ اللہ تعالیٰ کو رات اور دن کی گھڑیوں میں دلوں کی اطلاع ہوتی رہتی ہے پس جس دل میں اپنے سوا اور کی طرف احتیاج دیکھتا ہے اوپر اہلیس کو مسلط کر دیتا ہے۔ صوفی کو تین چیزوں کی یا بندی لاری ہے اپنے راز کی نگہداشت اپنے فقر کی حفاظت اور اپنے فرض کا ادا کرنا۔ اللہ نیت کا قبلہ ہے اور بیت قلب کا قبلہ ہے اور قلب بدل کا قبلہ ہے اور بدن اعضا کا قبلہ ہے اور اعضا دنیا کے قبلہ ہیں جو گمان سے بچاؤ تجسس سے بچاؤ اور تجسس سے بچاؤ عیست سے بچاؤ اور جو عیست سے بچاؤ زور سے بچاؤ اور جو زور سے بچاؤ ہتان سے بچاؤ آدمی ریاست کا مستحق نہیں ہوتا۔ جس تک کہ اپنی ناواقفیت کو



لوگوں کی طرف سے بھیج نہ لے اور او کی جمالت کو برداشت نہ کرے اور انکے قبضہ کی پیروی نہ کرے اور اپنے قبضہ کی پیروی نہ کرے اور انکے لئے حرج نہ کرے صدیقیوں کے احلاق میں سے ہے کہ وہ اللہ کی قسم نہیں کھاتے نہ جھوٹ نہ سچ اور غیبت نہیں کرتے اور نہ انکے سامنے عیست کی جاتی ہے اور سب پر ہرک نہیں کھاتے اور جب وعدہ کریں تو خلاف نہ کریں۔ فتنے تیس قسم کے ہیں۔ عوام کا فتنہ جو علم کی وجہ سے آئیں آیا ہے۔ جو اس کا فتنہ جو رخصتون اور تادیلوں سے اویں پیدا ہوا ہے اور عارفوں کا فتنہ جو واجب حق میں دوسرے وقت تک دیر کرنے کی وجہ سے اویں آیا ہے۔ ہمارے اصول سات ہیں اللہ کی کتاب پر مضبوط رہنا رسول اللہ کی سنت کی پیروی کرنی۔ حلال کھانا سنا لے سے بار رہا گناہوں سے بچنا۔ توبہ کرنی۔ اور حقوق ادا کرنا۔ جو شخص اس امر کو دوست رکھنا جو کہ اس کے اور اللہ کے درمیان جو معاملہ ہے اس سے لوگ واقف ہوں وہ غافل ہے ہمارے اس زمانہ میں علمائے تیس باتوں سے مایوس ہو گئے ہیں۔ توبہ کی برابری یا بدی سے سست کی پیروی سے اور ترک مہروم آناری سے زندگی جابر قسم کی ہے رستون کی زندگی طاعت میں سے میوں کی زندگی علم اور وحی کے انتظار میں صدیقیوں کی زندگی اقتدار میں اور باقی لوگوں کی زندگی خواہ وہ عالم ہوں یا جاہل راہ ہوں یا عابد کھانے پینے میں۔ اور صورت میوں کے لئے ہے۔ قوام صدیقیوں کے لئے قوت مومنوں کے لئے اور راتب جریلوں کے لئے۔ جو شخص کہ معاملات کے بگڑ جانے زمانے کے حراب ہو جائے اور لوگوں کی رائے میں اختلاف واقع ہوئے کے وقت اللہ تعالیٰ کے حکم پر عمل کرے اللہ تعالیٰ اس کو امام مقتدی اور راہ راست یر

جیسے والا ہادی سائیکہ اور ایسے زمانہ میں کس پیسری کی حالت میں رہیگا۔ اسنے سوال ہوا کہ ولی کس کو کہتے ہیں۔ اسوں نے جواب دیا کہ ولی وہی ہے جس کے افعال بے درپے موانعت برہوں اور اسے کسی نے اندر داخل کی دات کے مارہ میں پوچھا تو کہا کہ ایک دات ہے علم سے موصوف جو احاطہ کے ساتھ ادراک میں نہیں آسکتی اور دار دیا میں آنکھوں سے دیکھی نہیں جاسکتی اور وہ حقایق ایمانی کی رو سے بغیر حرد و حلوں کے موجود ہے اور عقوبتی میں اسکو آنکھیں ملا کسی روک کے اسکی سلطنت و قدرت کے جلال میں دیکھیں گی۔ اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مخلوق کو ایسی دات کی کسکی جنات سے محجوب کر دیا اور اپنی نشانیوں کے ذریعہ سے اسکی راہ نادیدی ہے جس دل انکو پہچانتے ہیں اور نگاہیں اسکو نہیں پاتی ہیں۔ ایمان والے بغیر اسکے کہ اسکو احاطہ کریں یا اسکی اندر روائشہ کو پائین نگاہوں سے اسکی طرف دیکھتے ہیں۔ اس کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خلق کو پیدا کیا اور ان کو اپنے آپ سے محجوب کر دیا اور برہ توادیر اللہ کے ساتھ اٹھی اپنی تدبیر و اختیار سے آیا ہے اور اسی جبر نے خلق کی زندگی کو مکدر کر دیا ہے۔ دلی کالوگون سے میل جول کرنا دولت ہے اور اس کا اُنسے الگ رہنا عرت ہے اور سینے سے ہی کم دلی اللہ دیکھے ہیں جو لوگوں سے الگ ہوں کوئی ولی اللہ حسی ولایت صحیح ہو ایسا نہیں ہے جو ہر شے جمعہ کو مکہ معظمہ میں حاضر ہوتا ہو یا اسپس کو تا ہی کرتا ہو یہ کہا کرتے تھے کہ میں خلق پر اللہ کی حجت ہوں اور میں اسے راہ کے اولیا پر حجت ہوں۔ یہ فیصلہ ذکر یا ساجی اور انوعد اللہ سیری کو ہو نہی۔ یہ دونوں اُنکے پاس آئے اور انوعد اللہ سیری لے جونا مینا اور اسی وجہ سے دلیر تھے کہا کہ ہم کو آپ کی نسبت معلوم ہوا ہے کہ آپ کہتے ہیں کہ میں خلق پر اللہ کی حجت ہوں اور میں ایسے

رمانہ کے ولیوں پر اللہ کی محبت ہون کا یہ رتبہ آپ کو کہاں سے ملا کیا آپ ہی یا صدیق  
 امین۔ اس کے جواب میں سہلؑ نے کہا کہ میرا روئے سچ اس طرف نہیں ہے  
 جس طرف آپ کا گمان پہنچا ہے اور میں اس خیال میں ہوں میں نے تو یہ صرف  
 اس وجہ سے کہا تھا کہ اکل حلال کا یا اس ولی اطہر میں نے کیا ہے اور وہ نے  
 نہیں کیا۔ اس پر ربیری نے کہا کہ کیا تم کو اکل حلال کا پورا درجہ حاصل ہو گیا ہے یا نہیں  
 کہا کہ مان میں ہیتم حلال ہی کہا تا ہوں ربیری نے جو حیا کہ سلا اس کی کیا صورت ہے سہلؑ نے اس کو  
 کہا کہ میں نے اپنی عقل و معرفت و قوت کے ساتھ حصے کر رکھے ہیں میں جس وقت  
 تک ان کے چلنے حصے چلے ہیں میں کہا ما چوڑ دیتا ہوں اور جب ایک حصہ باقی رہ  
 جاتا اور مجھے یہ خوف ہوتا ہے کہ یہ حصہ بھی چلا جائے گا اور اس کے ساتھ میری  
 جان ہی تلف ہو جائے گی اس وقت میں اس خوف سے کہ ایسی ہلاکت کا  
 معصوم ہوں اور اس عرص سے کہ وہ حصہ حصے واپس آجائیں۔ بقدر رسد رقی کھاتا  
 ہوں۔ اس مسئلے میں حلال درست ہے۔ اس کو سن کر ربیری نے کہا کہ ہم ہمیشہ اس  
 کے یابند رکھے کی قدرت ہیں رکھتے اور ہم یہ جانتے ہیں کہ ایسی عقلوں و معرفتوں  
 و قوتوں کو سأت حصوں پر تقسیم کر میں اور سہل رضی اللہ کے فضل کا اعتراف کیا۔ سہلؑ  
 رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ لوگوں پر ایک ایسا رمانہ آئے گا جس میں مالداروں کے ہاتھوں  
 سے حلال چلا جائیگا اور انگریز مال حلال نہ ہوں گے اس وقت اللہ تعالیٰ ایک کو  
 دوسرے کے خلاف میں کھڑا کر دے گا۔ یعنی ستانے معاملہ کو حکام تک پہنچانے  
 درپور سے میں ان کی زندگی کی لذت چلی جائے گی اور دنیا کی محتاجی کا کشاکش اور دشمنوں  
 کی شتمت کا اندیشہ ہمہ دم ان کے دلوں میں جاگ رہے گا اور زندگی کی لذت

چلی جائیگی اور دنیا کی محتاجی کا کشاکش اور شو کوئی شہادت کا اندیشہ ہمہ دم نگر و نو بین جاگرین پر سگا اور زندگی کا لذت کا غلاموں اور جاگروں ہی کو حاصل ہوگی اور آقا تو نبی و ملا و نبی و اوطال کو کئے خو فیض متلارہنیکے اور اس رمانہ میں بدگی سے صرف منافق لذت اٹھا گیا جسکو اسکی پرواہ ہوگی کہ اسے کہا ہے کیا اور کس میں حرج کیا اور اس کی فکر ہوگی کہ کیوں کر اس نے ایسے آپ کو ہلاک کیا۔ اور ایسے رمانہ میں مولویوں کا رتہ حالہاں کا سا ہوگا اور ان کی رنگیاں بدکاروں کی رنگیاں اور ان کی موتیں حیرت و فکر ہی والوں کی موتیں ہوں گی۔ ان کا بیان ہے کہ قوم عاد کے دیار میں مسیح علیہ السلام کے اصحاب میں سے ایک شخص سے میری ملاقات ہوئی میں نے اس کو سلام کیا اور اس نے میرے سلام کا جواب دیا میں نے اس کو سکے دیں پر ایک حصہ دیکھا جس میں عجب تارگی یا بی حافی تھی اور اس نے مجھ سے کہا کہ یہ مسیح علیہ السلام کے رمانہ سے میرے جسم پر ہے مجھے اس پر تعجب ہوا تو اس نے کہا کہ اے سہلؑ دن کیڑوں کو بوسیدہ میں کرتے اور کو تو گما ہوں کی نو اور حرام کے کھانے بوسیدہ سا دیتے ہیں۔ اس پر میں نے اس سے پوچھا کہ اس جب کو تمہارا جسم پر کتنے سال گذرے ہیں۔ اس نے کہا کہ سات سو برس۔ پھر میں نے اس سے پوچھا کہ کیا تم ہمارے سی محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ملے تھے۔ اس نے کھاکہ ہاں اور میں نے اس وقت اور یہ ایمان ہی لا یا جس وقت اہل بروہ جن ایمان لائے تھے جس کے متعلق اوس پر یہ وحی آئی تھی۔ **قُلْ اَوْحٰی اِلٰی اَنَّهُ اسْتَمِعَ لِعَمَلِیْہِمْ**۔ میں کہتا ہوں کہ یہی وہ ہے کہ حضرت علیہ السلام کے کیڑے پڑاے ہمیں ہوئے کیونکہ وہ

ع۔ خدا کو میرے پاس وحی آئی ہے کہ جنات میں سے چند تمہارے لئے قرآن

پڑھتے ہیں۔ سا۔ سورہ ص۔ یارہ۔ ۲۹۔ رکوع ۱۱۔ مترجم

نہ گناہ کرتے ہیں اور نہ حرام کھاتے ہیں اور جس طرح کہ حلال کھائے والو نے کھڑے ہو سیدہ  
 حسین ہوتے اسی طرح مرنے کے بعد اوں کے جسم بھی ہو سیدہ ہیں ہوتے جیسا کہ  
 بعض ولیوں کی لاشوں کو ہم نے رسوں کے بعد ویسا ہی یا یا ہے جیسا اوں کو کرکھا تھا  
 واللہ تعالیٰ اعلم۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ دیکھو حذر ارجس شخص کے ساتھ عداوت نہ کرنا  
 جس کو اللہ تعالیٰ نے ولی مسمو کر کیا ہو۔ اور نصیرہ میں ایک ولی اللہ تھے اوں سے  
 ایک گروہ نے دشمنی کی اور اوں کو ستایا یس اللہ تعالیٰ نے ان پر غضب مارل فرمایا اور رات  
 بہر میں سب کے سب کو ہلاک کر دیا۔ ان کا قول ہے کہ زہے نصیب اوس شخص  
 کے جس نے ولیوں سے سیاسی حاصل کی کیونکہ جب اس نے اُن کو بیجا مانو جو کچھ  
 طاعتیں اس سے فوت ہوئی ہیں اوں کو پوری کر لے گا اور اگر پوری نہ کر لیا تو وہ اسکی  
 شفاعت اللہ تعالیٰ کی مارگاہ میں کرین گے کیونکہ وہ اہل فتوت ہوتے ہیں جو لوگ حلق  
 میں اللہ کے برگزیدہ ہیں اوں پر دنیا حرام ہے اور اوں کے لئے دنیا میں سے کچھ  
 ہی لیا اوسی طرح حرام کیا گیا ہے جس طرح اللہ تعالیٰ نے حلق پر حرم کے تسکا کرکھا ما  
 حرام کر دیا ہے اور جو شخص اوس کو کھاتا ہے اوس پر عید واجب ہوتا ہے اسی طرح  
 اللہ کے برگزیدہ لوگوں میں سے جو کوئی دنیا میں سے کچھ کھاتا ہے اوس کے لئے  
 طاعتوں کے ترک کے سوا اور کوئی عید نہیں ہے۔

حبیب مدہ اوس حق کے ادا کرنے میں مشغول ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا اوس پر  
 ہے تو اللہ تعالیٰ مناسب تصور فرماتا ہے کہ جو کام مدہ خود ایسے لئے کرتا اُس کو وہ  
 احام فرمائے جو حلال نہ کھاتا ہوگا۔ اوس کے قلب سے حجاب نہ اٹھے گا اور جلد  
 حلد اوس پر بلائیں آتی رہیں گی اور اوس کو نہ مہار فائدہ دے گی نہ روزہ اور نہ رکوع

خلق چلو سکے، مشاہدے اور وصول سے رکی ہوئی ہے تو صرف مری جو راک  
اور خلق کی آرا رہی ہے۔ ایسے یاروں سے کہا کرتے تھے کہ جتنا تک نفس تم سے  
معصیت کا مطالبہ کرے اوس وقت تک سوک اور بیاس سے اوس کی تادیب  
کرو اور جب تم سے گناہ نہ چاہیے تو جو کچھ چاہی اوس کو کہلاؤ اور جتنا چاہیے اوس کو  
سوئے دو۔ ان سے کسی نے پوچھا کہ جو لوگ بہت دنوں تک کہا ماہیں کہاتے  
اون کی سوک کی آگ کمان حاتی ہے۔ اہوں نے جواب دیا کہ دل کا نور اوس کو  
کھمایدیتا ہے۔ ان کے اقوال میں سے ہے کہ مرے والے دلوں کی رنگی اُس  
رمدہ حاوید کے دکر سے ہے جو مر گیا جس کا ایمان کامل ہوا وہ اللہ تعالیٰ کے سوا  
کسی حیر سے نہ ڈرے گا اور سب سے اچھے لوگ ڈرے والے علماء ہیں اور سب  
سے اچھے ڈرے والے وہ صاحب حلوص ہیں جنہوں نے اپنے احلاص کو  
موت سے ملا دیا ہے۔

(۱۵۱) ابو سلیمان عبد الرحمن بن عطاء اللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

دار یاد متق کا ایک گاؤں تھا۔ یہ بی عبس<sup>علیہ</sup> میں سے اور علوم حقایق اور پرہیز گاری میں  
بلند شان تھے ۲۱۵ھ دو سو پندرہ ہجری میں راہی عالم بقا ہو کر انکے کلمات میں  
سے ہے کہ کسی فقیر کو مزار انہیں ہے کہ ایسے دل سے اپنے کپڑوں کو ریادہ

۱۵۰۔ دار یاد ہست تمام دارانی مہمست ہوی غیر قیاس ۱۲ مثنوی الارب

۱۵۱۔ عس بن عبس س ریشہ ید رقیلا است ارقیس عمیلاں و تیز قیلا ریشہ بیسی ارقصا عار

اولاد عس بن جولانی ۱۲۔ مثنوی الارب۔

صاف ستھرا کے لکڑا اپنے ظاہر کو اپنے ماطن کے ہتھکل رکے۔ احمد بن ابی الحواری کہتے ہیں کہ ایک دن میں نے ابوسلیمان کو کہتے سنا کہ اے کاتس میرا دل دلو مین ویسا ہی ہوتا جیسا کیڑوں میں میرا کیڑا ہے۔ احمد کہتے ہیں کہ اور اُس کے کیڑے متوسط درجہ کے تھے اور اُن کا قول ہے کہ جو دنیا سے کستی لڑا دیا ہے اوس کو دے مارا۔ اور جب دیا ہے کسی دل میں گہرا لیا تو آخرت ہے اوس سے کوچ کیا۔ احمد بن ابی الحواری کہتے ہیں کہ میں نے ابوسلیمان سے کھا کا کل میں نے حلوٰت میں مارا یہی تھی اُس میں مجھے عیب مر آیا۔ اس پر اُنہوں نے کہا کہ اس اور کون سی چیز میں زیادہ مرا ہے۔ میں نے کہا کہ اس میں کہ مجھے کسی نے نہ دیکھا ہو۔ اس پر اُنہوں نے کہا کہ اے احمد بیتک تو کمزور ہے اس لئے کہ تیرے دل میں خلق اللہ کا خیال آیا۔ ایک شخص نے ان سے پوچھا کہ جن حیروں کے دریو سے مدہ اللہ عزوجل کا تقرب حاصل کرنا چاہتا ہے اُن میں سے کسے قریب کون ہی چیز ہے۔ انہوں نے کہا کہ وہ یہ ہے کہ اللہ تیرے قلب پر مطلع ہوا اور تو دونوں حمان میں اوس کے سوا کسی کو نہ چاہتا ہو۔ دیا ایسے تلاش کر موالے سے ہاگتی ہے اور اپنے سے ہاگے والے کو تلاش کرتی ہے پس اگر اپنے سے ہاگنے والے کو یالیتی ہے تو اوس کو حیر کے لگاتی ہے اور اگر تلاش کرے والا اُس کو یالیتا ہے تو اوس کو مار ڈالتی ہے۔ اپنے عمل پر غور تو قدر یہی کرتے ہیں جو سمجھتے ہیں کہ اپنے عمل کے کرنے والے خود وہ ہیں مگر جس کا یقین یہ ہے کہ اُس سے کام لیا جاتا ہے وہ کس حیر پر غور کرے گا۔ اگر سب لوگ متفق ہو کر چاہیں کہ مجھے میرے نفس کے سامنے اُس قدر ذلیل کریں جس قدر کہ میں نے اپنے آپ

کو کر کہا ہے تو ممکن نہیں ہے۔ جو اپنے نفس کی کوئی قیمت سمجھاؤ سکو حد مت  
کی علالت نہ ملی۔ احمد بن ابی الحواری کہتے ہیں کہ ابوسلیمان دارانی نے مجھے کھا  
کہ اے احمد جو مقبول ہوا وہ یہ مقبول ہوا مگر تعلیم کرے والوں کی قبولیت سے۔ او  
میں تجھ سے کہتا ہوں کہ اپنی انگلیاں پیالہ میں نہ گھول۔ اے احمد بیسے لوگ  
دیکھے ہیں جو اپنی بہوک کو اتنی طرح غنیمت جانتے ہیں جس طرح تم اور تمہارے یاروں  
طریقت میری کو۔ اے احمد کیونکر اون کے دل سو رہ سکتے ہیں ان کی تو یہ حالت  
ہے کہ جو حیرتہ کی یا تے ہیں اوس کو کہا جاتے ہیں مگر میری یہ حالت ہے کہ اگر شد  
کی حیرتہ لیتا ہوں تو ایک جمعہ سے دوسرے جمعہ تک دل میں ایک آگ سی  
محسوس ہوتی ہے۔

اللہ تعالیٰ عارف کے لئے سچوے بیروہ کتایت کرتا ہے جو کھڑے ہو کر نماز پڑھتے  
کی حالت میں نہیں کرتا۔ ابوسلیمان رضی اللہ عنہ کو وفات کے بعد ایک شخص  
نے جواب میں دیکھا اور پوچھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے ساتھ کیا کیا۔ انہوں نے کہا  
کہ مجھے بخشید یا اور قوم صوفیہ کے اشارات سے میرے لئے کوئی چیز زیادہ مضر نہ  
تامت ہوئی اس لئے کہ وقایع علوم میں گفتگو کرنا قرآن میں ایسے آیت کو متمیز بھاما  
ہے۔ احمد بن ابی الحواری کہتے ہیں کہ مجھے ابوسلیمان رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جس  
شخص نے ایسے بھائی کا کہا اس لئے کہا یا کہ ایسے کہا ہے اس کو جو مست  
کرے اس کو اوس کما ہے سے کوئی ضرر نہ ہو نیچے گا صبر تو اتنی وقت ہو نیچے گا  
جب اپنے نفس کی خواہش سے کما لئے گا اور اس کی وجہ یہ ہے کہ ہر حیرتہ جس سے  
مدہ کا مقصود اللہ تعالیٰ کی حوسنودی ہے باعتبار عتیقہ کے عمدہ ہے۔ اونکے اقوال



میں سے ہے کہ جس کی ناکہ میں ہوں حقیر کہانی دیا اوس نے اوس کی حرمت کو حقیقت تصور کیا اور جس نے اپنے دل سے ہر ایسی چیز کی یاد نہ مٹائی جو اللہ تعالیٰ کے ذکر کے مخالف ہے اوس کو اللہ تعالیٰ کے ذکر کی صفائی نصیب نہ ہوئی۔ اور جب تم دنیا و آخرت کی کوئی حاجت چاہو تو یہ کہو کہ کو اپنے اوپر لازم کر لو اور اوس کے بعد اوسکا سوال کرو اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کما مے سے عقل ٹھکائے ہیں تیرے

### (۱۵۲) ابو محمد فتح بن سعید موصلی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بتر بن حارث اور بر سر می سقطی کے ہم ترہ لوگوں میں سے اور دوع و معاملات میں بلدستان تھے۔ اس کے اقوال میں سے ہے کہ جو شخص اپنے دل سے ہمیت اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتا رہے گا اوس میں محبوب سے فرحت حاصل ہوئے گی کیسیت پیدا ہوگی اور جو شخص ایسی ہوا و ہوس پر اوس کو مقدم رکھے گا اس میں اوس کو محبوب رکھنے کی کیسیت پیدا ہوگی اور جو شخص اللہ کا استیاق رکھے گا وہ اوس کے ماسوا سے پرہیزگار ہو جائے گا۔ اور قلب جب کما مے اور پیسے سے روک دیا جاتا ہے تو وہ مر جاتا ہے گو دیر میں ہی کسی شخص نے معافی میں عمر اس سے پہلے کہ فتح موصلی کا کوئی بڑا عمل ہی تھا۔ انہوں نے کہا کہ اول کا بھی عمل کافی تھا کہ اہلک دنیا ترک کر دی تھی۔

### (۱۵۳) ابو عبد الرحمن حاتم بن علوان رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ حراسان کے قدیم مشائخ میں سے اور بلخ کے رہنے والے تھے تحقیق ملحق کی

صحت میں رہے اور احمد س حصار و یہ کے میر تھے ۳۷ ہجری میں د اشگرد سے  
 اعلیٰ اعلیٰ میں کی راہ لی اور ایک مسافر قہاء کے پاس جس کو سرود کہتے ہیں اور جو د اشگرد  
 کے ہاڑی واقع ہے یہاں پہنچے۔ اس کے کلمات میں سے ہے کہ جب تم مرید کو  
 ایسی مراد کے سوا کسی اور حیر کا ارادہ کرتے دیکھو تو سمجھ لو کہ اس نے ایسی دلت کا اظہار  
 کیا اور وہ مکر میں مبتلا ہے۔ جو شخص نین حیر دن کے بغیر تین چیزوں کا دعویٰ کرے  
 وہ ہوٹا ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کے محرمات سے پرہیز کئے نعیر اس سے ڈرے کا دعویٰ  
 کرے وہ ہوٹا ہے۔ اور جو شخص اللہ تعالیٰ کی طاعت میں مال حرج کئے نعیر حجت  
 کی محنت کا دعویٰ کرے وہ ہوٹا ہے اور جو شخص مقرر کی محنت کئے نعیر صلی اللہ  
 علیہ وسلم کی محنت کا دعویٰ کرے وہ ہوٹا ہے۔ عصام بن یوسف رحمۃ اللہ نے حاتم  
 رصی اللہ علیہ کے یاس کوئی حیر پہنچی اور انہوں نے قبول کر لی اس پر ایک شخص نے  
 اس سے کہا کہ آپ نے اس کو کیوں قبول کر لیا ۱۹ سوں نے کہا کہ میرے خیال میں یہ  
 مات آئی کہ اس کے قبول کرے میں میرے نفس کی دلت ہے اور وائیں کر دیے  
 میں عزت۔ ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ ایک راہب کے یاس سے میرا گریہ ہوا  
 اس نے مجھے بوجھ لیا کہ تم کہاں کے رہنے والے ہو۔ میں نے کہا کہ بلنج کا۔ یہ راہب سے  
 پوچھا کہ تم کس کے پاس بیٹھتے تھے۔ میں نے کہا کہ میں شقیق بلنجی کے پاس بیٹھا کرتا  
 تھا۔ اس نے کہا کہ تم نے ان سے کیا بات سنی ہے میں نے کہا کہ وہ کہتے تھے  
 کہ اگر آسمان تابخ کا اور زمین لوہے کی ہو جائے اور آسمان سے ایک قطرہ منیہ برے  
 اور زمین سے ایک دانہ اوگے اور میرے مال بچے اس قدر ہوں کہ دونوں عالم اسے  
 بہرائیں تب ہی مجھے کچھ پروا ہو۔ راہب نے کہا کہ یہ تو مرآ آدمی ہے اس کے یاس

بیٹھا جا بٹھے۔ میں نے کہا کہ یہ کیوں۔ اوس نے کہا اس لئے کہ وہ ایسی مات  
 کو سمجھتا ہے جو ہوتی حسین اور اگر ہو تو کیا ہوا اس کو ایسی حیرت ہو کر کرنا چاہیے ہے جو ہو چکی  
 ہے کہ کیوں ہو پتی تم اوس کے ساتھ بیٹھا کرو اس کی فکر درست نہیں ہے۔ حاتمؓ  
 محمدؓس مقابل کے یاس جو رے کے عالم تھے عیادت کو گئے۔ انہوں نے  
 دیکھا کہ اوں کا گرو سید اور رش سے آراستہ ہے اور بہت سے علام و خادم  
 سامے حاضر ہیں۔ اس لئے اوں کو سلام نہیں کیا اور اون سے کہا کہ اے محمدؓ  
 تم نے اپنے اس گھر کی تعمیر اور ان درختوں اور سامانوں میں کس کی بیروی کی ہے  
 سی صلی اللہ علیہ وسلم وصیہ و تابعین اور ائمہ و صالحین کی یا فرعون و مکرود کی محمدؓ نے  
 سکوت اختیار کیا یہ حاتم صی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ اے بڑے عالمون تمہاری  
 مثال تو ان جاہلوں کی ہے جو میان میں مجھے گڑوے ہوئے اور اس کی رعیت  
 رکھے والے ہیں نہ علماء ماعمل کی تم عوام کے نگارنے والے ہو کیوں کہ وہ  
 کہیں گے کہ حب محمدؓ کا جو عالم ہے یہ حال ہے تو بہتہ اون کے یہ وہ ہیں۔ حاتمؓ  
 کے اس کلام سے محمدؓس مقابل کی ہاریوں میں ایک اور ہاری زیادہ ہو گئی۔ اس  
 کے بعد حاتم رضی اللہ عنہ نے عالم سے کہا کہ میں عجیب آدمی ہوں جیسا ہوں کہ تم مجھے  
 ماز کے لئے وضو کرنا سکھا دو۔ عالم نے کہا کہ تم وضو کرو میں دیکھتا ہوں جیسا سچ حاتمؓ  
 نے تین تین بار کلیان کیں ناک میں یانی دیا اور دایسا ہاتھ دھو تا مگر جب بائیں  
 ہاتھ کی باری آئی تو وضو کرنا چاہا مگر نہ دھو یا عالم نے کہا کہ تم نے چار مرتبہ ہاتھ دھو یا تو  
 فضول حرجی کی۔ اس پر حاتم رضی اللہ عنہ نے کہا کہ سبحان اللہ ایک جلیو پانی میں تو  
 میری مصول حرجی کو تنہا ناسکھا دیا اور ان سب چیزوں میں جو مصول حرجی خود تنہا

کی ہے اوس کو تمہنے نالیندہ کیا۔ اس سے وہ سچہ گئے کہ تعلیم و صوکی درجہ استے  
ان کا مقصود صرف یہی تھا کہ اس سے اس کو ہوش ہوا اور گمراہ کو کر جا کر سب  
کو اسوں سے جوڑ دیا اور فقیروں میں شامل ہو گئے۔

## (۱۵۴) ابو زکریا یحییٰ بن معاذ بن جعفر واعظ از می رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اپنے راہ میں بکثرت روڑ گارتے۔ معرفت خصوصاً رجا کے بیان میں اللہ تعالیٰ  
نے اس کو خاص رہن دی تھی۔ مدت تک بلخ میں رہے بعدہ میتا پور واپس  
آئے اور یہیں ۵۸۰ھ میں دو سو اٹھاون ہجری میں ان کو سمر آحرت پتیا آیا۔ اس  
کے کلمات میں سے ہے کہ میں دروغ میں ہے وہ راہ کیو مکر ہو سکتا ہے جو  
چیر تمہاری ہیں ہے اوس میں تو رج کر ویر ہو تمہاری ہے اوس میں رہ کر و۔ اللہ تعالیٰ  
کے ساتھ جس قدر تمہاری مستولی ہوگی اوسی انداز سے خلق اللہ کو تمہارے کام میں  
دلچسپی ہوگی۔ ساری دنیا اول سے آخر تک ایک ساعت کے غم کی برابری ہیں  
کر سکتی ہیں یا جو داس کے لگا اوس میں تمہارا بہت ہی تھوڑا حصہ ہے کیونکر تم  
اوس کے غم میں اپنی تمام عمر صرف کر دیتے ہو۔ راہ دنیا میں پر دسی ہیں اور عارف  
آحرت میں پر دسی ہیں۔ اسنے یاروں سے کہا کرتے تھے کہ تین قسم کے آدمیوں  
کی صحبت سے بچتے رہو عاقل عالمون سہل انکار مولویون اور ایسے جاہل صوفیون  
کی صحبت سے خواہنے دین کے مزایاں سیکھے سے پہلے عابد بناتے ہیں۔ اور  
اس کے اقوال میں سے ہے کہ جس شخص نے ایسے میر کے افعال سے فائدہ نہ  
اٹھایا وہ اوس کے اقوال سے بھی فائدہ نہ اٹھائے گا۔ مدہ کے دین کی سمیت

دہجیان اوڑتی رہتی ہین حب تک کہ اوس کا دل دیا کی محبت میں پہسا رہتا ہے  
 ہوک نور ہے اور سیری نار ہے اور خواہش ابیدہس ہے جو حلالے کا دریہ ہوتی  
 ہے۔ اس لئے حب تک کہ ایسے مالک کو حلالے کی ٹہنڈی ہین ہو سکی۔  
 صوفیسا دو کا نداری ہے اور بد کی باتیں کرنی میتہ وری ہے۔ ولی کہما واکرتا  
 ہے اور منافقت کرتا ہے اور ایسے صدیق جس کے اخلاق ایسے ہوں کس قدر  
 تہوڑے ہین۔ ولی دنیا میں اللہ تعالیٰ کا یہول ہوتا ہے جس کو صدیق سو گیتے ہین۔  
 پس اوس کی جوشیواوں کے دلوں تک یہیمتی ہے اور اس درجہ سے وہ اوسکے  
 آقا کے مشتاق ہوتے ہین اور اوس کے دیکھنے سے اون کی عبادت میں  
 زیادتی ہوتی ہے۔ براہائی وہ ہے جو تمہارے اس کسے کا محتاج ہو کہ ”میرے  
 لئے تم دعا کرو“ اور اسائی وہ بھائی ہے جو تمہاری عمرش کے وقت اس کا محتاج  
 ہو کہ تم اوس سے معذرت کرو۔

علماء ماعمل محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی اُمت پر اوں کے ماب اور مان سے  
 زیادہ تر مہرمان و متیق ہوتے ہین اور اس کی وحد دریا مت کی گئی تو انہوں نے کھا  
 کہ اس لئے کہ اوں کے ماب اور مان اوں کو دیا کی آگ سے بچاتے ہین۔ اور  
 ایسے علمبرا اوں کو آخرت کی آگ اور اوس کی دہشتوں سے بچاتے ہین۔ اور ان  
 کا قول ہے کہ جس نے حلوص کے ساتھ اولیا کی صحبت اختیار کی اوس کو یہ  
 صحبت اوس کے اہل و عیال مال و مسال اور سب اشغال سے پھیر دیگی اور انکی  
 صحبت میں حب اوس کی یہ حالت درست ہو جائے گی تو وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ  
 مشغول رہے کے مقام تک ترقی کر جائے گا۔ پس وہ ماسوالہ کو جو پڑ کر اوسمین

مشغول ہو جائے اور اگر اولیاء اللہ کی صحبت میں اس کا یہ مقام درست ہو تو اسکو  
 کسی اشتغال باللہ کی جستجو نصیب نہ ہوگی عوام دنیا کی طرح حست میں ہی اہل علم  
 کے محتاج ہوں گے۔ اس کی وجہ پوچھی گئی تو اوہوں نے کہا کہ حست میں عوام  
 سے ارشاد ہو گا کہ اپنی ایمنی آرو میں بیان کرو مگر اون کو معلوم ہو گا کہ کیا کہیں اسوقت  
 وہ عرض کریں گے کہ ہم اہل علم کی طرف رجوع کرتے اور ان سے پوچھتے ہیں اور  
 اس سے علم والوں کی بڑی توقیر ہوگی۔ یہ کہا کرتے تھے کہ حردار دار دنیا کی طے  
 مائل ہونا یہ تو گدہ جانے کا گھر ہے ٹھیرے کا گھر میں ہے اس سے توشہ لیکر  
 دوسری جگہ آرام لیا جاتا ہے۔ اور کہتے تھے کہ اگر کوئی متحصص علم میں ابن عباس  
 جیسا ہو مگر دنیا کی طرف راغب ہو تو میں لوگوں کو اس کے ساتھ بیٹھے سے ضرور مع  
 کروں کیونکہ جس نے ایسے نفس کے ساتھ خیامت کی وہ اوروں کو کیا نصیحت  
 کرے گا۔

تو کوششیں جیکر دی کہ بجا کسی لطیفی  
 نسخہ دار لارم آمد تو راحت سدا کر کروں

ان کا قول ہے کہ ولیم کی مثال شکاریوں کی ہے کہ سداں کو شیطانوں کے مسہ  
 سے چٹا لیتے ہیں اور اگر کوئی ولی عمر بہر میں ایک ہی شکار کر لے تب بھی اس نے  
 ست بڑی نیکی کی۔ کاموں کی دشواری سے ہماگ کر رہا اختیار کرتا یہودگی ہے اور  
 نفس کو مارے بغیر صوفیوں میں ایسا حالت ہے اور باوجود ضرورت کے کس  
 کو چوڑ دیا کاہلی ہے اور باوجود استعمار کے کس کو ماکلفت ہے اور کوششیں  
 پر صبر کرنا راستہ یا لیے کی علامت ہے اور مال بچون کو صالح کر کے عبادت میں مشغول

ہو مامادانی ہے۔ اوس شخص میں جو ولیمین ولیمہ کے لئے شریک ہو اور اوس شخص میں جو اوس میں محبوب سے ملنے کو شریک ہو بہت مرق ہے۔ صدیقیوں کی لڑائیاں اپنے نفس کے خطرات سے اور ابدال کی اپنے انکار سے اور راہوں کی انسانی خواہشوں سے اور تائیکوں کی اپنی لغزشوں سے ہوتی ہیں۔ یہ ایسی دعائیں کہا کرتے تھے کہ خداوند توبہ کی سرخون کو یوراکرے کی قوت محمد میں ہمیں ہر لمحے بغیر توبہ کے غتہ سے اور ان کا قول ہے کہ آدمی اس وقت تک حلیم نہیں ہوتا جب تک کہ عورتوں کو تہوت نہیں بلکہ شفقت کی آنکھ سے دیکھے اور ڈاکرون کے ساتھ بیٹھا کرو۔ کیونکہ یہ مادشاہی ڈیوٹری پڑھائی دئے ہوئے ہیں۔

## (۱۵۵) ابو حامد احمد بن حضور بنی رخی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بزرگان خراسان کے اکابر میں سے تھے ابوقربا بن خنسی اور حاتم اصم رحمہ اللہ کی صحبتوں میں رہے اور ابویرید سطاخی کے پاس سفر کر کے گئے اور ابو حفص حداد کی اہون نے زیارت کی۔ یہ ادن لوگوں میں سے ہیں جنہوں نے فتوت میں شہرت پائی ہے۔ سنیہ دو سو چالیس ہجری میں اعلیٰ علیس پہنچے۔ ان کے کلام میں سے ہے کہ اللہ کا ولی۔ اس کا کوئی نشان مقرر کرتا ہے۔ جس سے اس کا یہ لگے اور اس کا کوئی نام ہوتا ہے جس سے موسوم ہو۔ صابروہ ہے جو صبر پر صبر کرے۔ جو صبر کرے اور شکایت کرے۔ یہ بیان کرتے تھے کہ میں نے سارے کہ ایک مالدار نے ایک راہد سے ملنا چاہا۔ اور حیب اوس کے پاس یہو سجا تو رمضان کا سورہ جو کی روٹی اور مک سے اوس کو انظار کرتے دیکھا۔ اس

مالدار نے جو تجارت پیشہ تھا گھر واپس آکر ایک ہزار دینار راہد کے پاس بھیج دیئے۔  
راہد نے اوس کو واپس کر دیا اور اوس کے غلام سے کہا کہ اپنے آقا سے کہہ دیا  
کہ جو شخص تم جیسے پر اپنا راز افشا کرتا ہے اوس کی یہی سزا ہے۔

## در ۱۵۶) ابو الحسنین احمد بن ابی الحواری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الحواری کا نام سیموں اور وطن دمشق تھا۔ صاحب ترجمہ اہلسلیماں دارالمنی و  
سعیدان بن عقیلیہ اور بہت سے مشایخ کی صحبت میں رہے اور ۲۳۰ھ و ۲۴۰ھ میں  
صحیحی میں راہی ملک نقاہوئے۔ حیدر رحمہ اللہ تعالیٰ لکھا کرتے تھے کہ احمد بن  
ابی الحواری ملک شام کے پہلے ہیں۔ ان کا قول ہے کہ دنیا کوڑی اور کتون کے  
لوٹے کی حکمت ہے اور کتون سے ہی بدتر وہ لوگ ہیں جنہوں نے اوس میں یہ  
گناہے ہیں اور اوس کے لئے ایسے یاروں سے جگرے کھڑے کر رکھے ہیں  
کیونکہ کتا تو یا میٹ بھر کر چلے جاتا ہے اور دنیا کے دلدادہ کسی حال میں اوس سے نہیں  
جوڑتے اور جب اس سے ایک مقصد یو راہو جاتا ہے تو دوسرے کی جستجو  
کرشمین اول کامیاب ہوتے کہ حصر علیہ السلام نے درد کے لئے مجھے ایک دعا  
بتائی اور کہا کہ جب تمہارے کمین درد ہو تو اس موقع پر ہاتھ رکھو اور کہو کہ  
”وَبِالْحَقِّ اُرِدْنَا وَبِالْحَقِّ نَزَلْنَا“ جیسا کہ میں ہمتیہ درد کے مقام پر اس کو پڑھ کر  
یہونکتا ہوں اور وہ فوراً چلا جاتا ہے جب کسی کسی شخص کو ان کے کسی عمدہ اخلاق  
پر اطلاع ہو جاتی تھی تو یہ اپنے آپ کو ملاست کرے اور کہتے تھے کہ یہ کسی غفلت ہے  
استہانہ گئی کہ تیری حویاں لوگوں پر ظاہر ہو گئیں۔



## (۷۵) ابو حفص عمر بن سالم اور نیشاپوری رضی اللہ عنہ

یہ گوروماد کے رہنے والے تھے جو شہر نیشاپور کے اوس دروارہ پر واقع تھا جس سے  
بجراکو سڑک جاتی تھی۔ عبد اللہ۔ مہدی اور نصر آدمی کی صحبتیں پائیں اور احمد بن  
حصر وہ بلخی کے رفیق رہے اور شاہنشاہ جمہور کے مام لیاوتے۔ یہ  
یکتا سے روزگار ائمہ و سادات اور بڑے رتبہ کے مشہور مشائخ میں سے تھے۔

۱۰۰۰ سالہ دو سو ستتر ہجری میں قید و حیات سے رہا ہوئے۔ یہ حب اللہ تعالیٰ کا  
دکر کرتے تو ان کی حالت غیر ہو جاتی تھی یہاں تک کہ سب حاضرین اس کو سمجھ  
جاتے تھے۔ ان کا قول ہے کہ دنیا کو اپنے نزدیک دلیل سمجھے کی مثال یہ ہے  
کہ اوس کے متعلق کسی سے محل نہ کیا جائے۔ ان سے کسی نے کہا کہ آپ کے  
یاروں میں سے فلاں شخص سماع کے لئے جا بجا پڑا ہوا ہے۔ اور جب گاماسا  
ہے تو روٹنا جھینٹا اور کٹرے یہاں آتا ہے۔ اوس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ  
مرا کیا نہیں کرتا۔ ڈونے والا جس حیر میں سجات سمجھتا ہے اوس کا سارا ایکڑ تا ہے  
یہ کہا کرتے تھے کہ فیتر میں جس تک دل کی نگہبانی کی اس کے بعد ایک حالت  
طاری ہوئی جس میں ہم سب کے سب محفوظ ہو گئے ان کا قول ہے کہ جس نے  
بحث کا دل لیا وہ اپنے دل کی آنکھ سے اوس پر نگاہ کی وہ بھی کے نام کا سزاوا  
ہیں ہے۔ ان سے پوچھا گیا کہ دلی کس کو کہتے ہیں تو انہوں نے کہا کہ کرامات  
سے جس کی تائید کی گئی ہو اور جو بدعتوں سے ہمیتہ کے لئے سرا کر دیا گیا ہو۔ فقرا  
کے آداب ایک مرتبہ ان سے پوچھے گئے تو انہوں نے کہا کہ مشائخ کی جماعتوں کا



بلو آتا ہے جو اس راہ کے اعمال کے مناسب ہوتا ہے جو شخص اللہ تعالیٰ کے ساتھ  
مستغول رہنے کی حالت میں اس سے روگردان ہو اور یقیناً بال آتا ہے عین مریدوں  
کے لئے اس سے راہ مضر کسی شے کو ہمین یا تاکوہ ایسے پر کی اجارت کے بغیر  
اپنے نفس کی پیروی میں سفر کرتے پھرین اور کوئی مرید ہمین مگر اگر ایسے سفر میں اور محالوں  
کے ساتھ ملے جلتے سے کسی فقیر کو ہر گز چاہیے کہ کسی مال کو کسی ایسی طرف منسوب  
کرے۔ کیا موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ کو ہمین دیکھتے کہ انہوں نے کہا تھا کہ ”یہ اعصاب ہے“  
اور اس کے مالک ہونیکا دعویٰ کیا تھا اسیر اللہ عزوجل نے ارشاد فرمایا کہ ”تم ایسے نعصاب  
کو ڈالو بیس حب اور ہر نگاہ دوڑائی تو گمراہی اور بھلائی کے استاد ہو کہ نہ ٹوٹ آو اور ڈرو  
نہین“ انکی بیاں ہے کہ میں نے جنگل میں ایک شخص کو دیکھا اور اس سے پوچھا کہ تم  
کون ہو۔ اس شخص نے کہا کہ میں حصرا دلیا کے دلوں پر تعینات ہوں حب وہ اللہ عزوجل  
سے ہاگتے ہیں تو میں اون کو لوٹاتا ہوں اسے الوترا یہ قدم میں بریادی اور دوسرے  
قدم میں رستگاری ہے۔

### (۱۵۹) ابو محمد عبد اللہ بن حنیف انطاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یوسف بن اسباط کی صحبت پائی اور اکل حلال میں موٹنگائی کر لیا اور صومیون  
اور کل احوال میں ورع برتنے والوں میں سے تھے انکی اصل کوفہ سے تھی اور قصوف  
میں ثوری رضی اللہ عنہ کے طریقہ پر تھے۔ کیونکہ ان کو انہیں کے اصحاب کی صحبت رہی  
تھی۔ ان کے اقوال میں سے ہے کہ جب قرآن جا مے والا گاہ کے پاس جاتا ہے  
تو اس کے سینہ سے قرآن اس کو آوار دیتا ہے کہ اللہ تو نے مجھے اس لئے تو یاد

ہیں کیا تھیں اگر اوس گناہ کرنے والے نے یہ آوار سُن لی تو اللہ تعالیٰ سے ترم  
آئے کے باعث اوس کی جان نکل گئی۔ میں نے سنا ہے کہ علما بنی اسرائیل  
میں سے ایک تمحس کتا کرتا تھا کہ اسے پروردگار کتک میں تیرا گناہ کیا کروں گا اور تو  
مجھے سزا دیگا۔ اسے اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے ایک ہی کے یاس وحی بھیجی کہ  
خلان تمحس سے کہدو کہ کتک میں تمہے سزا دیگا اور تو نہ سمجھے گا کیا ہے تجھے  
ایسی مساجات کی حلاوت نہیں جیسی ہے اور یہ کیا کرتے تھے کہ جو تیرے ساتھ  
احسان کرتا ہے اوسکی اطاعت تو کرتا ہی نہیں ہے پر تو اوس کے ساتھ کیوں کر  
سلائی کرے گا جو تیرے ساتھ رہائی کرتا ہے۔

## (۱۶۰) ابو علی احمد بن عاصم النطاکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ شرفی بن حارث مسری سقطی اور حارث محاسبی رضی اللہ عنہم کے ہمسر  
میں سے تھے۔ اس کی فراست کی تیری کے باعث الوسلیمان دارانی نے انکا نام  
جاسوس القلوب رکھا تھا۔ یہ کیا کرتے تھے کہ مجھے یہ گمان تھا کہ میں وہ زمانہ دیکھوں گا  
حسین اسلام میرا صبی ہو جائیگا۔ اسپر کسی نے پوچھا کہ کیا اسلام پہرا صبی ہو گیا اہوں نے  
کہا کہ ہاں اس زمانہ میں اگر کسی عالم کی طرف رغبت کرو تو اسکو حب ریاست اور بڑے  
سمجھے جانے کے لئے دیارِ یریۃ اور ایسے علم کے دریہ سے دیا کتا ہوا اور یہ کتا ہوا  
یاؤگے کہ اور دن سے زیادہ تر استحقاق دیا کا مجھے ہے اور اگر کسی ایسے عالم کو ٹوہوٹو  
سب کو چور کر کسی پہاڑ میں بیٹھا ہو تو اوس کو قریب خورہ عبادت میں حامل ایسے نص  
اور شیطان کے دھوکے میں مبتلا پاؤگے جو اعلیٰ درجہ کی عبادت تک بھیجا ہو اگر اہل درجہ

کی عبادت سے ماوا وقف ہو گا پھر اس کی اعلیٰ عبادت کس کام کی۔ خلاصہ یہ کہ علماء و عماد و درویشے جانور اور وحش لینے والے بیڑ پیئے ہو گئے ہیں۔ بس تمہارا زمانہ کے اہل علم و اہل قرآن اور حکمت کے نگہبان اس طور کے ہو گئے ہیں اس لئے اسے نصیرت والو عبرت حاصل کرو۔ اور جب تم ایسے فقیروں کے ساتھ بیٹھو جو صدق والے ہیں تو صدق ہی کے ساتھ بیٹھا کرو یہ دلوں کے حاسوس ہوا کرتے ہیں تمہارے دلوں کے اندر جاتے اور اون سے باہر آتے ہیں اور تمہیں جبر ہی نہیں ہوتی۔

### (۱۶۱) منصور بن عمار واعظ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ مرو کے تھے مگر بصرہ میں لائون نے اقامت اختیار کی تھی عمدہ ترین واعظین و حکماء متاخمین میں سے تھے اور قتل و توجع میں ملبہ پایہ رکھتے تھے۔ ان کا قول ہے کہ جب شیطان کسی کو انگلیوں پر چاٹتا ہے تو اس کو خیل حور بناتا اور اس سے ایسی گندگیان اٹھواتا ہے کہ اون سے خود بھی نفرت کرتا ہے۔ پاک ہے وہ جس نے عارفوں کے دلوں کو ذکر کے اور دنیا داروں کے دلوں کو طمع کے اور فقیروں کے دلوں کو قناعت کے طرقت ماسے۔ اور مجھے تعجب آتا ہے ہولوہوں سے کہ ایک لغزش پر اپنے بھائیوں کو برسوں چوڑ دیتے ہیں اور او کی سببت قناعت اور توبہ کا گمان نہیں کرتے حالانکہ یہی لوگ جب کسی ظالم کو ناحق کوئی مال لینے دیکھتے ہیں اور وہ ان سے ایک دیوار کی آڑ میں ہی ہو جاتا ہے تو کہتے ہیں کہ یہ حلال ہے کیونکہ احتمال ہے کہ اس نے اس مال کو بدل دیا ہو اور اس احتمال کو اپنے پاس بیٹھنے میں دیتے کہ جس شخص سے لغزش واقع ہوئی تھی ممکن

ہے کہ ایک رمانہ کے بعد اوس نے تو سکر لی ہو۔ دونوں صورتوں میں قاعدہ تو ایک ہی ہے۔

## (۱۶۲) حمد و ن بن احمد قصار نیشاپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

نیشاپور میں ملائیوں کے سرگروہ تھے اور انہیں سے ملائیہ مذہب پھیلا۔ الوترانہ نحتی  
اور نصر آبادی رضی اللہ عنہم کی صحیحین میں رہے۔ فقیہہ۔ عالم۔ اور ثوری رضی اللہ عنہ کے  
مذہب کے پیرو تھے۔ اور ان کے اصحاب میں سے کسی نے عبداللہ بن محمد بن مسطل کی طرح  
ان کے طریقہ کو حاصل نہ کیا۔ حمد و ن رضی اللہ عنہ نے سترہ دو سو ایک ہجری میں بیتاویہ  
میں دنیا کی ملاست سے بجات پائی۔ اور حیدرہ کے مقبرے میں دفن ہوئے۔ ان کے  
اقوال یہ ہیں۔ جس نے یہ گمان کیا کہ دعویٰ کے لہس سے اوس کا نفس بہتر ہے اس  
نے اظہار کیا۔ حوسل کی سیرتوں کو دیکھ کر وہ اپنی کمی اور مردان خدا کے رجب سے  
پچھے رہے کو سمجھے گا۔ ان سے کسی نے یوچھا کہ سلف کے قول ہماری قولوں سے  
زیادہ مفید کیوں ہیں۔ انہوں نے کہا اسلئے کہ ان کے کلام اسلام کی عزت لہس کی نجات  
اور اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے لئے ہوتے تھے اور ہمارے کلام نفس کی عزت۔ دنیا کی  
طلب اور ملائق کو اپنا معتقد بائے کے لئے ہوتے ہیں اور فقہاء سے کھا کرتے تھے۔  
اگر کسی نے کسی کی عقل پر شک کیا تو اس کو صفتیں سے بھرا کر اپنے  
نفس کو ذلیل سمجھ کر اور اپنی کمزوری ظاہر کر کے اور اپنے حمل کا افکار کر کے وہ تمہاری ساری  
مشکلیں آسان کر دینگے۔ ان کا قول ہے کہ نفیر کا جمال اوس کی تواضع میں ہے مگر  
جب اوس نے تکبر کیا تو غرور میں مالداروں سے بھی بڑھ گیا۔ اگر تم صحبت اوٹھانا چاہو تو  
صفتیں کی صحبت اوٹھانا کیونکر کرے گے ان کے میلان بہت سے عذر ہیں اور اچھے

کی اون کے یہاں کچھ ایسی وقعت نہیں ہے جس سے وہ متکبر ہو جائے۔

### (۱۶۳) ابوالحسن مرقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اں کا قول ہے کہ اگر قرآن پڑھے والا قرآن پر عمل کرے تو اس کو دنیا کی آگ - حلائے۔  
قرآن پڑھے والے کے لئے خدا کا گناہ کرنا ہوتا ہے گو عمر بہرین ایک ہی بار کیوں - ہو  
گناہ کسیرہ میں سب سے بڑا علم کا گناہ ہے اور سب سے بڑی مصیبت قاریوں کا کرنا  
کرنا ہے۔ اور قیامت کے دن قرآن محید بیٹھا۔ اور اُس کے گرد گردنچی اور ٹون کی طرح حلو ص  
والے ہون گے اور اں کے گرد ایک اور گروہ ہوگا جسے قرآن محید کہیں گے کہ وہ ہر دم دیا میں  
مجھے صلئے کیا اب آخرت میں میرے ساتھ رہو۔

### (۱۶۴) سید عبداللہ ابراہیم بن الحسن بن الحسن بن علی بن ابی طالب کی اولاد میں سے۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

اں کا بیان ہے کہ میں نے اپنے جدِ رگوار صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا تو میں نے  
پوچھا کہ یا رسول اللہ آپ کے اہل میں سے کون آپ سے قریب تر ہے آپ نے فرمایا کہ  
جس نے دیکھا کہ اپنے پس بیت ڈال دیا اور آخرت کو ایسی آگہوں کے سامنے رکھا اور ایسی  
حالت میں مجھ سے ملے گا کہ نامہ اعمال گماہوں سے پاک تھا امام لیت رضی اللہ عنہ کے  
قریب میں رہوں ہیں۔

(۱۶۵) سید الطائفہ ابوالقاسم حمید بن محمد زجاج رضی اللہ عنہ  
اں کے والد ماجد شیخے پیچھے تھے اسی لئے قواہیری (متحدہ والے) کہلاتے تھے۔ یہ اصل

میں بنناوند کے تھے مگر اس کا مولد و مشاعر اق ہے۔ فقیہ تھے اور ابو تور کے مدد مہب  
 یوحنا امام شامی کے مصححت اور اون کے مدد مہب کے قدیم راوی تھے فتویٰ ملی  
 دیتے تھے۔ اپنے مامون سرری سقطی رضی اللہ عنہ اور حارث محاسی اور محمد بن  
 علی قصاب کی صحمتین یا مین۔ اس فرقہ کے بہت بڑے امامون اور سردارون  
 مین سے تھے۔ اور ان کے اقوال سب کے نزدیک مقبول مین۔ مہفتہ کے دن  
 ۲۹۷ء دو سو ستانوے پچری مین راہی ملک بقا ہوئے اور ان کی قبر بغداد مین مشہور  
 اور خواص و عوام کی زیارت گاہ ہے ان کے اقوال مین سے ہے کہ اللہ تعالیٰ دلوں  
 کی طرف اوسی قدر اپنی خالص سلطانی پہنچاتا ہے جس قدر دلوں نے خلوص کے  
 ساتھ اوسکا ذکر کیا ہے اس لئے دیکھا کرو کہ تمہارے دل مین کونسی چیز اگر مل گئی  
 ہے۔ تصوف اللہ تعالیٰ کے ساتھ صاف معاملہ رکھتا ہے اور اس کی اصل دنیا سے  
 پرہیز کرتا ہے۔ جیسا کہ حارث نے کہا ہے کہ مین نے اپنے ہنس کو دنیا سے پیڑھا  
 یس را تو ان کو جگتا رہا اور دلوں کو تشنگی مین کاٹا۔ اللہ تعالیٰ سے عاقل ہونا۔ ووزخ  
 مین جانے سے زیادہ تر سخت ہے جب تم فقیر کو دیکھو تو امتد اوس سے علم کی گھنگو  
 نہ کرو بلکہ بری کے ساتھ بات مین کرو کیونکہ علم سے اوس کو وحشت اور نرمی سے موافقت  
 ہوتی ہے۔ ابیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام مین چیزوں کی خبر دیتے مین وہ اون کے  
 سامنے حاضر رہتے مین اور صدیقین دیکھی ہوئی چیزوں کی طرف اشارہ کرتے مین  
 جس نے اللہ تعالیٰ کی طرف اشارہ کیا اور اوس کے غیر کے پاس (باطناً) ٹھہرا۔  
 اوسکو اللہ تعالیٰ مصیبت مین مبتلا فرماتا اور اپنا ذکر اسکے قلب سے روک دیتا اور  
 اوس کی زبان پر جاری رکھتا ہے یس اگر وہ چونکا اور صرف اللہ ہی کا ہو رہا تو اللہ تعالیٰ



اوس مصیبت کو اُس سے دور فرماتا ہے اور اگر رابر غیر ہی کے یاس ٹھیرا رہا تو خلافت کے ولوں سے اوسیر رحم کر میکا مادہ نکال لیتا ہے اور اوس کو لوگوں سے اُمیدیں رکھنے کا لباس پہنا دیتا ہے اور اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ اسکا سوال اُس سے ٹرتا جاتا ہے۔ حالانکہ اُن کے دل اسیر رحم کرنے سے حالی ہوتے ہیں پس اس کی ردگی بیکسی کی اور اس کی موت صعوبت کشی کی اور اسکی آخرت اسوس وحسرت کی ہوتی ہے ہم اللہ کے سوا کسی اور کی طرف مائل ہوئے سے اللہ ہی کی پناہ چاہتے ہیں۔ جن لوگوں کو سب سے زیادہ آفتوں کا علم ہوتا ہے۔ انہیں پر سب سے زیادہ آفتیں آتی ہیں۔ ان سے کسی نے عارف کے متعلق پوچھا تو انہوں نے کہا کہ جو رنگ رتن کا وہی پانی کا یعنی وہ ایسے وقت کے متقاضی کے مطابق ہوتا ہے۔ اور ان کا قول ہے کہ گوشہ نشینی کی تکلیفیں میل جول کی مدارات سے آسان تر ہوتی ہیں۔ ان سے اللہ تعالیٰ کے قرب کی سبت پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ دور ہے بعیر زدگی کے اور نزدیک ہے بغیر حیلے کے۔ یہ کہا کرتے تھے کہ جو تمحص اپنے دین کو سلامت رکھتا اور اپنے جسم اور دل کو آرام دیا چاہے وہ لوگوں سے منقطع کرے۔ کیونکہ یہ وحشت کا زمانہ ہے اس لئے عاقل وہی ہے جو اس میں گوشہ گیری اختیار کرے۔ ایک مرتبہ ایک تنخص ان کے یاس پانچ سو دیا ر لایا اور ان کو ان کے سامنے رکھ کر اوس نے کہا کہ ان کو اپنے لوگوں میں تقسیم کر دیجئے مانتہوں نے اس سے پوچھا کہ تمہارے پاس ان کے سوا اور دیا رہی ہیں اوس نے کہا کہ ہاں۔ پھر پوچھا کہ جو کچھ تمہارے یاس ہے ان میں اصاد بھی چاہتے ہو اوس نے کہا کہ ہاں اسیر حنیڈے ان کو قبول نہیں کیا اور کہا کہ انکو لیجاؤ کیونکہ ہم زلیوہ مکوان کی احتیاج ہے

ان کا قول ہے کہ شکر میں ایک علت لگی ہوئی ہے کیونکہ شکر کرنے والا اس کے رب سے اپنے لئے زیادتی کا طالب ہوتا ہے اس لئے وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شکر کے ذریعہ سے اپنے حط نفس کو لیکر کھڑا ہوتا ہے اللہ تبارک و تعالیٰ کہ جس میں تم اپنے آپ کو رحمت کا سزاوارہ سمجھو۔ سچے مرید کو علماء کے علم کی حاجت نہیں ہے اور جب اللہ تعالیٰ مرید کی پہلائی چاہتا ہے تو اسکو صوفیوں کی طرف پہنچاتا ہے اور مولویوں کی صحبت سے روک دیتا ہے۔ تصوف یہ ہے کہ بغیر کسی علاقہ کے تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ رہو۔ اور کہی کہتے تھے کہ تصوف تو زبردستی ہے اس میں صلح کمان اور کسی کہتے تھے کہ تصوف والے گھر کے لوگ ہیں ان کے ساتھ غیر اندر آئے نہیں یا تا۔ اور کہا کرتے تھے کہ جب تم صوفی کو اپنے ظاہر کی پرداخت کرتے دیکھو تو سمجھ لو کہ اسکا ماطن خراب ہے۔ مجھے شیطان سے ملاقات ہوئی وہ مارا میں سگا میر رہا تھا اور اس کے ہاتھ میں روٹی کا ایک ٹکڑا تھا جسکو کھا رہا تھا میں نے اس سے کہا کہ تجھے لوگوں سے شرم نہیں آتی۔ اس نے کہا کہ اے ابوالقاسم کیا روے میں پر اب کوئی ایسا ہے مجی جس سے شرم کیجائے۔ جسے شرم آتی تھی وہ فاک کے نیچے ہیں اور ان کو مٹی کھا لگی۔ ایک مرتبہ ان سے سوال ہوا کہ حالص توحید کس کو کہتے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ اسکو کہتے ہیں۔ کہ بندہ کا آخر اس کے اول کی طرف لوٹ آئے پس ویسا ہو جائے جیسا ہوئے کے قبل تھا۔ اور کہا کرتے تھے کہ وہ توحید جس میں صوفیہ منفرد ہیں قدم کو حدود سے الگ کر لینا و طنون سے ماہر نکالنا۔ محبتوں کا قطع کرنا معلوم و مجهول کا ترک کر دینا اور سب کی حکم میں ”حق“ کا قایم ہو جانا ہے۔ اور علم توحید کی بساط تو بیس برس سے تیر ہو چکی ہے اور اب لوگ اس کے کناروں پر بیٹھے ہوئے کلام کرتے ہیں۔ ان سے پوچھا گیا کہ یہ کیا

بات ہے کہ آدمی سکوں کی حالت میں رہتا ہے اور حب سماع سستا ہے تو بے حین ہو جاتا ہے۔ اس کے جواب میں امون نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے حب آدم کی دریت کو مشیاق اول میں ”تسلت لا مکہ“ (کیا میں تمہارا رب مین ہوں) سے خطاب فرمایا تو وہ جوں پر اس کلام کے سماع کی روشنی سے اتر گیا اس لئے حب سماع سے میں آتا ہے تو اس کی یاد اون کو حرکت میں لاتی ہے۔ ان کا قول ہے کہ تین حکمون میں فقیر و میر رحمت نازل ہوتی ہے سماع کے وقت اس لئے کہ یہ مین سے گزرتی ہے اور میں کٹرے ہوئے گروحد سے۔ اور کما مے کے وقت کیونکہ یہ مین کما مے گروفاق کے بعد اور علی تذکرہ کے وقت اس لئے کہ یہ ولیون ہی کا تذکرہ کرتے ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ ایک روز میں سری جی اللہ کے پاس گیا تو اون کے پاس ایک تمغے کو جھنکی کی حالت میں دیکھا میں نے ان سے دریافت کیا کہ اس کو کیا ہوا ہے۔ سری جی اللہ نے کہا کہ اس نے قرآن مجید کی ایک آیت سنی تھی۔ مین نے اول سے کہا کہ اس کے سامنے میری ہیئت پڑی جائے چسایہ پڑھی گئی اور وہ تمغہ ہوش میں آگیا۔ اس پر سری جی اللہ نے کہا کہ تم کو یہ کہاں سے معلوم ہوا مین نے ان سے کہا کہ یعقوب علیہ السلام کی انگلیں یوسف علیہ السلام کے قمیص ہی کے سبب سے جاتی رہی تھیں اور پھر اسی کے سبب سے اوں کی سیانی لوٹ بھی آئی تھی میری یہ بات ان کو پسند آئی۔ ان کا قول ہے کہ تصوف کی با آٹھ اصلاق پر ہے جو انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام سے بیونچے ہیں (۱) سخاوت یہ ابراہیم علیہ السلام میں تھی۔ (۲) رضاء یہ اسحاق علیہ السلام میں تھی۔ (۳) صبر یہ ایوب علیہ السلام کا حصہ تھا۔ (۴) اس کا کر یا علیہ السلام میں طور ہوا۔ (۵) گہرا جیٹا یہ یحییٰ علیہ السلام میں آیا گیا۔ (۶) صوف ہینا۔ یہ موسیٰ علیہ السلام کا وصف تھا۔ (۷) سیاحت یہ عیسیٰ علیہ السلام کی صفت تھی اور (۸) فقر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا وصف تھا۔

نقل ہے کہ جب جمید صی اللہ عنہ کی وفات کا وقت آیا تو انہوں نے وصیت کی کہ جو  
 کچھ علم میری طرف منسوب ہے وہ بھی میرے ساتھ دفن کر دیا جائے۔ لوگوں نے اسکی  
 وجہ پوچھی تو انہوں نے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ جس حال میں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا  
 علم لوگوں کے پاس موجود ہے مجھے اللہ تعالیٰ ایسی حالت میں روکے کہ میں اسے کوئی  
 ایسی چیز چھوڑی ہو جو میری طرف منسوب ہو۔ اور ان کا قول ہے کہ علم آخرت کے لئے دل  
 مصدقہ اسی صورت میں صاف ہوتے ہیں جب وہ دنیا سے حالی ہوتے ہیں اس لئے  
 انکو اپنی باجہائی حالت میں دنیا کو ایسے دل کے اندر سے نکالنے پر نگاہ رکھی جاتی ہے۔  
 اور ہوشیار رہنا چاہیے کہ اوس میں سے کچھ چھاپا چھاپا اور بادباید دل میں رہ جائے ورنہ تم  
 کو یہ آگے بڑھے اور ترقی کرنے سے روکے گا اور جب تک تم اس حالت میں رہو گے  
 تمہارا پیرنگواؤں سے ایک قدم بھی ہٹانہ سکیگا۔ اس لئے اس کی صفت اور پیروی کرتے ہو  
 اللہ کی معرفت کے متعلق ان سے پوچھا گیا کہ کس سے حاصل ہوتی ہے یا ملا اختیار  
 اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ جو حیرین دوطح سے دریافت  
 ہوتی ہیں۔ جو حیرین کہ سامنے موجود ہوتی ہیں وہ تو جو اس سے اور جو غائب ہوتی ہیں وہ  
 دلیل سے اور چونکہ حق تعالیٰ ہمارے جو اس کے سامنے حاضر نہیں ہے اس لئے اس  
 کی معرفت دلیل و جستجو سے ہوگی کیونکہ ہم پوشیدہ اور غائب کو دلیل ہی سے جانتے ہیں۔  
 اور حاضر کو جس ہی سے پہچانتے ہیں۔ ان کا قول ہے کہ میں نے کسی کو نہیں دیکھا کہ اس  
 نے دنیا کی عظمت کی ہو اور اس میں کہی اوس کی انگلیں ٹنڈی ہوئی ہوں اس میں تو  
 انہیں کئی انگلیں ٹنڈی ہوتی ہیں۔ جو اسکو حقیر سمجھتا اور اس سے متہمیر لیتا ہے۔ جو شخص  
 سے جو ایک جی کا ہر دارہ کہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اوس پر نثر درواہ توفیق کے قبول دیتا ہے۔

ہے اور جو شخص ایسے اوپر بدعتی کا دروازہ کھولتا ہے اللہ تعالیٰ اس پر شر دروازے سے سوالی کے ایسے مقام سے جس کی اس سے سرحدیں نہیں ہوتی کہول دیتا ہے۔ کوئی شخص ایسے ساتھی سے کسی ضرورت کی درخواست میں مصافقہ نہیں کرتا مگر اسی صورت میں کہ وہ لوہا میں سے ایک میں کچھ نقص ہو۔ علم کی قیمت ہے اس لئے قیمت لئے بغیر کسی کو نہ دیا کرو۔ اسپر پوچھا گیا کہ اس کی قیمت کیا ہے۔ اہوں نے کہا کہ اس کا ایسے شخص کے پاس رکھا جو حنی کے ساتھ اس کا مارا دھٹکائے اور اس کو وصل کرے۔ ایک مرتبہ ان سے کھٹا گیا کہ آپ کے اصحاب کیسے ہیں یہ تو کہاتے بہت ہیں۔ اہوں نے کہا کہ اس لئے کہ ہو کے بہت رہتے ہیں۔ پھر پوچھا کہ قوتِ سموت کیوں نہیں ان کو دہاتی ہے اہوں نے کہا کہ اس سب سے کہ ان لوگوں نے رما کا مرہ نہیں چھکا ہے اور حلال کھاتے ہیں۔ اس کے بعد پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ یہ جب قرآن سے ہیں تو خوشی نہیں مانتے۔ انہوں نے کہا کہ قرآن میں کوئی چیز دنیا میں خوش کر دیتی ہے۔ قرآن حق ہے۔ حق کے پاس سے اور تر ہے۔ مخلوق کی صفات کے سراور نہیں ہے اس کے ہر حرف کے لحاظ سے مخلوق پر ایک نہ ایک حیر واجب ہے جس سے عوام اس کے کمال اللہ عزوجل کے لئے اس کو پورا کرے عمدہ راہیں ہو سکتا اس لئے جب اس کو آخرت میں اس کے کہنے والے سے سنیں گے تو خوشیاں منائیں گے۔ پھر پوچھا گیا کہ اجماع اس کا کیا ماعت ہے کہ یہ لوگ فیصدی استعار اور راگ سس کر خوشی مانتے ہیں اہوں نے کہا کہ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ ایسے ہاتھ کی منائی ہوئی چیر ہیں اور اس سبب سے کہ عاشقوں کے سلام میں آئندہ سوال کیا گیا کہ یہ لوگوں کے مال سے کیوں محروم رکھے گئے ہیں۔ اس کے جواب میں اہوں نے کہا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے لوگوں کے قبضہ کی حیر وں کو پسند

نہیں فرماتا سدا یہ خلق کی طرف مائل اور اس ماعت حق تعالیٰ سے منقطع ہو جائیں پس اللہ تعالیٰ کو چن کر ان کی نگہداشت منظور ہے اوس نے اُن کے ارادہ کو یکسو کر کے ایسی طرف کر لیا ہے جس ان کی وفات کا وقت آیا تو ابو محمد جریری رضی اللہ عنہ ان کے یاس آکر یہو جیسے لگے کہ آپ کو کوئی کام ہے انہوں نے کہا کہ ہاں جب میں مر جاؤں تو مجھے غسل دو۔ کھادو۔ اور میری نماز پڑھو۔ یہ سن کر جریری روئے اور ان کے ساتھ اور لوگ بھی روئے اس کے بعد حید رضی اللہ عنہ نے کہا کہ ایک کام اور بھی ہے جریری نے عرض کیا کہ وہ کیا ہے کہا کہ میرے اصحاب کے لئے ولیمہ کا کھانا تیار کر اور اس لئے کہ حب وہ خنارہ سے واپس آئیں تو اون کو یہ کھانا ملے تاکہ اون میں یرگدگی نہ واقع ہو۔ اسکو سکر جریری نے گریہ کیا اور کہا کہ واللہ اگر ہم اسی یہ دونوں انگلیں ہی کو بیٹھیں تو بھی ہم میں سے کسی دو آدمی ایک ماہوں گے۔ ابو جعفر و عانی کہتے ہیں کہ اللہ حید رضی اللہ عنہ کی وفات کے بعد ایسا ہی معاملہ میں آیا وہ محمد بن یوسف و شافعیہ کی رکت کے ماعت اور ان کا حال قدسی تمثال دیکھنے کے لئے تھا۔ جریری کا میان ہے کہ حید رضی اللہ عنہ کے پڑوس میں ایک دیوانہ ایک کہنڈ میں رہتا تھا۔ جب حید رحمۃ اللہ تعالیٰ نے فضا کی اور ہم اونکو دفن کر کے واپس آ رہے تھے تو وہ دیوانہ ہمارے سامنے آیا اور ایک بلندی پر چڑھ کر کہنے لگا کہ اے ابو محمد کیا تم سمجھتے ہو کہ جب میں اس سوار کو کہو چکا تو میں اس کہنڈ میں پھلوٹ کر آؤں گا لعدۃ وہ اس مضمون کے اشعار پڑھنے لگا

وہ چراغِ ہدیٰ تھے دیا میں  
وقفِ عالم تھے راہِ مولیٰ میں  
وہ صبحینِ بہین۔ وہ شامین

او کے جیٹے سے چراغ کی کھلت  
جرین تھے۔ کہو تھے سچا تھے وہ  
موت نے جسے اون کو جین لیا

جتنے انگارے ہیں میرے دل میں میرے ہی اشک ہیں یہ دریا میں

اسکے بعد وہ غائب ہو گیا۔

## (۱۶۶) ابو عثمان خیری نیشاپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ اصل میں رُسے کے تھے پیشتر کلمی بن معاویہ اور شاہ سجاع کرمانی کی صحبتوں میں رہے بعد ازاں جو حصّہ حداد کے ارادہ سے انہوں نے نیشاپور کی طرف کوچ کیا اور اپنی بیٹی کی اداون سے شادی کر دی اور اداون سے اداون کے طریقہ کی تعلیم پائی یہ اپنی سیرت کے اعتبار سے مشائخ میں یگانہ تھے اور نیشاپور میں تصوف کا طریقہ ابیس سے پہلا ۳۹۹ھ دو سو اٹھانوے ہجری میں نیشاپور سے اسی خلد برین ہوئے۔ ان کے کلمات یہ ہیں۔  
 حنک آدمی کے دل میں چار میریں برابر ہو جائیں وہ کامل نہیں ہوتا دنیا نہ دیا۔ اور دولت و عزت ان کا بیان ہے کہ میں جوان ہی تھا کہ ابو حصّہ حداد کی صحبت میں ہو گیا۔ جیسا نیچے ایک مرتبہ انہوں نے مجھے نکال دیا اور کہا کہ تو میرے پاس بیٹھ مین اوٹھ کھڑا ہو اور میں نے اُن کی طرف بیٹھ نہ کی بلکہ اداون کی طرف مٹھ کئے ہوئے چمچے ہٹا گیا یہاں تک کہ اداون کی نظر سے غائب ہو گیا اور میں نے اپنے دل میں ٹھان لی کہ اُن کے دروازہ پر ایک گڑھا کھود کر رہوں گا اور جب تک وہ حکم دیں گے اوس میں سے ہار نہ آؤں گا۔ مگر حب انہوں نے میرے برابر ہوا تو مجھے ایسے نزدیک بلایا اور اپنے خاص اصحاب میں داخل کیا۔ یہ کہا کرتے تھے کہ دشمنی کی اصل تین چیزوں سے ہے۔ مال کی طمع لوگوں کی تعظیم کی طمع۔ اور لوگوں کی قبولیت کی طمع۔ اور اللہ تعالیٰ کا خوف تھے اللہ تعالیٰ تک پہنچا نیگا اور تیرے نفس کا کرو عذر تھے اللہ عزوجل سے منقطع کر دے گا اور تیرے

نص میں لوگوں کی حقارت جو ہے وہ ایسی بیماری ہے جس کی دوا اسلین ہے اور جب تک تو ایسی مراد کی پیروی کرتا ہے۔ توقید عام میں ہے اور جب تو نے اپنے آپ کو سونپ دیا اور تسلیم کر دیا تو تو نے راحت پائی۔ اور مالداروں کی صحت میں اطباء عزت کروا دیتے ہیں اور فقیروں کی صحت میں اطباء ذلت کیونکہ مالداروں کے سامنے عزت کی لینا تواضع ہے اور فقیروں کے سامنے دلیل ہونا شرف ہے۔ ان سے بوجھا گیا لکھا عقل والا اوس شخص کی مغفرت کو مان لے جس نے اوس پر ظلم کیا ہو۔ اسوں نے کہا کہ ہاں یہ سمجھ کہ اللہ تعالیٰ ہی نے اوس کو مجھ پر مسلط فرمایا تھا۔ ان کے اقوال میں سے ہے کہ۔ جو اولیاء اللہ تعالیٰ کی صحبت میں رہا اوس کو اللہ تعالیٰ کے طریق تک پہنچے کی توفیق دی گئی۔ اور جو ایسی کسی مات کو بھی عمدہ سمجھے گا اسکو ایسا عیب نظر نہ آئے گا ایسے علموں کو تو صرف وہی دیکھتا ہے جو سب باتوں میں ایسے نفس کو متہم قرار دیتا ہے۔ اور دنیا کے بارے میں زہد یہ ہے کہ زیادہ کو اس کی پروا نہ ہو کس نے اوس کو لیا۔ اللہ تعالیٰ راہ کو اس کے ارادہ سے زیادہ عطا فرماتا ہے اور مستقیم کو اوس کے ارادہ کے مطابق اور جس کی ارادت درست۔ ہوئی ہوں جو ن زمانہ گذرنا حایگا طریقت سے اوس کی روگردانی جو اہی نخواستی ہی جائے گی۔ اور جب محنت درست ہو گئی تو عاشق برادر کی یا مدد لازمی ہو گئی۔ اور سماع کی تین قسمیں ہیں ایک قسم تو متدیون اور مدیون کے لئے ہے کہ اس کے ذریعہ سے احوال شریفہ حاصل کرنا چاہتے ہیں لیکن ادکی نسبت اس میں فتنہ اور پاکا نفوت ہے۔ دوسری قسم صادقوں کے لئے ہے کہ اس کے ذریعہ سے اچھے احوال میں زیادتی چاہتے ہیں اور اس سے وہی چیزیں سنتے ہیں جو احوال کے اوقات کے موافق ہوتی ہیں اور سیری قسم عارفین میں سے اہل استقامت کے لئے ہے۔



## (۱۶۷) ابوالحسنین احمد بن محمد نورمی رحمہ اللہ تعالیٰ

اس کا مولد و متنازل بعد ازاں اور ابن البعوی کے نام سے مشہور تھے۔ جو اس گروہ صومیہ کے متنازع و علما میں سے تھے ان کے وقت میں طریقت کی سادگی اور کلام کی لطافت میں ان سے بہتر کوئی نہ تھا۔ سری سقطیؒ اور محمد بن القصاب کی تصانیف میں رہے اور حنیفہ کے ہمسران میں سے تھے۔ ۲۹۵ھ دو سو یکا نوے ہجری میں دارمائی سے اسہون نے رحلت کی۔ یہ کہتے تھے کہ ہمارے اس زمانہ میں دو حیرین عزیز الوجود ہیں۔ ایسا عالم جو اپنے علم پر عمل کرتا ہو اور ایسا عارف جو حقیقت کی باتیں میان کرتا ہو۔ حق سے لگا ہوا اس کے غیر سے بچتا ہے اور اس کے غیر سے بچتا ہے اس سے ملتا ہے۔ تصوف نہ رسوم ہیں نہ علوم اخلاق ہیں۔ جس نے اللہ تعالیٰ کو دیا میں نہ بیجا مادہ اس کو آخرت میں بھی نہ بیجا ملے گا۔ جس سے میں نے ایسے رب کو بیجا مادہ کسی حیر کی خواہش ہوئی اور نہ کوئی حیر پہلی معلوم ہوئی۔ جس شخص کو غیر اسرار جس سے سیل جول رکھنے اور اولیٰ کی طرف مائل ہوتے دیکھو اس کے پاس نہ بیٹھو اور جس کو تصدیق سے سنتے دیکھو اور خوشحالی کی طرف جھکتے دیکھو اس سے سلائی کی امید نہ رکھو اور فقیر و غنی سے جسکو سماع کے وقت قلب سے غافل پاؤ۔ اسکا شہم ٹہراؤ۔ ہر چیز کے لئے ایک عذاب ہے اور عارف کیلئے اسکا ذکر سے منقطع ہو جانا عذاب ہے اور یہ وہ زمانہ ہے جس سے سلائی رائل ہو گئی اس میں صواب خطا ہو گیا۔ اور دوستی ساوٹ رہ گئی ہے ان کے اور حلیفہ مقصد کے درمیان میں جب وہ واقعہ ہوا جو مشہور ہے تو یہ اس خوف سے کہ ساوا کسی کام میں لوگ ان سے مقصد کے نام کی سفارش چاہیں بھروسہ ملے گئے اور وہیں رہے اور

## (۱۶۷) ابوالحسنین احمد بن محمد نورمی رحمہ اللہ تعالیٰ

اس کا مولد و متنازل بعد ازاں اور ابن البعوی کے نام سے مشہور تھے۔ جو اس گروہ صومیہ کے  
 متنازع و علما میں سے تھے ان کے وقت میں طریقت کی سادگی اور کلام کی لطافت  
 میں ان سے بہتر کوئی نہ تھا۔ سری سقطیؒ اور محمد بن القصاب کی تصانیف میں رہے اور  
 حلیہ کے ہمسر و ان میں سے تھے۔ ۲۹۵ھ دو سو یکا نوے ہجری میں دارمانی سے  
 اسوں نے رحلت کی۔ یہ کہتے تھے کہ ہمارے اس زمانہ میں دو حیرین عزیز الوجود ہیں۔  
 ایسا عالم جو اپنے علم پر عمل کرتا ہو اور ایسا عارف جو حقیقت کی باتیں میان کرتا ہو۔ حق  
 سے لگاؤ اس کے غیر سے بچتا ہے اور اس کے غیر سے بچتا اس سے ملتا ہے۔  
 تصوف نہ رسوم ہیں نہ علوم اخلاق ہیں۔ جس نے اللہ تعالیٰ کو دیا میں نہ بیجا مادہ اس کو  
 آخرت میں بھی نہ بیجا ملے گا۔ جس سے میں نے ایسے رب کو بیجا مادہ کسی حیر کی خواہش  
 ہوئی اور نہ کوئی حیر پہلی معلوم ہوئی۔ جس شخص کو غیر اساء جس سے سیل جول رکھنے اور اون  
 کی طرف مائل ہوتے دیکھو اس کے پاس نہ ہنگام اور جس کو تصدیق سے سنتے دیکھو اور  
 تو تعالیٰ کی طرف جھکتے دیکھو اس سے سلائی کی امید نہ رکھو اور فقیر و غنی سے جسکو سماع  
 کے وقت قلب سے غافل پاؤ۔ اسکا شہم ٹہراؤ۔ ہر چیز کے لئے ایک عذاب ہے اور  
 عارف کیلئے اسکا ذکر سے منقطع ہو جانا عذاب ہے اور یہ وہ زمانہ ہے جس سے سلائی  
 رائل ہو گئی اس میں صواب خطا ہو گیا۔ اور دوستی ساوٹ رہ گئی ہے ان کے اور حلیہ  
 مقصد کے درمیان میں جب وہ واقعہ ہوا جو مشہور ہے تو یہ اس خوف سے کہ ساو کسی کام  
 میں لوگ ان سے مقصد کے نام کی سفارش چاہیں بھروسہ ملے گئے اور وہین رہے اور

یہ تھے۔ اِس کا قول ہے کہ جس کے نزدیک بیچ و دم و دلوں برابر ہیں وہ راہبر ہے اور جو  
 فرضوں کے اول وقت میں ادا کرنے کی پابندی کرے وہ عابد ہے اور جو کل کاموں کو  
 اللہ سماء و تعالیٰ کی طرف سے دیکھتا ہو وہ مُوقِد ہے۔ اِس سے کسی نے پوچھا کہ تم ایسے  
 شخص کی نسبت کیا کہتے ہو جو بغیر توستے کے جنگل میں چلا جائے۔ انہوں نے کہا کہ یہ  
 تو مردانِ خدا کا کام ہے۔ اوس نے کہا کہ اگر مجائے ۱۴ ہونے لگا کہ جنوں ساقاقل  
 یہ ہے۔ اور اِس کا قول ہے کہ حق تعالیٰ نے غیرت کسی کے لئے ایسے تک پہنچنے  
 کی راہ نہ بتائی۔ اور اپنے تک پہنچنے سے کسی کو مایہ کیا اور حلق کو سمندر میں چھوڑ دیا۔  
 بس لوگ گماں کے سمندر میں گھوڑے دوڑاتے ہیں اور ڈوستے ہیں۔ میں جس نے  
 یہ گماں کیا کہ وہ واصل ہے اوسکو خدا فرماتا ہے اور جس نے یہ گماں کیا کہ وہ خدا ہے  
 اوسکو واصل نہ بناتے ہیں اسلئے اُس تک رسائی ہے۔ اُس سے مفر ہے اور وہ  
 ناگزیر ہے۔ اور جس کی ہمت موجودات پر بلند ہوئی وہ اُون کے موعِد تک پہنچا اور جسے  
 حق کے سوا کسی چیز پر ایسے آپ کو تیرایا حق اوس کے ہاتھ نہ آیا کیونکہ اوسکا رتہ اس سے  
 کمین دریا و بلند ہے کہ وہ ایسے ساتھ کسی کا شریک ہونا پسند نہ کرے۔ اور اگر کوئی شخص  
 میرے سامنے اللہ تعالیٰ کا گناہ کرے اور اوسکے بعد میرے اور اوسکے درمیان میں ایک  
 دیوار کی آڑ ہو جائے تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اسکی گناہت میں دی ہے کہ میں اُس کی  
 نسبت نہ کرے کہ اے خداوند کون کیونکہ احتمال موجود ہے کہ اوسے توہ کر لی ہو۔

(۱۶۹) ابو محمد رویم بن احمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ بعد اوی الاصل اور بغداد کے مشائخ میں سے اور اوواصفہانی کے مذہب کے متقیہ

تھے ۳۰ تیس سو تین سچری میں اس دارنا پائدار کو انہوں نے خیر باد کسی اور شوخیو میں  
 دفن ہوئے۔ ان کے اقوال میں سے ہے کہ حکمت کی بات یہ ہے کہ احکام میں ایسے  
 بایون کے لئے گنجائش نکال دے اور ایسے آپ پر تنگی کرے کیونکہ ان کے لئے وسعت  
 نکالنے میں علم کی بیرونی ہے اور اپنے آپ پر تنگی کرے میں پرہیزگاری ہے جو مرید  
 راہِ خدا میں اپنی جان پر یہ کسل جائے اور سکودہ شمار میں۔ لیتے اور کہتے تھے کہ وہ تو جان پر  
 کیلے بغیر نہیں ملتا۔ میں اگر تم سے یہ ہو سکتا ہو تو آواز نہیں تو حکیمی جڑی باتوں پر نہ جاؤ  
 ان کا قول ہے کہ جو شخص اس قوم کے ساتھ ملٹیا اور اس نے کسی ایسی بات میں جو  
 ان کے نزدیک متحقق ہے اس کی مخالفت کی اور اسکے دل سے اللہ تعالیٰ ایمان کا نور  
 نکال لیتا ہے۔ اور صوفیہ جتنک الگ الگ رہیں گے اچھے رہیں گے اور جب آئیں  
 میں ملجائیں گے ہلاک ہو جائیں گے۔ اس سے کسی نے یوہما کا محبت کیا تھے ہے  
 انہوں نے کہا کہ سارے احوال میں موافقت اور سحر نڈا جسکا ترجمہ یہ ہے۔

اگر کہا مجھے مر جا۔ میں ہو گیا مردہ	پیام مرگ کو سمجھا میں حاضر اقرضہ
-------------------------------------	----------------------------------

ایک مرتبہ ان سے کسی نے یوہما کہ تمہارا کیا حال ہے۔ انہوں نے کہا کہ جسکی نصیاتی  
 خواہش اسکا دین ہو اور جس کی بدعتی اسکی ہمت نہ ہو یہ سیکو کا یہ ہے گار ہو اور یہ بکھر ہو اعارف  
 کر دگار ہو اس کا کیا حال ہو گا۔ ان کا قول ہے کہ عارف کا ایک آئینہ ہو کرتا ہے کہ جب اسکو  
 دیکھتا ہے اسکو اپنے مولیٰ حل و علا کی تحلی نظر آتی ہے

دل کے آئینہ میں ہے تصویر بار	جب در گردن جھکائی دیکھ لی
------------------------------	---------------------------

اور کہتے تھے کہ مجھے میں برس ہو گئے ہیں جب سے اسوقت تک کہ سامنے آئے کھائے  
 کا خیال دلمین نہیں آتا اور میں میں سال سے عمتا کے وضو سے حیات کی عمارت پر تہا ہوں

## (۱۷) ابو عبد اللہ محمد بن فضل بلخی رحمۃ اللہ

اصل میں بلخ کے تھے مگر مدہس کے اعلیٰ و ہان سے نکالے گئے اور ہرقند آئے اور اسی کو انہوں نے ایما وطن بنایا اور ۳۱۹ء میں سواؤنیس ہجری میں انکو سفر آخرت میں آید خراسان کے ٹرے متاسخ میں سے تھے اور احمد بن حنظلہ بلخی وغیرہ برگون کی صحبتیں یانی تہین اور انوشیمان حیرری کا میلان جس قدر ان کی طرف تھا اس قدر اور رنگان طریت کی طرف تھا اور وہ کہا کرتے تھے کہ اگر میں اپنی آب میں قوت یا تا تو اپنے بابائی محمد بن فضل کے پاس جو مردانِ خدا کے دلال تھے جاتا۔ ان کے اقوال یہ ہیں۔ تمہارا میٹ دینا ہے۔ اسلئے ایسے میٹ کے متعلق جس قدر تمہارا زہد ہوا دیکھ سکتے مطابق دیا میں رہد کرو۔ اس شخص سے تعجب آتا ہے جو جنگلوں کو کعبہ و حرم تک اس واسطے پہنچے کہ لے قطع کرتا ہے کہ وہاں ایسا علیہم السلام کے آثار ہیں اور اپنے لہس اور اسکی خواہش کو اپنے دل تک اسواسطے پہنچے کہ لے قطع ہین کرتا کہ اس میں اس کے پروردگار کے آثار ہیں۔

اے قوم حج رفتہ کھائید کجائید	معتوق من اینجا است یا کجائید
------------------------------	------------------------------

جب تم حرم کو دنیا اور اس کے سامانوں کی زیادتی چاہتے دیکھو تو سمجھ لو کہ یہ اس کے اوبہ کی علامت ہے۔ اسکو بدعتی سمجھنا چاہئے کہ مدہ کو صالحین کی صحبت نصیب ہوا اور وہ اول کا احترام نہ کرے اور روایت ہے کہ بلخ والوں نے حب ان کو اس شہر سے نکالا تو انہوں نے ان کے حق میں مدد عالی اور کہا کہ خداوند ال کو صدق سے محروم نہ چاہئے ان کے بعد کہی بلخ سے کوئی اہل صدق نہ نکلا۔

(۱۷۱) ابو بکر نصر بن احمد بن نصر وفاق کبیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ورحمۃ

جلیلہ کے ہمسروں اور مصر کے بہت بڑے بزرگوں میں سے تھے کثافی کا قول ہے کہ حب وفاق نے وفات پائی تو فقیروں کی محبت اور ان کے مصر میں داخل ہونے کے متعلق منقطع ہو گئی۔ ان کے اقوال یہ ہیں۔ تین چیزیں مرید کی آفتیں ہیں میاہ کراہتیں لکنا اور مخالفت سے ملنا جلنا اس کام کی صلاحیت صرف وہی لوگ رکھتے ہیں۔

جہوں نے رضا و تسلیم کے ساتھ اسی روح کی ہمارے گورون کو صاف کیا ہے اس کا بیان ہے کہ الیکترہ کچھ بیاس لگی تھی کہ ایک سیاہی سامنے آیا اور اس نے مجھے یانی پلایا اس کے دل کی قساوت تیس برس تک میرے دل میں رہی۔

(۱۷۲) ابو عبد اللہ عمر بن عثمان مکی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

صحابت میں جلیلہ رحمہ اللہ کی طرف استیجاب رکھتے تھے اور ابو عبد اللہ ناحی و ابو سعید حرار و عمیرہ بزرگوں سے ملے تھے ایسے وقت میں قوم صوفیہ کے تیج اور اصول و طریقت میں ہاس گروہ کے امام تھے۔ ان کے کلام میں حویان ہیں۔ اور محمد بن اسمعیل بخاری سے حدیثیں روایت کرتے ہیں۔ ۲۹۱ھ دو سو اکیسواں سال ہجری میں اسون نے کعبہ مقصود کی راہ لی۔ ان کے اقوال یہ ہیں۔ گھل گنگارون اور نازمانون یہ خواہ اون کے گناہ جھوٹے ہوں خواہ بڑے تو دروض ہے اور توبہ کے ترک کیا اسطے کسی کے پاس کوئی عذر نہیں ہے جو حسن حیک۔ دیک۔ رولق۔ روشنی۔ یا محال۔ صورت۔ نور۔ تحمس یا خیال تمہارے دل میں دھم کے دریعہ سے آئے یا عور و فکر سے سوچے یا

یا تمہارے دل کے معارضات میں کھٹکے اللہ عزوجل اس سب کے خلاف ہے وہ بڑا ہی  
 حلال اور بڑائی اور عظمت والا ہے۔ جو لوگ ایسے دین پر سرسین کرتے اللہ تعالیٰ نے ان کو  
 کفار کی خسر کے میرا میں زحمت و توجہ دوائی ہے۔ **قَالُوا مَشَوْاْ صَبْرًا وَاعْلَىٰ اَلْفَتْكُم**  
 ایسے ایمان والوں میں جو شخص ایسے دین پر سر کرنا جو بڑے اوس کو جھڑکی دے گی ہے۔  
 نقل ہے کہ اسون نے حسین بن منصور حلاج کو ایک دن کچھ لگتے ہوئے دیکھا اور ان سے  
 پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ اسون نے کہا کہ یہ قرآن کا حجاب لکھ رہا ہوں۔ اس پر اسون نے ان کے  
 لئے مدد عاکی اور ان کو جھڑک کر چلے گئے۔ برگون نے کہا ہے کہ حلاج جو کچھ بلا و نصیحت  
 آئی وہ اسی کا اثر تھا

### (۱۳۷) ابو الحسن بن حمزہ خواص رحمۃ اللہ تعالیٰ

اسون نے اپنا نام ممنون گذاں رکھا تا ساری سقطی وغیرہ کی صحبتیں پائی تھیں محبت کے  
 متعلق ان کی باتیں بہت ہی مامرہ ہوتی تھیں۔ یہ بہت بڑے زرگاں طریقت میں سے  
 تھے اور جیسا کہ لکھا گیا ہے **ابو القاسم جلیل رحمۃ اللہ کے بعد انہوں نے قضا کی۔ ان کے**  
**کلمات میں سے ہے کہ کسی حیر کی تعبیر اس سے کی جاتی ہے جو زیادہ تر نرم ہوا اور محبت سے**  
**نرم تر کوئی چیز نہیں ہے۔ پھر اس کی تعبیر کس سے کی جائے۔ علی بن الحسین رضی اللہ عنہ کہتے**  
**ہیں کہ میں نے ایک دن ممنون کو دیکھا کہ محلہ کے کنارہ پر بیٹھے ہوئے ہیں اور ان کے ہاتھ**

**ع۔** یہ سورہ ص (پاؤ ۲۳) کی پہلی آیت میں ہے اور اس طور پر ہے **وَالْفَلَقُ اَمَلًا مِّنْ اَمَلٍ مَّشَوْاْ**  
**وَاصْبِرْ وَاَعْلَىٰ اَلْفَتْكُم** اور کار و زمین کے چہرہ رودار لوگ یکساں مل کر سے ہوئے کہ جیلواری (اسکی) سہی ہوا ہے

میں ایک لکڑھی ہے جس سے اپنی نیڈلی اور انوکھ مار رہے ہیں یہاں تک کہ گوشت نکل آیا ہے اور اس مضمون کے شعر پڑھ رہے ہیں ۵

مسلمانانِ مرا وقتے ولے بود	کہ باؤ گفتے ہر مشکلی بود
زمن ضائع شد اندر کوئے حمان	چہ داسگیر یارب منز لے بود
بحال این پریشان رحمت آرید	اگر وقتے کاروان کا ملے بود

ایک مرتبہ ان سے پوچھا گیا کہ تصوف کیا ہے۔ تو انھوں نے کہا کہ تصوف یہ ہے کہ تمہاری ملکیت میں کوئی چیز ہو اور تم کسی چیز کی ملکیت میں ہو انکامیاں ہے کہیں ایک ایسے فقیر سے ملا جس نے ایک لکڑھی میں جلا کر کے اینا تھیم بنایا تھا اور میں اس سے سمندر میں رہا کرتا تھا۔ میں نے اس سے کہا کہ سمندر میں سب سے تعجب انگیز جو چیز تم لے دیکھی ہو اسکو میاں کرو۔ اس نے کہا کہ ایک رات کو سمندر میں جہان میں تھا بڑے زور و شور سے آدھی آئی یہاں تک کہ سمندر میں تاریکی جھاگئی اس سے مجھے سخت وحشت ہوئی۔ اور میں نے اللہ تعالیٰ سے چاہا کہ کوئی ایسی چیز بھیجے جس سے میری وحشت دور ہو۔ دیکھتا کیا ہوں کہ ایک ٹراسا اڑ رہا منہ کھولے ہوئے چلا آتا ہے اور منہ کو کسی لکڑھی پر سے اوس کے سامنے بھینک دیا۔ میں اوس کے منہ کے اندر چلا گیا اور اوس کے ایک دانت پر جا بیٹھا اور میں دو رکعتیں نماز کی پڑھیں۔ پھر تو ساری وحشت ہوا ہو گئی اور مجھے اعلیٰ درجہ کا اُس حاصل ہوا۔

۵۔ عربی کے تیس شعروہ اصل کتاب میں ہیں اوس کے مضمون حضرت حامد شیرازی رحمۃ اللہ کے استاد مولانا سے اکلے ملتے ہوئے میں اسلئے میں نے اسے ترجمہ کی یہی اشعار نقل کر دیئے۔ ترجمہ



## (۱۷۴) ابو عبیدہ بصری رضی اللہ عنہ و رحمہ

یہ بزرگان قدیمین سے اور ابو تراب نخشی رضی اللہ عنہ کے صحبت یافتہ تھے۔ ان کے کلمات میں سے یہ ہے کہ علت نہیں آتی ہے مگر اسن ہی سے اور فراوانی نہیں ہوتی مگر یہ ہیز سے بہت سے لوگوں نے پہنچا دیا وہ بچ گئے اور بہت سے بے غم ہو بیٹھے وہ ہلاک ہو گئے۔ اور اللہ تعالیٰ کا ذکر صرف زبان سے بغیر دل کے رہا ہے۔

## (۱۷۵) ابو علی حسن بن علی جوزجانی رحمہ اللہ

خراسان کے بہت بڑے بزرگوں میں سے تھے۔ علم وفاق۔ ریاضات و محاہدات اور معارف میں ان کی مشہور تصنیفات ہیں۔ محمد بن علی ترمذی و محمد بن فضیل کی صحبتوں سے مصیباں ہوئے تھے۔ ان کے اقوال میں سے ہے کہ نہ کہ کی سعادت کی علامتیں یہ ہیں۔ طاعت کا اُسپر آسان ہونا۔ اپنے افعال میں سنت کی موافقت کرنی۔ میکہ کا رون سے محبت کرنی۔ سائیکوں کے ساتھ اخلاق کی نگہداشت کرنی اپنی بھلائی کو وقفِ خلق نہ کر دینا۔ مسلمانوں کے کام میں غمخواری کرنا اور اپنی اوقات کو نگاہ کرنا اور بندہ کی شقاوت کی علامتیں یہ ہیں۔ کہ ان تمام صفات کے برعکس ہو اللہ تعالیٰ کی طرف صحیح ترین آباد ترین اور شبہ سے دور ترین راستہ یہ ہے کہ قولِ فعلِ رحمہم قصد اور نیت سے سنت کی پیروی کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ **وَأَنِیْ طَیِّعُوا لَہٗ حَتَّی تَرْضَوْا** (اور اگر رسول کے کہے پر چلو گے تو راہِ جا لگو گے)۔ اس پر ان سے کسی نے پوچھا کہ پیروی

علیہ سورہ نور (یارکذا) رکوع تیسرا کی (۵۴) آیت میں واقع ہے۔ مترجم

سنت کی کیا سیل ہے۔ انہوں نے کہا کہ بدعتوں سے کسارہ دہا اور صدر اول کے علماء اسلام سے جس پر اتفاق کیا ہے اس پر چلنا اور کلام کی مجلسوں اور کلام والوں سے دور رہنا اور جو لوگ تم سے پہلے گدرے ہیں ان کے اقتدار کے طریق کو ہاتھ سے جائے نہ دینا اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ **لَا تَتَّبِعُوا مِلَّةَ الْفَاسِقِ الْاَوَّلِ** اور ساری مخلوق عملت کے میدانوں میں گھوڑے دوڑاتی ہے اور گمانوں پر اعتماد کرتی اور اپنے نزدیک سمجھتی ہے کہ واقعیت پر پہلے کمانی اور مکاتف سے گفتگو کرتی ہے۔

### (۱۷۶) ابو الفوارس شاہ بن شجاع کرمانی رضی اللہ عنہ

مادشاہوں کی اولاد میں سے تھے۔ انو تراب نخشی والو عبید سیری کی صحبتوں سے بہرہ مند ہوئے تھے۔ اور بڑے مردانِ خدا اور اس گروہ کے علماء زمین سے تھے۔ ان کے بہت سے مشہور رسالے ہیں۔ ان کے اقوال میں سے ہے کہ جو شخص تمہاری صحبت میں رہے اور جو چیز اسکو پسند ہو اس میں تمہاری موافقت کرے اور جو اس کو ناپسند ہو اس میں تمہاری مخالفت کرے اس سے صرف اپنی نفسانی خواہش کیلئے تمہاری صحبت اختیار کی ہے اور تمہاری صحبت سے وہ دنیاوی راحت ہی کا طالب ہے اور کچھ نہیں فضیلت والوں کی فضیلت اس وقت تک ہے جب تک ان کی نگاہ اس پر نہ ہو اور حمان ان کی نگاہ اس پر پڑی وہ فضیلت رہی اور ولایت والوں کی ولایت اس وقت تک ہے کہ اس کو بدیکھیں اور حمان انہوں نے اس کو دیکھا ان کی ولایت رحمت ہوئی۔ کسی

وَاتَّقِ مِلَّةَ الْاَوَّلِ اَھْدِمْ حَلِیْہَا اور ابراہیم کے یہ ہے چلیا ہے جو ایک حد کے ہو رہے تھے۔

(دیکھو ۱۵۰ پارہ ۱۵۰ ص ۱۵۰) ایت ۱۲۵ مترجم

عبادت کرنے والے کی عبادت اللہ تعالیٰ کے ولیوں کی محبت رکھنے سے بڑھ کر نہیں ہے اور جب اس نے اللہ کے ولیوں کو دوست رکھا تو اللہ تعالیٰ کو دوست رکھا اور جب اولیاء اللہ نے اس سے محبت کی تو اللہ تعالیٰ نے اس سے محبت کی۔ کوئی شخص ایسے آپ یرہین پہنچا کر اسی صورت میں کہ وہ اپنے پروردگار سے محبوب ہوتا ہے۔ اور اس زمانہ میں جب عالم ایسے علم کی تاریکی میں آگیا ہے تو ہر جاہل کا حوائجی حالت کی تاریکی سے نکلا ہی نہیں ہے کیا بوجہ یہاں ہے۔ مگر ہاں علم کی تاریکی زیادہ تر گہری ہوتی ہے کیونکہ اس نے علم کے نور کو ڈھانک لیا ہے۔

### (۱۷۱) ابو یعقوب یوسف ابن حسین ازمی رضی اللہ عنہ

ایسے زمانہ میں آئے اور کوہستان کے پیر اور عالم ادیب تھے۔ ان کا طریقہ دولت معرستے دست بردار ہوا۔ سادہ سے بازار آما اور اخلاص برتا تھا۔ انھوں نے دو النہن مصری و ابتر غنشی کی صحبتوں کی برکتیں پائی تھیں۔ ۳۳۷ھ میں سوچو متیس ہجری میں مصر آخرت کے عزیزوں میں شامل ہو گئے۔ ان کے اقوال میں سے ہے کہ جب اس قوم کو معلوم ہوا کہ اللہ عز و جل ان کو دیکھتا ہے تو اس کی نگاہ سے ان کو یہ شرم آئی کہ اس کے سوا اور کسی کو ایسی نگاہوں میں رکھیں۔ یہ دعائیں کہا کرتے تھے کہ خداوند اہم تیری نعمت کی اہمیتوں کی روئیدگی ہیں اس لئے ہم کو اپنی ناراضی کی جزا دہی سے نکال۔ ان کا قول ہے کہ دنیا سے سب سے زیادہ رست رکھنے والے وہی ہوتے ہیں جو اس کی برائیاں دنیا داروں کے سامنے بیان کرتے ہیں کیونکہ اس کی خدمت کرنی تو ان کا پیشہ ہے۔ مگر کیا ہی بڑا میتہ ہے کہ دنیا داروں کو تو اس سے پرہیز کرنے کو کہے اور ہر اوسى جلسہ میں اوسى دنیا کو خود اُن

سے لے کر یہ کہہ کر تے تھے کہ میں نے صوموں کی آفتوں کو جو دیکھا تو اس کا سوا کہ سا تھ  
 میل بول اور عورتوں کی طرف میلان میں ساری آفتیں ہیں۔ اور اس کا قول ہے کہ  
 ایک طغیان (عد سے گد راجانا) دنیا کا ہوا کرتا ہے اور ایک علم کا۔ اس لئے جو کوئی علم کے  
 طغیان سے رہائی حاصل کرنا چاہے اس کو عبادت کی یا بندگی چاہئے اور جو مال کے  
 طغیان سے مخلص چاہے اس کو رہا اختیار کرنا چاہئے۔ اور ادب سے تم کو علم کو سمجھو گے  
 علم سے تمہارا عمل درست ہوگا۔ عمل سے تم کو حکمت حاصل ہوگی حکمت سے تم کو رہد  
 ملے گا اور اس کی توفیق ہوگی۔ رہد سے تم دنیا کو چھوڑو گے۔ دنیا کے چھوڑنے سے تم کو آخرت  
 کی رغبت ہوگی۔ اور آخرت کی رغبت سے اللہ عزوجل کی جوتہودی ہاتھ آئیگی اور حدیث تشریف  
 اُرخدا آدھا پایا ملائی کے معنی میں انہوں نے کہا ہے کہ تو ہکو نذر یہ نماز کے دیا کے  
 تعلقوں اور دنیا کی باتوں سے راحت دے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حتم  
 مساک کی ٹنڈک نما میں تھی۔ اور اگر تم عاقل و احمق میں تمیز کرنا چاہو تو ان ہوتی چیز کا  
 ذکر کرو اگر مان لے تو سمجھ جاؤ کہ احمق ہے۔ اور جب تم مرید کو خستوں اور علوم کی رائد چیزوں  
 میں مشغول دیکھو تو جان لو کہ اس سے کچھ نہیں ہو سکا اور جو شخص توحید کے سمندر میں  
 اُترا جیسے جیسے زمانہ گد رتا جائیگا اس کی یاس بڑھتی ہی جائیگی۔ اور خواص کی توحید یہ ہے  
 کہ اپنے باطنی وجدان و قلب سے گویا اللہ کے سامنے کھڑا ہے اور اس کی تدبیر کے  
 تصرفات اور اس کی قدرت کے احکام اس پر جاری ہیں اور یہ آپ سے  
 فنا ہو کر اور ایسے ص سے جھٹکرا سطوریر کہ اللہ سے جو مراد اس کی ہو اس میں نذر یہ حق  
 کے قائم ہو کر اس کی توحید کے سمندر میں ڈوبا ہوا ہو پس وہ اللہ کا حکم اس پر جاری  
 ہوے میں ویسا ہی رہتا ہے جیسا اپنی ہستی سے پہلے تھا۔ اور ہر اہمیت میں ایک

امانت ہو اگر قی ہے جسکو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے پوشیدہ رکھتا ہو جس اگر اس امت میں  
 کوئی امانت سے تودہ صوفیہ کا فرقہ ہے۔ یہ جب قرآن سنتے تو ایک قطرہ اسوہی ان  
 کی آنکھ سے نہ نکلتا تھا مگر جب کوئی شعر سنتے تھے تو انہیں قیامت آجاتی تھی اور حاضرین کی  
 طرف رخ کر کے کہتے تھے کہ رے والے جو کہتے ہیں کہ یوسف بن حسین ابدیق ہے تو  
 وہ معدور ہیں۔

## (۱۷۸) ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حسین حکیم ترمذی رضی اللہ عنہ

انہو تراب سختی کی ملاقات اور ابو عبد اللہ بن جلاء اور احمد بن حنبلہ کی صحبت سے مستفید  
 ہوئے تھے اور خراسان کے بڑے برگزینوں میں سے تھے۔ ان کی مشہور تصنیفات اور  
 حدیث کی کتابیں یادگار ہیں۔ یہ کہا کرتے تھے کہ میں نے ایک حرف بھی نہ پہلے سے  
 سونچا اور اس غرض سے لکھا کہ یہ لوغات میری طرف منسوب ہوں بلکہ حقیر وقت  
 گران گذرتا تھا تو میں اس سے ایسا دل بہلاتا تھا۔ ایک مرتبہ اس سے مخلوق کی صفت  
 پوچھی گئی تو کہا کہ عجم میں وادعاے کثیران کا قول ہے کہ حدام کے دوائیں میں دروستی و  
 تسلیم داخل ہے اور آدمی کا عیب اس سے بڑھ کر اور کیا ہو گا کہ جو چیز اسکو صبر کرے اسی  
 سے خوش ہو اور موحدون کو اللہ تعالیٰ نے جو بیگانہ مازوں کی دعوت دی ہے تو اس کا  
 باعث اس کی رحمت ہے جو ان کے حال پر ہے اور ان کے لئے اس نے ان مازوں  
 میں طرح طرح کی نعمانی کا سامان کر رکھا ہے تاکہ وہ کہیں قیل و فعل سے اللہ تعالیٰ کی بخششوں  
 میں سے کچھ حصہ ملے پس افعال بمنزکہ کماے کی پیروی کے ہیں اور اقوال گویا بیسے کی  
 چیزیں اور وہ وحدانیت کے عرش ہیں۔ اس کا قول ہے کہ چون کی درستی کے لئے مکتب

امانت ہو کر آتی ہے جسکو اللہ تعالیٰ اپنی مخلوق سے پوشیدہ رکھتا ہو جس اگر اس امت میں کوئی امانت سے تودہ صوفیہ کا فرقہ ہے۔ یہ جب قرآن سنتے تو ایک قطرہ اسوہی ان کی آنکھ سے نہ نکلتا تھا مگر جب کوئی شعر سنتے تھے تو انہیں قیامت آجاتی تھی اور حاضرین کی طرف رخ کر کے کہتے تھے کہ رکھے والے جو کہتے ہیں کہ یوسف بن حسین مدہق ہے تو وہ معدور ہیں۔

## (۱۷۸) ابو عبد اللہ محمد بن علی بن حسین حکیم ترمذی رضی اللہ عنہ

ابو تراب نخشبیؒ کی ملاقات اور ابو عبد اللہ بن جبار اور احمد بن حنبلہ کی صحبت سے مستفید ہوئے تھے اور خراسان کے بڑے برگزین میں سے تھے۔ ان کی مشہور تصنیفات اور حدیث کی کتابیں یادگار ہیں۔ یہ کہا کرتے تھے کہ میں نے ایک حرف بھی نہ پہلے سے سونچا اور اس غرض سے لکھا کہ یہ بولعات میری طرف مسوہ ہوں بلکہ حب محمدیہ وقت گران گزرتا تھا تو میں اس سے ایسا دل بہلاتا تھا۔ ایک مرتبہ اس سے مخلوق کی صفت پوچھی گئی تو کہا کہ عجربہش وادعا ہے کثیر ان کا قول ہے کہ حدام کے مرائس میں مردوسی و تسلیم داخل ہے اور آدمی کا عیب اس سے بڑھ کر اور کیا ہوگا کہ جو چیز اسکو صبر کرے اسی سے خوش ہو اور مودون کو اللہ تعالیٰ بے جوہر گناہ نمازون کی دعوت دے گی ہے تو اس کا باعث اوس کی رحمت ہے جو ان کے حال پر ہے اور ان کے لئے اوس نے ان نمازون میں طرح طرح کی معافی کا سامان کر رکھا ہے تاکہ نہ کوہ قیل و فعل سے اللہ تعالیٰ کی بخششوں میں سے کچھ حصہ ملے پس افعال بخیر نہ کماے کی چیزوں کے ہیں اور اقوال گویا بیسے کی چیزیں اور وہ وحدانیت کے عرش ہیں۔ اس کا قول ہے کہ چون کی درستی کے لئے مکتب

وہ مدعی ہوا اور جس نے زہد و ورع کو چھوڑ کر فحشاء کی وہ فاسق ہوا اور جو ان سب امور کا جامع ہوا اس نے ربانی پائی۔ ان کا قول ہے کہ مذکوروں کی انکساری نیکو کاروں کی اگر تکبر سے متصل ہے۔ خلق اللہ میں عوام وہی ہیں جن کے سینے کے لیے اعمال اچھے اور زبائین و شرنگاہیں پاک ہیں اور جو لوگ ان باتوں سے خالی ہیں وہ عوام حسین و عواموں میں سے ہیں۔ جب علماء بگڑے تو میکہ کا راون پر مذکور مسلکوں پر کھڑے ہیں پر چھوٹے اور علوص والوں پر یا کا رعالب آگئے اور سارا دین راہ ہو گیا کیونکہ علماء ہی مالکین ہیں۔ حسب نفسانی خواہش غالب ہوگی دل تاریک ہوگا اور جب دل تاریک ہوگا سینہ تنگ ہوگا اور جب سینہ تنگ ہوگا خلق برا ہوگا اور جب خلق برا ہوگا تو اس کو خلق دشمن رکھنے کی اور یہ ہی اون کو دشمن رکھے گا اور اون پر ظلم کرے گا پھر تو وہ شیطان ہو جائیگا۔ مخالفت عداوت کو اُٹارتی ہے اور عداوت سے ملا مارل ہوتی ہے۔ جو شخص اپنے نفس پر عاشق ہوگا۔ ضرور غرور کینہ و دل و رسوائی اس پر عاشق ہوگی۔ اگر تم راہدوں کے طریقہ کا مرہ لیا جاتا ہے تو جو حب ریاست اور نفس کی ریزی سے صحت پر مہر کر۔ اور اگر کوئی شخص علما و حسیا علم اور سمجھ والوں جیسی سمجھ رکھتا ہو اور کل جادو گروں کا حاد و چاٹتا ہو تو بھی وہ اپنے نفس کے عیبوں میں سے ایک کو ہی چھپانے کی قدرت میں رکھتا مگر اس صورت میں کہ ایسے اور اللہ تعالیٰ کے درمیاں میں راستی بڑھتا ہو۔

### (۱۸۰) ابو سعید احمد بن عیسیٰ خراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ و رحمہ

یہ اہل لغد و مین سے تھے اور ذوالنوں مصری سری سقطی شرمائی و عمیرہ رگون کی صحتوں میں رہے تھے اور قوم کے اماموں اور بہت بزرگ ستائشوں میں سے تھے۔

کہتے ہیں کہ سب سے پہلے جس نے فساد بقاء کے علم میں زماں کو ملی وہ الو سعید خرار  
تھے۔ ۲۹۴ء دو سو ستانوے ہجری میں عالم فساد سے ملک بقاء کو رواہ ہوئے۔ ان کے  
اقوال یہ ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے دلیون کی روح کو اپنے دکر سے لذت اوٹھائے اور اپنے قریب  
میں یہو پچھے کی اور اون کے جسموں کو جو کچھ بھی میسر آ جائے اوس سے آرام حاصل  
کرنے کی دوری نعمتیں عطا فرمائی ہیں اس لئے ان کی جسمانی نہ گیان تو جسمانیوں کی  
سی ہیں اور اون کی دلی زندگیان۔ روحانیوں کی سی اور اون کی دور رانیں ہوتی ہیں ظاہری  
و باطنی میں ظاہر کی بامین تو اون کے جسموں سے کلام کرتی ہیں اور باطن کی زبانیں  
اون کی روحوں سے سرگوشیاں کرتی ہیں۔ عارف ہر حیر سے مدد لیتا ہے مگر جب پہو پچ  
جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ مستغنی ہو جاتا ہے اور اوس کی ہمت ایسی بلند  
ہو جاتی ہے کہ اسوار اللہ یرہیں نہیں سکتا اور لوگ اس کے محتاج ہوتے ہیں۔ صفات میں  
نفس کی مثال ظاہر صاف ٹھیرے ہوئے یا پانی کی ہے کہ جب اس کو حرکت دو گے  
تو جو کچھ گداو سکے نیچے ہے وہ ظاہر ہو جائیگی۔ اس طبع مصیبت فائدہ اور اس کی خواہشوں  
کی مخالفت کے وقت اوس کا رتبہ ظاہر ہو جاتا ہے اور جو شخص اس کو نہیں جانتا کہ اس  
کے نفس میں کون سے صفات دبے پڑے ہیں وہ کیونکر اپنے پروردگار کی معرفت  
کا دعویٰ کرتا ہے عارفین اللہ تعالیٰ کے خزانے میں حسین اللہ تعالیٰ سے علوم غریب  
و احراز عیہ امامت رکھے ہیں۔ ان میں وہ ابدی رمان سے گفتگو کرتے ہیں اور ازلی عمارتوں  
میں ان کی خبریں بیان کرتے ہیں۔ اگر اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام کو اپنی حفاظت میں  
رہ لیتا تو جو حالت پہاڑ کی ہوتی وہی اس کی ہی ہوتی۔ اللہ تعالیٰ اقول۔ لَعَلَّ الذِّبْنَ یَسْتَعِیْطُوْنَہُمْ

۱۔ چوگ اس کو استعاذ کریو اگر کوئی نکالے واسطے ہیں اس حیر کی حقیقت کو معلوم کر لیتے (دیکھو سورہ ساد کی آیت ۳۰) (پارہ ۵۵ صفحہ ۲۹۵)



کے متعلق وہ کہتے تھے کہ استنباط کرنیوالا وہی شخص ہوتا ہے جو ہمیشہ غیب کو دیکھتا رہتا ہے  
 میں نہ کوئی چیز اُس سے غائب ہوتی ہے اور نہ کوئی چیز اُس سے چھپی رہتی ہے۔ اور  
 اللہ تعالیٰ کے قول لَکَیۡۃٌ لِّلْمُتَّقِیۡنَ کے بارہ میں وہ کہتے تھے کہ ”مُتَّقِیۡنَ“ وہی شخص ہے جو  
 جو ”وَسَمٌ“ (یعنی نشانی) کو پہچانتا ہے اور یہ وہ شخص ہوتا ہے جو سیدائے قلب کی بات  
 کو جانتا اور استدلال و علامات کو پہچانتا ہے پس وہ اللہ تعالیٰ کے دوستوں اور اللہ تعالیٰ  
 کے دشمنوں میں تمیز کرتا ہے۔ حب اللہ عزوجل چاہتا ہے کہ اپنے بندوں میں سے  
 کسی مددے کو دوست بنائے تو اوس کے لئے اپنے ذکر کا دروازہ کھول دیتا ہے اور  
 حب ذکر میں اوس کو لذت حاصل ہوتی ہے تو اوس کے لئے قرب کا دروازہ کھول دیتا  
 ہے پھر اوس کو مجلس انس میں اوٹھالیا جاتا ہے اس کے بعد اوس کو توحید کی کرسی پر  
 بیٹھاتا ہے بعد اُس سے پردہ اوٹھالیتا ہے اور درانیۃ کے گہر میں لیجاتا ہے اور  
 جلال و عظمت اوس پر کھول دیتا ہے پس حب اوس کی نگاہ حلال و عظمت پر پڑتی ہے  
 اپنے بغیر رہ جاتا ہے اور اوس وقت وہ بندہ مافی ہو جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ کی حفاظت  
 میں آجاتا اور اپنے نفس کے دعووں سے بری ہو جاتا ہے۔ اور جس نے توحید کا علم  
 پایا اور اوس کی تحقیق کا مرتبہ حاصل کیا اوس کا پہلا مقام یہ ہے کہ اوس کے قلب سے  
 جیزیوں کی یاد فنا ہو جائے اور وہ صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ منفر دہ جائے۔ اور اسے  
 یوحیا گیا کہ کیا عارف ایسے حال پر ہی پہنچتا ہے کہ اوس کے اشک خشک ہو جاتے  
 ہین۔ انہوں نے کہا کہ ہاں، رونا تو اس وقت آتا ہے جب اللہ عزوجل کی طرف اون  
 ۵ اِنْ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیۃٌ لِّلْمُتَّقِیۡنَ کہ شک میں کہ اس میں اُن لوگوں کے لئے جو ایمان لائے ہیں۔

کی سیر ہوتی ہے مگر جب وہ حقایق قرب کی طرف اترتے اور اللہ تعالیٰ کے احسان سے وصول کا مرہ چلیے ہیں تو ان کا گریہ دور ہو جاتا ہے اور اسی لئے آیا ہے کہ اگر رومانہ آئے تو ساوٹ سے رو یعنی مقام میں تنزل کر دنا کہ چلے والے تمہاری پیروی کریں۔ ان کا ایک میکو کار رکھا گیا تھا اوس کو اہون نے جواب میں دیکھا اور اوس سے کہا کہ میکو بیمار ہے بیٹے مجھے کوئی نصیحت کرو۔ اوس نے کہا کہ ایسے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کرتے کہ کہہ رکھو۔ چنانچہ اہون نے تیس برس تک کرتے رہا یہ کہہ کرتے تھے کہ صوفی کو چاہیے کہ پاکیزہ لباس سے خلعت کو۔ چھوڑے اور جوہی کے ساتھ بجا ہوا رہے میں صرف ماتوں ہی کی حالت میں طلب کرے ورنہ وہ اور جوہی کے دونوں برابر ہیں۔ ان کا قول ہے کہ اللہ عزوجل سے نہایت دور وہ شخص ہے جو معرفت اور قربت کا دعویٰ کرے۔ اور جس کی طرف سے زیادہ اونگلیاں اوٹھیں وہ سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک تر ہے۔ ان کا بیان ہے کہ الیکم تبر میں ایک شخص سے ملا جس نے اپنے آپ کو سڑھی سا کہتا تھا جاکچ میں نے اس کو آوار دی کہ او ما ولے کہراہ اوس نے میری طرف دیکھا اور مجھ سے کہا کہ جاتے ہو ما ولا کون ہے بیٹے کہا کہ نہیں۔ اوس نے کہا کہ جو کوئی قدم ایسا اٹھائے جس میں وہ اپنے پروں کا کوہا۔ کرے۔ ان کا قتل ہے کہ کسی مندہ کو تصرف حاصل نہیں ہوتا جس تک کہ ذکر اوس کی عدا اور خاک اوس کا بھو ما ہو جائے اور صفائے عمو دیت پر ناز کرنا چاہیے کیونکہ اسمیں ربو میت کا لسیاں ہے اسیراں سے کسی نے پوچھا کہ پراس سے جو نکارے کی کیا صورت ہے انہوں نے کہا کہ عمو دیت کے قایم کرے میں ربو میت کی کارروائی کو پیش نظر رکھے میں نے آپ سے منقطع ہو جاؤ اور اپنے پروردگار کے پاس آرام لے تب حاکم استدراج سے بچے گا۔ ان سے پوچھا کہ

فقہروں کی باہمی عداوت اور ایک کی دوسرے کے ساتھ دشمنی کا کیا سبب ہے  
 حالانکہ ان کے پاس کوئی ریاست نہیں ہے انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اس کی  
 سست اپنی اس غت سے کہ ان میں کا ایک دوسرے سے تسکین پائی یہ مقدر  
 کر دیا ہے لیکن جب ان کو کمال سیر حاصل ہو جاتا ہے تو دشمنی و عداوت جلی جاتی  
 ہے کیونکہ کامل اس مقام میں مخلوقات میں سے کسی شخص کو ایسا نہیں بتاتا جس  
 پر ایسا غصہ نکالے۔ اور ان کا قول ہے کہ توحید کی پہلی علامت یہ ہے کہ بدہ ہر چیز  
 سے ماہر نکل آئے اور تمام چیزوں کو ان کے متولی کی طرف پھرے یہاں تک کہ متولی  
 کا متولی ہو جائے چیزوں کو اسی میں قائم و جاگزین دیکھ لگے بعد ازاں کو خود ان  
 سے مخفی اور اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے لئے ظاہر کرے۔

### (۱۸۱) ابو عبد اللہ محمد بن اسمعیل مغربی رضی اللہ عنہ

ابراہیم خواص اور ابراہیم ابن شیبان کے یہ تھے۔ علی بن رزین کی انہوں نے محبت  
 اوٹھائی اور ایک سو بیس برس کی عمر پائی تھی اور اپنے یہ علی بن رزین کے ساتھ کوہ طور سینا  
 پر دفن ہوئے اور ۲۹۹ھ دوسوا ماسی ہجری میں وفات پائی۔ نباتات کی جڑیں کھا کر  
 بسر کرتے اور جس چیز پر آدمی کا ہاتھ پوچھا ہو اس کو ہاتھ نہیں لگاتے تھے ان کا قول  
 ہے کہ دنیا سے مجھ و فقیر اعمال فضائل میں سے کچھ بھی نہ کرتا ہوں عبادت کرنیوالوں  
 سے افضل ہے جن کے ساتھ دنیا ہے بلکہ فقیر و کا ذرہ بہر عمل اہل دنیا کے بہت  
 برابر عمل سے بہتر ہے۔ اور یہ کہتے تھے کہ اللہ تعالیٰ کے کچھ بندہ ایسے ہیں جن کو باطنی  
 و ظاہری علوم سے اس نے مالا مال کر دیا اور ان کو گناہ مہیا دیے ہیں وہ کبھی علماء

میں تھما رہیں ہوتے بس یہی وہ لوگ ہیں جو امن میں ہیں اور یہی راہ یائے ہوئے  
ہیں۔ اور کہتے تھے کہ نہیں سمجھا مگر یہی گروہ لیکس جو کچھ سمجھا اوس سے حل کیا اس لئے  
لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيمِ اِن کا بیان ہے کہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام  
کے ایک صحابی سے میری ملاقات ہوئی۔ اوس نے مجھ سے کہا کہ جبے ابراہیم علیہ السلام  
والسلام کو گوہین سے آگ میں بیٹھا گیا ہے میں ہوا میں رہتا ہوں۔ میں نے اس  
سے پوچھا کہ تم تو بنی آدم میں سے ہو پھر ہوا میں کون سی حیرت کو اوٹھائے رہتی ہے۔  
اوس نے کہا کہ اللہ عزوجل پر میرا توکل۔ میں نے پوچھا کہ وہ توکل کیا ہے۔ اوس نے  
کہا کہ بغیر ایسی انگہ کے جو جیسے ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی طرف دیکھتے رہنا اور ایسی بابا سے  
جو حرکت نہ کرے اوس کا ذکر کرنا اور بغیر ایسی روح کے جو عملت کرے اسکی مصنوعات  
میں گشت کرنا۔

## (۱۸۲) ابو العباس احمد بن مسروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ

طوس کے فاضل ترین شخص اور بغداد کے ساکن تھے ۲۹۹ھ و دو سو ننانوے  
ہجری میں بغداد سے انہوں نے سفر آخرت اختیار کیا۔ حارث محاسبی و سری  
سقطی و غیرہما کے پیچ صحبت سے بہرہ یاب ہوئے اور اس ورقہ کے بڑے شائع  
و علمائے دین ان کا شمار ہے۔ ان کا قول ہے کہ نفیر کو عربوں کا سنا سنا اور ہمیں  
ہے مگر اس صورت میں کہ طاسرو باطن میں مستقیم قوی الحال اور علم میں امام ہو اور  
ہم جیسے لوگوں کے لئے اون کا سنا سنا اور ہمیں ہے۔ کیونکہ ہمارے دل طاعتوں  
سے مایوس نہیں ہوئے ہیں مگر تکلف کے ساتھ اور ہم کو اس بات کا اندیشہ ہے

کہ اگر ہم نے ایک شخص کو اپنے لئے مباح کیا تو وہ دوسری جھتوں تک کمین  
 متعدی نہ ہو جائے۔ جس نے اپنی عقل کے ذریعہ سے اپنی عقل سے اپنی عقل  
 کے لئے احتراز نہ کیا وہ اپنی عقل کے ذریعہ سے ہلاک ہوا۔ جس کا ادب دینے والا  
 اوس کا پروردگار ہوا اوس پر کوئی غالب نہوگا۔ زاہد وہی شخص ہے جو اللہ کے ساتھ  
 کسی سب کا مالک نہوا۔ میں تو ہمیشہ اپنی ارادت کی اتہ اور اپنی ہمت کی قوت  
 اور وصول کی طمع میں اپنے خطروں میں پڑنے کو روکا کرتا ہوں اور اب تو میں سستی  
 کے زمانہ میں اپنے گزرے ہوئے وقتوں پر فوس کیا کرتا اور صفار وقت کی آرزو  
 میں مرتاہوں مگر میں پاموس اللہ تعالیٰ کے ذکر سے قوت حاصل کرتا ہے جیسا  
 کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو پیش آیا کہ جاب سیدہ نے ہی صلی اللہ علیہ وسلم سے  
 چلی پیسے میں ساتھ دینے کے لئے ایک خادمہ مانگی تو ہی صلی اللہ علیہ وسلم نے  
 آپ کو تسبیح تحفہ تہلیل اور تفسیر کی تعلیم فرمائی اور ارشاد فرمایا کہ یہ تمہارے لئے خادمہ  
 سے بہتر ہیں۔ اور منافق صرف کماے اور پیسے ہی سے قوت حاصل کرتا ہے۔  
 لا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم۔ جو شخص غیر حق کے خوش ہوتا ہے اس کے  
 لئے وہ خوشی رنج و غم پیدا کر کے رہتی ہے۔ ایک مرتبہ کوئی شخص ان کے گھر آیا اور  
 ان کے یہاں کی شادی کی دعوت میں دعوت ملا ہے ہوئے شریک ہوا اوپر انہوں نے  
 کہا کہ خدا کے لئے تمہیں واجب ہوا کہ میں اس کے لئے اپنے رخصتے بچاؤں تاکہ  
 وہ ان پر قدم رکھ کر کماے کی جگہ تک پہنچے۔ چنانچہ انہوں نے اپنے رخصتے میں رر کے  
 اور وہ شخص ان پر پاؤں رکھ کر اسی شست تک پہنچا اور یہ کھے لگے کہ جب ان  
 جیسا شخص میرے لئے فروتنی کرے اور میری دعوت میں شریک ہو میں اس کا کیا

بدلہ دون یہ کہتے ہیں کہ میں نے خواب دیکھا کہ قیامت پیا ہے اور دسترخواں بچاؤ  
 گئے ہیں اور میں نے اوس پر بیٹھنے کا ارادہ کیا تو مجھے لوگوں نے کہا کہ یہ صوفیوں کے  
 لئے ہے۔ میں نے کہا کہ میں بھی انہیں میں سے ہوں۔ مجھے جواب ملا کہ تو ان میں  
 سے تھا لیکن حدیث کی کثرت اور ہمدردی سے متغیر ہو چکی محبت نے تجھے صوفیوں  
 کے ساتھ ملے سے مار کر مابین نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے توبہ کی اور پیدا ہو گیا  
 اور اس قوم کی طریق پر توجہ کی اور کہا کہ حدیث کیلئے میرے سوا اور لوگ ہیں یہ ایسے یاروں  
 سے کہا کرتے تھے کہ خوراک پوشاک اور سونے کی کمی کو لازمی سمجھو کیونکہ میں ابتداء  
 میں بالوں اور کھجور کے پتوں کا کپڑا لباس پہنتا تھا اور ہر جمعہ کو اپنے بیرون سے جامع مسجد  
 میں جا کر ملتا اور اون کے کلام کی تاثیر سے بیمار ہو کر واپس آتا تھا اور اون کا دیکھنا ہی ایک  
 جمعہ سے دوسرے جمعہ تک میری غذا تھی نہ کھانے کی ضرورت ہوتی تھی اور نہ پینے  
 کی۔ ان کا بیان ہے کہ میں ایک مسجد میں بیٹھا تھا کہ میں ایک میری تھی اُس  
 پر بلبل کا ایک جوڑا رہتا تھا۔ اتفاقاً ایک بلبل غائب ہو گئی اور دوسری تین دن تک  
 ستاخ پر بیٹھی رہی نہ زمین پر ادھر تک چلتی تھی اور نہ کچھ کھاتی پیتی تھی۔ تیسرا دن جب حتم ہوئے  
 کو آیا تو اوس کے پاس سے ایک دوسری بلبل گندھی اور چھائی۔ اور گویا اس غمزدہ کو  
 اس نے یار گمشدہ کی یاد دلائی اس پر وہ مگر نیچے گر پڑی۔ ایک روایت میں ہے کہ ان  
 کے پاس چار مرد تھے وہ چاروں کے چاروں اس نقل کو سنکر مردہ ہو کر گر پڑے۔

(۱۸۳) ابو الحسن علی بن سہل اصفہانی رضی اللہ عنہ

یہ اصفہان کے قدیم بزرگوں میں سے ہیں۔ جنید رحمہ اللہ سے خط و کتابت رکھتے اور

اوں کے ہمسروں میں سے تھے۔ انہوں نے اس مغلان رضی اللہ عنہ کی صحبت کائناتی  
 اور یہ انوزاب کشی رضی اللہ عنہ سے ملے تھے ان کو جب کسی مسلمان کی نسبت معلوم  
 ہوتا تھا کہ اوس پر قرض ہے تو اوس کی لاعلمی میں اوس قرض کو ادا کر دیتے تھے اور  
 دائن مدیون سے آکر کہہ جاتا تھا کہ خدائے تمہاری طرف سے قرض ادا کر دیا گیا کہ ادا  
 کے مرے کے بعد اسکی جبر ہوئی کہ یہ ادا کر دیا کرتے تھے۔ ان کا قول ہے کہ جو شخص ایسی  
 ارادت کے اوایل ہی میں درست ہوا وہ اپنی عاقبت کے منتہی میں سلامت نہریگا  
 جس قلب نے اللہ تعالیٰ کو پہچانا اوس پر اللہ تعالیٰ کے عیر کی طرف ٹھیرا حرام ہو گیا اور  
 اگر ٹھیرے گا تو سزا دیا جائیگا۔ لوگ آدم علیہ السلام کے وقت سے اس وقت تک  
 ”قلب قلب“ کہتے آئے ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ کوئی شخص مجھ سے بیان کرے کہ  
 وہ قلب کیا حیر ہے مگر میں نہیں دیکھتا فقیہ وہی ہے جو اداں حیروں کے تحت میں  
 داخل ہو جو اوس کی طرف منسوب ہوں۔ اپنے یاروں سے کہا کرتے تھے کہ ان اعمال  
 کی جو بی سے جو ماضی اسرار کے فساد کے ساتھ ہوں خدا سے بنا ہوا نکال کرو۔ ان سے  
 توحید کی حقیقت پوچھی گئی تو انہوں نے کہا کہ طریق سے قریب حقائق سے بعید ہے  
 اور کہا کرتے تھے کہ جب ابتدا میں مجھ پر شوق کا علیہ ہوا تو کما لے بیٹے اور سونے سب سے  
 میں ماز رہا۔

## (۱۸۴) ابو محمد احمد بن محمد بن حسین جبریری رضی اللہ عنہ

جعید رضی اللہ عنہ کے بڑے یاروں میں سے تھے۔ اور انہوں نے سہل بن عبد اللہ  
 تسری کی صحبت پائی تھی اور سعید رحمہ اللہ تعالیٰ کی وفات کے بعد اداں کی حکمیر اس

سبب سے میٹھے لگنے لگاں کا حال کامل ان کا طریقہ صحیح اور ان کا علم ست بڑا تھا۔  
 ۱۱۔ تین سو گیارہ ہجری میں روضہ رضوان کی طرف سد ہارے ان کلام ہے کہ جس  
 پیراوس کے نفس نے غلبہ پایا وہ شہوتوں کے حکم کا قیدی اور حرص و ہوا کے قید خانہ کا  
 مجبوس ہو گیا اور اللہ تعالیٰ نے اوس کے قلب پر نواہد کو حرام کر دیا پس اوس کو اللہ تعالیٰ  
 کے کلام کی لذت حاصل ہوگی اور تزلزل و تگاہد کو وہ ہر روز ایک حتم کیوں نہ کرے کیونکہ اللہ تعالیٰ  
 نے ارشاد فرمایا ہے۔ سَاَصْرِفْ عَنَّا كَيْفَ تَشَاءُ لَئِنْ لَمْ يَرْحَمْنِي اَللّٰهُ لَكُنْتُ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ۔ یعنی  
 میں اون کو اپنی آیتوں کے سمجھنے اور اون سے لذت اٹھانے سے مجبور کروں گا کیونکہ  
 اونہوں نے نفس و خلق و دنیا کے احوال کی سست نہ کر لیا۔ اس لئے اللہ عز و حل  
 نے اون کے دلوں سے اپنے مخاطبات کی فہم کو سیر و یا اور اسی کتاب کے سمجھنے کا  
 راستہ اون پر مد کر دیا اور اپنی نصیحتوں سے متنع ہونا اون سے سلب کر لیا اور اون کو  
 اون کی عقلوں اور رایوں کے قید خانہ میں ڈال دیا ہے پس طریق حق سے نہ تو واقف  
 ہیں اور نہ واقف ہو سکتے ہیں مگر اہل حق کا انکار کرتے ہیں اور اون کے کلام کی  
 تحریف کرتے اور اوس کے وہ معنی بیاں کرتے ہیں جو اول کا مقصود بعین ہے اور وہ  
 اوس کو ہول جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اون کو صرف اسی لئے علم عطا فرمایا تاکہ اے  
 آپ کو حق پر سمجھیں اور بندوں کے سامنے اوس کی عظمت و حلال کا خیال کر کے جس کے  
 وہ بندے ہیں فروتنی کریں۔ اور ان کا قول ہے کہ خوشخص ایسا ہو کہ اوس کے اور اللہ تعالیٰ  
 کے درمیان تقویٰ و مراقبہ حاکم ہو وہ کسف و مشاہدہ تک نہ پہنچے گا کیونکہ جس میں تقویٰ

۱۲۔ جو لوگ ناحق میں سے ہیں اور میرے تیرے ہیں ہم ہی اہل کو اپنے احکام سے رگتہ کئے ہیں گے دیکھو بارہ



نہیں ہے اوس کا چہرہ چوٹ ہے اور جس کو مراقبہ نہیں ہے وہ حال کے اعتبار سے سرگردن ہے۔ ان کا بیان ہے کہ میں کہ منظمہ سے آیا تو میں سب سے پہلے ابو القاسم جنیدؒ کے پاس گیا تاکہ وہ میرے لئے تکلیف نہ کریں جیسا کہ میں اون کو سلام کر کے اپنے گھر چلا آیا۔ مگر صبح کی نماز پڑھ کر جو دیکھتا ہوں تو وہ میرے پیچھے کی صف میں موجود ہیں میں نے اون سے کہا کہ کل میں آپ کے پاس اسی لئے حاضر ہوا تھا کہ آپ کو میرے لئے تکلف نہ ہوٹھانی پڑے۔ اس کے جواب میں انہوں نے کہا کہ وہ تمہارا احسان تھا اور یہ تمہارا حق ہے۔ اللہ تعالیٰ کے قول **قُلْ قَدْ آمَرْتُ نَافِلَتِي** کے بارہ میں جریری رحمہ اللہ کا قول ہے ”یعنی اللہ سے سننے والے اللہ کے قائل ہو کر رہو“ اس کا قول ہے کہ اگر میں ایسے شخص کو دیکھوں جو مجھے اللہ تعالیٰ کے لئے چھوڑ بیٹھے تو میں اوس کے لئے اپنی آنکھیں بچا دوں۔ اور جو شخص جنت کے درجات کے ارادہ سے قرآن پڑھتا ہے وہ زیادہ کے بدلے تھوڑے پر راضی ہوتا ہے کیونکہ جنت مخلوق ہے اور قرآن غیر مخلوق اور قرآن کے پڑھنے کا سب سے بڑا فائدہ تو پروردگار کا پانا اور اوس کے خطاب کا سمجھنا ہے ہر جو شخص اوس کے پڑھنے سے دیا کا کوئی سامان طلب کرتا ہے وہ کس قدر دون ہمت ہے اور جو ایسا کرتا ہے وہ اون ساری بہلائیوں کو کہتا ہے جو قرآن سے حاصل ہوتی ہیں۔ ان کا بیان ہے کہ میں مدینہ طیبہ میں تھا کہ ایک جمعہ کی سب کو جیادہ روشن ہوا۔ تو میں نے اوس میں سیاہی دیکھی جس کے بیچ میں نور سے لکھا ہوا تھا ”اَنَا وَخُدَّي“ میں لکھا ہوں۔ یہ دیکھ کر میں صبح تک میہوش رہا۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کے

متعلق بِلَا یُتَبٰی مِتْ قُلْ هٰذَا کُلُّوْکُمْ مِمَّا کُنتُمْ تَعْبُدُوْنَ۔ ان کا قول ہے کہ مَرِّم نے یہ اس سبب سے کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے اُن کو اس سے مطلع کر دیا تھا کہ اللہ کو چوڑا کر عتق فرمائی علیہ السلام پوچھ جائیں گے اس سے اُن کو رنج ہوا اور کہنے لگیں کہ کاتس میں اس سے پہلے ہی مرجاتی اور ایسے تھک کو حل میں نہ رہتی جو اللہ تعالیٰ کو چوڑا کر پوچھا جائے گا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو گویا عطا فرمائی اور وہ بولے کہ میں تو اللہ ہی کا بندہ ہوں پھر اگر لوگ حمل و کفر سے میرے خدا ہوئے گا دعویٰ کریں تو اس سے میرا کیا ضرر ہے۔

### (۱۸) ابو العباس احمد بن محمد بن سہل بن عطاء آدمی رضی اللہ عنہ

ایک طبع برگان صوفیہ اور ان کے علمائے میں سے تھے قرآن کی سمجھنے کے متعلق انہوں نے خاص قوت بیان و ملاقاة لسان پائی تھی۔ جو انہیں کے ساتھ مخصوص تھی۔ انہوں نے ضنیہ و ابراہیم مازستانی اور اون کے اوپر کے بزرگوں کی صحبتیں پائی تھیں۔ اور انہوں نے سعید حرار رضی اللہ عنہ کی شان کی بیاں تک عظمت کرتے تھے کہ اون کا قول ہے کہ تصوف پیدا ہوا اور میں سے اہل صرف جنیدہ اور ابن عطار کو دیکھا۔ ۹۳۵ یا ۱۰۳۵ تین سو نو یا تین سو گیارہ ہجری میں انہوں نے عطار الہی کو اللہ کے سیر کیا۔ اہل سے مروت کے بارہ میں پوچھا گیا تو انہوں نے کہا کہ اللہ کے لئے عمل کرے اور سکون زیادہ نہ سمجھے۔ اِن کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو شاہدہ کے لئے پیدا کیا ہے کیونکہ اوس کا قول ہے اَوَلَمْ یَخْلُقْ لَّکُم مِّنْ دُوْنِہٖ شَہِیْدًا اور اولیاءِ رمی اللہ عنہم کو محاورت کے لئے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا

۱۔ کاش میں اس سے پہلے چل جاتی اور مولیٰ سری ہو جاتی دیکھو سورہ بکرہ آیت ۲۳ (۱۶-۱۷) کہ (۵۶) ترجمہ

۲۔ یا کاش لگا کر سنا ہے اور وہ حاضر ہے (دیکھو سورہ فرقہ) آیت ۳۷۔ ترجمہ۔

قول ہے جس حاکم اور صلی کو ملا امت کے لئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وَ  
 اَنْتُمْ سَمِعْتُمْ كَلِمَةَ النَّبِيِّ اَوْ رُوْهُ كَلِمَةً لَا اِلَهَ اِلَّا اللّٰهُ ہے اور عوام کو مجاہدہ کے لئے اس لئے کہ  
 اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے وَالَّذِيْنَ حَآهَدُوْا فَاُفِيْا لَهُمْ نِيْهُهُمْ مِّنْ اَنْ يَّوْثِقُوْا لِحَبْلِ الْاَلَةِ اور ان کا قول ہے  
 کہ جو صالحین کے آداب پر مودب ہو وہ بساطِ کرامت کے لائق ہو اور جو ولیوں کے  
 آداب پر مودب ہو وہ بساطِ قربت کا سزاوار ہو اور جو صدیقوں کے آداب پر مودب ہو  
 وہ بساطِ مشاہدہ کا اہل ہو اور جو انبیاء علیہم السلام کے آداب پر مودب ہو اوس میں بساط  
 انس و انبساط کی صلاحیت آئی۔ اور جب آدم علیہ السلام نے نافرمانی کی توحشت کی ہر چیز  
 نے ان پر گریہ کیا مگر سونے اور چاندی نے گریہ نہ کیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ نے وحی کے ذریعہ  
 سے ان سے پوچھا کہ تم آدم پر کیوں نہیں روتے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اوس پر نہیں روتے  
 جو تیری نافرمانی کرے۔ پس اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ مجھے قسم ہے اپنی عزت و جلال  
 کی کہ ہر چیز کی قیمت تمہارے ہی ذریعہ سے کروں گا اور میں بنی آدم کو تمہارا خادم بناؤں گا۔  
 اور طبیعتوں کو جس چیز سے الفت ہو اوس کی طرف سکون حقایق کے درجوں تک  
 یہ بچے کا مانع ہے۔ اور ایسے قلب کو ذکر کرے والوں کی ہمتی سے نزدیک کرو امید ہو  
 کہ وہ ایسی عفت سیدار ہو۔ اور دیکھو ایسا نہ کرو کہ ذکر کرنے والوں کے پاس حاضر ہو اور  
 تم ان کے ساتھ ذکر کرو ورنہ عذاب میں مبتلا ہو جاؤ گے۔

علاء اور او کو پیر گاہی کی بات یہ مائے کما (دیکھو سورہ فتح آیت ۲۶) یا ہر چہ پیش رکوع ۱۱۔ مترحم

ملا اور جس لگوں سے ہمارے کام میں کوشتیں کیں ہم کو مہر واپے رستہ دکھائیں گے (سورہ عسکرت

آیت ۱۷) یا ہر ۲۱ رکوع ۳۰۔ مترحم

اور اللہ تعالیٰ کے قول **وَأَتَّخِذُ الْوَقُوفَ** کے متعلق **إِنْ** کا قول ہے ”یعنی“ بساطِ رحمت کے نزدیک ہو جاؤ گے ہم کو بساطِ عبودیت سے آزاد کر دین گے“ واللہ اعلم میں کہتا ہوں کہ اس میں جو بحث ہے وہ محض همین ہے۔ اور ان کا مقولہ ہے کہ محبت ہمیشہ کے لئے عتاب کا قایم کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق **فَتَنَّاكَ عَلَيْهِمْ** **لِيَتُوبُوا**۔ یہ کہتے ہیں کہ حب تک پروردگار رحمت کے ساتھ مدہ پر مائل نہیں ہوتا نہ طاعت کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف مائل همین ہوتا اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق **هَلْ أَتَاكَ عَلَى تَرْكٍ مِّنَّا أَمْلٌ وَلَا مَنَاسِكٌ** یہ کہتے ہیں کہ آدم علیہ السلام نے عرص کیا کہ اس میرے پروردگار تو نے مجھے گنہگار کیا کیونکہ میں نے تو اس درجت میں سے صرف اس طمع سے کیا یا تھا کہ تیرے قرب میں ہمیشہ رہوں گا۔ اس پر حساب باری تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ اسے آدم تو نے درجت سے ہمیشگی چاہی اور مجھ سے چاہی حالانکہ ہمیشگی میرے قبضہ میں اور میری ملک ہے اس لئے تم نے شرک کیا مگر تم کو خبر نہیں بہر حال میں نکال دینے کے در بعد سے تمہاری تنبیہ کرتا ہوں تاکہ تم کیسے وقت مجھے نہ پہنچو۔ **إِنْ** کا قول ہے کہ اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اسے ابن آدم اگر میں تجھے دینا

اور محمد کرو اور قرب حاصل کرو سورہ معلق آیت ۱۹ (پاؤں ۳ رکوع ۲۱)۔ مترجم

پہر عدائے ان کی تو یہ قول کر لی تاکہ وہ تیرے دین (سورہ توبہ آیت ۱۱) یا رکوع ۳ مترجم

مکہ کو تو تم کو ہمیشگی کا درجت تادوں اور ایسی سلطنت جو چہائی۔ سورہ حد آیت ۱۲۵ (یا رکوع ۱۶)

(۱۶) مترجم

للعہ جسکو سدی لے جو ہمدوں کی راں سے اسطرح ادا کیا ہے۔ مثنوی۔ اگر دیارِ ماستہ در مددِ یکر  
و گر باشد بھرتس پاسے مددِ یکر اسے یں صاں باشوہ ترسیت ذکر بحرِ حاطرست ابرہست در سیت۔ مترجم

عطا کروں تو تو اوس میں ایسا پسند جاتا ہے کہ میری طرف سے تمہ پرہیز لیتا ہے اور اگر تجھے دنیا نہ دوں تو تو اوس کی طلب میں مصروف ہو جاتا ہے پر میرے لئے تجھے کب فرصت ہوگی۔ اور بتدی کے لئے یہ حکم ہے کہ حقائق سے راہ پائے اور علم سے چلے اور عمل میں صحت کو پیش کرے اور بٹھیرے اور نہ اوپر دھڑو دیکھے۔ اور اللہ تعالیٰ کے اس قول کے متعلق لَھٰذَا کَانَ کَلْمَہِ فِی رَسُوْلِہِ اللّٰہِ اَسْوَۃً حَسَنَۃً یہ کہتے ہیں کہ مطلب یہ ہے کہ نماہری باتوں یعنی اخلاقِ شرعیہ اور عباداتِ پسندیدہ میں ذکرِ باطنی باتوں اور اسرار و اشارات میں کیا تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اوس قول کو نہیں دیکھتے جو عروہ خندقی کے دن زبانِ مبارک سے نکلا تھا کہ اَلَا کُلُّ شَیْءٍ مَّا خَلَقَ اللّٰہُ نَاطِلٌ رَّسُوْلُوہِ کہ اللہ کے سوا سب چیزیں باطل ہیں، یہ اشارہ ہے ہستی کی طرف اور ہر ایسی چیز کی طرف جو ہستی کی سزاوار ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے سوا جتنی چیزیں ہیں وہ ہستی میں سے ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسرار کو اڑھائے، طاقیت کسی مخلوق میں نہیں ہے کیونکہ آپ نے رتبہ اور ذاتی برتاؤ میں ایسی امت کو، بینیکد یا تھا اور اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انس میں مالک سے فرمایا تھا کہ تم میرے ستر کو محفوظ رکھو تو وہ بوس ہو گا اور ان کا قول ہے کہ جس پر اوس کی خدمت دشوار ہوئی وہ اوس کے قریب تک نہ پہنچے گا اور جس نے دنیا میں اوس کے ذکر کی نعمت نہ پائی وہ آخرت میں اوسکی رویت کی نعمت نہ پائیگا۔ اور حدیث پر سبز گاری سے لٹی ہوئی ہے اس لئے حسی پر سبز گاری کم ہوگی اوس کی حدیث بھی کم ہوگی اور عارف اُس زمانہ سے جو اوس کا احدا

علا۔ تمہارے لئے دریدی کرتے تھے رسول اللہ کا ایک عمدہ نمونہ موجود تھا سورہ احزاب آیت ۲۱ (یادہ ۲۱)

کی معصیت میں گنہگار ہے اوس کا کئی گونہ فائدہ حاصل کرتا ہے جو غیر عارف اللہ تعالیٰ کی طاعت سے حاصل کرتا ہے کیونکہ اوس کے گناہ اوس کی آنکھوں کے سامنے رہتے ہیں کہیں ان کی یاد میں وہ سستی نہیں کرتا۔ اور ان کا قول ہے کہ جب سول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رحلت فرمائی تو ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نسیم نبوت کی قوت سے ایک ٹہنی کے ذریعہ سے لوگوں کی سیاست کی۔ اور جب ابو بکر رضی اللہ عنہ نے انتقال کیا تو عمر رضی اللہ عنہ لوگوں کی سیاست کے لئے آگے بڑھے اور اوہوں نے اللہ تعالیٰ کے حدود کو اپنے ورہ کے ذریعے سے قائم کیا۔ اور عثمان رضی اللہ عنہ وہ سے سیاست ذکر سکے تو انہوں نے تازیانہ نکالا اس لئے ان کا انتظام وسیار درست نہوا جیسا ان کے یاروں کا درست ہوا تھا۔ اور جب یہ شہید ہوئے تو علی رضی اللہ عنہ تلوار کے سوا اور کسی چیز سے خلق اللہ کا انتظام نہ کر سکے اور نہ تلوار ہی کو ٹٹیک سمجھے۔ اور انہیں سے دوسری روایت میں یہی مضمون اس طرح ہے کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نسیم رسالت سونگتے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ نسیم نبوت اور عثمان رضی اللہ عنہم اصطفیٰ اور علی رضی اللہ عنہ نسیم محبت اس لئے جو جس کرامت کے ساتھ مخصوص تھا اوس کے اشارات کا اظہار اوس کے مخصوص دروین تاجینا سچ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا ورثہ تھا اَللّٰہُ اَکْبَرُ اور عمر رضی اللہ عنہ کا اللّٰہُ اَکْبَرُ اور عثمان رضی اللہ عنہ کا سبحان اللّٰہ اور علی رضی اللہ عنہ کا الحمد للّٰہ پس ابو بکر رضی اللہ عنہ دونوں جہان میں اللہ کے سوا کسی چیز کو مشاہدہ نہیں کرتے تھے اسلئے (اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے) کہا کرتے تھے اور عمر رضی اللہ عنہ کو اللہ تعالیٰ کی عظمت کے سامنے اور حیرت میں چوٹی نظر آتی تھیں۔ اس لئے وہ اللہ سب سے بڑا ہی کہا کرتے تھے اور عثمان رضی اللہ عنہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو منفرد نہیں دیکھتے تھے۔

کیونکہ سب اُسی سے قائم ہیں اور نقصان سے مترا نہیں ہیں اور جو غیر سے قائم ہو وہ معلول ہے اسوجہ سے وہ (اللہ پاک ہے) کما کرتے تھے اور علی رضی اللہ عنہ دفع منع پسندیدہ و ناپسندیدہ میں خدا کی نعمت کو دیکھتے تھے اس سبب سے ساری خوبیاں اللہ ہی کی ہیں کما کرتے تھے۔ اور ان کا قول ہے کہ کسی کا رتبہ نہ نماز و روزہ کی کثرت سے بلند ہوا اور نہ غیرات و مجاہدات کی ریادتی سے بلکہ عمدہ اخلاق سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ قیامت تک ان تم میں سے اوسی شخص کو مجھ سے قریب ترجیح ملے گی جو سب سے زیادہ خوش خلق ہوگا۔ اور جو عین کو جنت کے مہرون میں سے سب سے زیادہ بندہ کا دنیا سے روگردان ہونا پسند ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک بندہ کے لئے کوئی وسیلہ اپنے نفس سے روگردان ہونے سے بڑھ کر نہیں ہے۔ اور خلق صرف اسی لئے فراق میں مبتلا کی گئی ہے کہ کسی کو اللہ تعالیٰ کے غیر کے ساتھ سکون نہ ہو اور اسلام و اوس کے شرائع منافقوں سے قائم ہیں اور ایمان اور ان کے شرائع اللہ عزوجل کے عارفوں سے۔ اور عارف کا سکوت تسبیح ہے اوس کا کلام تقدیس ہے اوس کی تینید ذکر ہے اور اوس کی بیداری نماز ہے کیونکہ اوس کی سانس مشاہدہ اور معائنہ پر باہر نکلتے ہیں۔ اور عارف کو کوئی تکلیف نہیں ہے یعنی کسل ماندگی کے زائل ہو جانے کے سبب سے پس جو اعمال کہ غیر عارف پرست ہی دشوار ہیں ان میں ہی عارف کو کچھ تکلف نہیں ہوتا بلکہ جیسا سانس کا اُٹھانا ہے ویسے ہی وہ بھی ہیں۔ ان سے طہارت کے معنی پوچھے گئے تو انہوں نے کہا کہ طہارت جانوں سے ہوتی ہے اور مائتوں سے پس منہ دھونے کے ذریعہ سے دنیا سے منہ پیر لے اور دونوں ہاتھ دھونے کے ذریعہ سے خلق کو داہنے اور بائیں ٹالہ سے اور مسح سر کے ذریعہ سے اپنے

نفس سے بری ہو جائے اور دونوں پاؤںوں دھو کر اپنے پروردگار کی مناجات کے لئے  
 کھڑا ہو جائے اور صبح نماز کے لئے تکبیر کہے تو اپنے آپ سے کلیۃً باہر نکل جائے تاکہ  
 اوس کے لئے ایسے رب سے مناجات (سرگوشی) کرنی درست ہو۔ ایک مرتبہ اس  
 سے یہ بھی گیا کہ جب انسان علم کی کوئی بات سنے اور وہ اوسکے دل کو نگہ جائے۔ لیکن  
 اوس کے نزدیک فی نفسہ اوسپر کوئی اعتراض ہو تو کیا وہ جھیکا ہو رہے یا اعتراض کرے  
 یہاں تک کہ اوس پر حق ظاہر ہو جائے تب وہ اوسپر عمل کرے۔ اس کے جواب  
 میں انہوں نے کہا کہ چپ نہ رہے بلکہ اعتراض کرے یہاں تک کہ حق ظاہر ہو جائے مین  
 کتا ہوں کہ اعتراض کے معنی یہ ہیں کہ ایسے میرے لئے کہ یہ میری سمجھ میں نہیں  
 آتا اور میرا مقصود یہ ہے کہ آپ مجھے سمجھا دیں نہ یہ کہ اوس کلام کو کلیۃً رد کر دے واللہ  
 تعالیٰ اعلم۔ اور ان کا قول ہے کہ یہ میرے گاروں کی پرہیزگاری چوٹی سے چوٹی اور ذرہ و  
 رائی کے برابر چیزوں اور دراز سے خطروں اور نگاہوں کے مواخذہ کے خوف سے  
 پیدا ہوتی ہے اور اگر یہ ہو تو ان کی پرہیزگاری درست ہو اور سخت ترین پرہیزگاری یہ  
 ہے کہ اپنے نفس سے رائی رائی اور تل تل کا حساب لیا کرے اور جو گناہ سے الگ  
 ہیں ہے اور نامرمانوں سے بلا حلا رہتا ہے سلا وہ کیونکر اپنے نفس کا تزکیہ کر سکتا ہے  
 اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے **وَلَا تَقْرَأُوا الْقُرْآنَ حَتَّىٰ تَغُفَّلَ عَنْكُمْ أَوْ تَكُونُوا مِنْ أَهْلِ الْغُرَفِ** اور ان کا قول ہے کہ  
 دلیوں کی مشایوں میں یہ تین باتیں ہیں۔ ایسے اوس راکر جو اوس کے اور اللہ تعالیٰ  
 کے درمیان ہے بچائے رہے۔ اور اپنے اور انسان کے درمیان کی باتوں میں اپنے

۵ تو درست، ایسی پاکیزگی۔ (حتایا) کرو یہ گاروں کو بھی خوب حانتا ہے (دیکھو یاہ ۲۷-۲۸ رکوع ۶)

سورہ فتح آیت ۳۷ مترجم



اعضا کو محفوظ رکھے۔ اور خلق سے بقدر تفاوت اون کی عقلوں کی ہدایات کرے  
 ان کا بیان ہے کہ ہمارا ایک یا دو منگل مین راستہ ہو لکر ایک چشمہ پہنچا اور اوس نے  
 وہاں ایک لڑکی دیکھی جیسے چودھویں رات کا چاند یہ اوس کے پاس کھڑا ہو گیا تو اس  
 لڑکی نے کہا کہ میرے پاس سے سرک جا۔ اس نے کہا کہ میں ہم تن تھمہ میں تنہا  
 ہوں اوس نے کہا کہ اس چشمہ میں ایک ایسی لڑکی ہے کہ میں اوس کی لوٹندی ٹٹنے  
 کے قابل ہی نہیں ہوں۔ اس پر اس نے پیچھے ہر کر دیکھا اور اوس لڑکی نے اسکو  
 آٹے ہاتھوں لیا اور کہا کہ سچ بولنا کیسی اچھی بات ہے اور جوٹ کیسی بری بات ہے  
 تو جو جوٹوں سمجھا تھا کہ تو ہم تن میری طرف مشغول ہے۔ حالانکہ تو نے غیر کی طرف مڑ کر  
 دیکھا۔ اس کے بعد جو اوس شخص نے نظر اٹھائی تو کسی کو نہ دیکھا۔ اور انکا قول ہے  
 کہ سارے قرآن میں دو ہی چیزیں ہیں عسودیت کے اوس کی مراعات اور بوسیت  
 کے حق کی تعظیم

(۱۸۶) ابو اسحق ابراہیم بن اسمعیل خواص رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ طریق تو کھل پر چلنے والے زرگون مین سے بہت بڑے شخص اور ایسے رمانہ کے  
 برنگاں لیکنا زمین سے تھے اور حبیبہ و نورمی رحمہما اللہ کے ہمسر تھے۔ ریاضتیں اور سیاحتوں  
 میں ان کا خاص پایہ ہے جس کا ذکر طوالت سے حالی نہیں<sup>۲۹۱</sup>۔ دوسرا کانوے  
 ہجری مین انہوں نے رکے کی جامع مسجد میں دستوں کی بیماری کے باعث و احی  
 اجل کو لبیک کہا۔ ان کی عادت تھی کہ جب کھڑے ہوتے تو دھوکہ کر کے دو رکعتیں ادا  
 کرتے تھے۔ چنانچہ ایک دلیابی مین گئے اور صبح پالی مین مر گئے۔ ان کا قول ہے کہ

کہ علم کا سب سے بڑا علم کی پیروی کرے اور اوس کو کام میں لائے اور سنتوں کا اقتداء  
 کرے گو اوس کا علم تھوڑا ہو۔ غیر کے سرمایہ سے تجارت کرتے والا مفلس ہے۔ مومن حبیقہ  
 اللہ تعالیٰ کے حکم کی عرت کرتا ہے۔ اوسی مقدار سے اللہ تعالیٰ اپنی عرت کا لباس اوسکو  
 پہناتا اور مومنوں کے دلون میں اوس کی عرت قائم کر دیتا ہے۔ فقیر کی تعریف یہ ہے  
 کہ اوس کے اوقات انبساط میں یکساں ہوں۔ اپنے فقر پر صابر ہو۔ اوسے فاقہ ظاہر ہو  
 اور نہ اوس سے حاجت کا اظہار ہو۔ اوس کا کثر اخلاق صبر و قناعت ہو۔ جو شمالی سے  
 گریز کرنے والا اور موٹے و کمرے پن سے مایوس ہو۔ پس خلقت کی حالت کے خلاف  
 رہے۔ نہ اوس کا کوئی معلوم وقت ہو اور نہ کوئی بھیجا یا ہو اسبب حب اوس کو دیکھ تو اپنے  
 فقر پر خوش اور اپنی بد حالی پر سہو ریاؤ۔ اوس کے روزمرہ کا حرج خود اوس پر بیماری اور عیون  
 پر ہلکا ہو۔ فقر کو عزیز رکھتا اور اوس کو عظمت کی نگاہ سے دیکھتا اور جان توڑ کر اوس کو محض رکھتا  
 اور اوسکو اس قدر چھپاتا ہو کہ اپنے ہمچسوں سے ہی پوشیدہ رکھتا ہو۔ اور اس بارہ میں اللہ تعالیٰ  
 کا احسان اوس کو اس قدر بڑا معلوم ہوتا ہو کہ دنیا سے خالی ہاتھ ہونے سے نہ ہر اللہ تعالیٰ  
 کا کوئی احسان اوس کو نہ نظر آتا ہو۔ چار چیزیں کیا ہیں۔ (۱) عالم باعمل (۲) عارف  
 جو اپنے فعل کی حقیقت کی نسبت گفتگو کرتا ہو۔ (۳) وہ مرد جو بلا سبب اللہ کے لئے  
 قیام کرتا ہو۔ (۴) مرد جس سے طمع چلی گئی ہو۔ ان کا بیان ہے کہ حنظل میں حصہ علیہ السلام  
 سے میری ملاقات ہوئی تو انہوں نے مجھے ہمراہ رہنے کی استدعا کی مگر مجھے اندیشہ ہوا کہ  
 مبادا ان پر اطمینان کرنے سے میرے توکل میں خرابی آجائے اس لئے میں اون سے  
 الگ ہو گیا۔ ان کا قول ہے کہ ایک کا دوسرے پر فخر کرنا اور بڑھنے کی خواہش رکھنا  
 آرام کا مانع ہے۔ اپنے آپ کو ایسا سمجھنا نفس کی قدر سے واقف ہو نہ کا سہرا ہے

تکبر صواب کی شناخت سے باز رکھتا ہے۔ اور بخل پر سرکاری سے روکتا ہے مالداروں سے الفت رکھنا فقیروں کی شان سے نہیں ہے اور زعفران والوں سے مالوف ہونا معرفت والوں کی صفت ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ناراضی کے اسباب میں سے ظاہراً تو دنیا کی مذمت کرنا اور چسکا اوس کو گلے لگانا ہے۔ آدمی کا اپنے پرانے کپڑے میں رہنا اوس سے بہتر ہے کہ غیر کے نئے کپڑے میں رہے ۵

ابن خرقہ خویش پرستن | ہر جامہ عبادت و عبادت

واقعی ہلاک ہونے والا وہ شخص ہے جو سفر کے آخر میں جبکہ منزل کے نزدیک گیا ہو ہٹک جائے۔ مرید پر واجب ہے کہ ایسے شخص سے ملے جو اسکے عیب اوس پر کہو لے اور افزائش کی حکمون کا پتہ بتائے اور اوس کی نظر اوس کی طرف اس کے حال کو ابھارے میں مدد دے۔ گو کون میں پتہ بیان ہونے اور کشتائش چاہے کی کمی نہیں ہے بلکہ کمی ہے تو عہد کو پورا کرنے کی ابوالحسن خراسانی جو ان کے یار تھے بیان کرتے ہیں کہ میں صوفیوں کے علوم کا سخت منکر اور ان سے سارے ملے والوں کا بڑا دشمن تھا۔ اوسی اثنا میں میں بعد آیا اور میں علم حدیث حاصل کرتا تھا کہ میں نے ابراہیم خواص کو دیکھا ان کے ارد گرد ایک جماعت تھی اور یہ اون کے سامنے گھنگو کر رہے تھے۔ چنانچہ میں نے ان کی گھنگوشتی اور ان کے قول کی سیاحتی میرے دل میں کہی گئی اور میں سمجھا کہ علم صحیح ہے خلق اللہ کو اوس کو کام میں لانا ضرور ہے بس اوسی مجلس سے میں ان کے پیچھے ہو گیا اور ان سے جدا ہوا اور جو کچھ کتاب میں میں جمع کی تھیں جو تقریباً دو گھنٹہ میں ان کو میں نے تقسیم کر دیا۔ اس پر بھی انہوں نے مت دلوں تک میری لطافت التفات نہ کیا نہ مجھ سے کوئی بات کی۔ مگر جب انہوں نے

اپنی طلب میں میرا حلوں دیکھا تو مجھے آپ سے اپ سے نزدیک کیا اور ترست بخشی۔  
 ابراہیم رضی اللہ عنہ جب کسی دعوت میں بلائے جاتے اور اوس میں حسک  
 روٹیان دیکھتے تو اپنا ہاتھ روک لیتے اور نہ کھاتے اور کہتے تھے کہ یہ ایسی روٹیان  
 ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کا حق نہیں رکھا گیا ہے۔ کیونکہ یہ رات کو میٹ میں رہ  
 نجا میں گی اور اوس میں دل بہ نکلیں گی اس آیت کریمہ کے متعلق **وَالْمُؤْمِنُ إِلَىٰ رَبِّهِمْ**  
**وَالْمُؤْمِنُ إِلَىٰ رَبِّهِمْ** **فَقُلْ إِنَّ يَتْلُوكُمُ اللَّعْنَةُ** **أَكَلَا** **يَهْ** **أَكَلَا** **يَهْ** **أَكَلَا** **يَهْ**  
 کہ تم اپنے آپ کو اپنے آپ سے لوطا کر اوس کی طرف لیجاؤ اور تسلیم یہ ہے کہ تم جاو  
 کہ تمہارا پروردگار تمہاری ذات سے زیادہ مہربان ہے اور عذاب جہنم کا عذاب  
 ہے اور ایں کا قول ہے کہ مرید کی تین نعمتیں ہیں۔ روپیہ کی محبت عورتوں کی  
 محبت اور سرداری کی محبت۔ پس روپیہ کی محبت کو پرہیزگاری کے استعمال سے  
 دفع کرے۔ اور عورتوں کی محبت کو شہوات اور سہری کی ترک سے مثلاً اور سرداری  
 کی محبت کو گنہگار میں ثابت قدم ہو کر دور کرے۔ اور انکا مقولہ ہے کہ سچے مرید کا اللہ  
 مطلوب ہوتا ہے اور صدیقین اوسکے ہمائی ہوئے ہیں۔ خلوت اوسکا گھر تہائی  
 اوس کا موس۔ دن اوسکا غم۔ رات اوس کی ہوشی اوسکا دل اوس کا رہنما۔ قرآن  
 اوسکا ہر دگر۔ گریہ اوس کا لباس۔ بہوک اوسکا سالن۔ عبادت اوس کی رونق و نعت  
 اوسکا سپہ سالار۔ حیات اوس کا سفر۔ رمانہ اوس کی منزلیں۔ پرہیزگاری اوس کا  
 راستہ۔ صبر اوسکا اور ہمتا۔ سکون اوسکا بچھونا۔ صدق اوس کی سرداری۔ اور فوت کا

**ع** اور یہ پروردگار کی طرف رجوع ہوا اور اوس کی سرداری کو اس سے پہلے کہ تمہارا آ مارل

ہو۔ سورہ رعد آیت ۵۴۔ (بارہ ۲۴ رکوع ۲)

حرف اوسکا ڈرہوتا ہے اور ایسا قول ہے کہ جب منہ کسی بُرائی کو اٹھانے کے لئے مستعد ہوتا ہے اور اوس میں رکاوٹیں پیدا ہو جاتی ہیں تو یہ صرف اسوجہ سے ہوتا ہے کہ اوس کے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان معاملہ بگڑا ہوا ہوتا ہے ورنہ اگر اُسکا عقیدہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ درست ہو اور اوس بُرائی کے اٹھانے میں وہ اللہ تعالیٰ سے احارت لیلے اور مدد چاہے تو کسی کوئی بھگاوٹ اوسکے سامنے نہ آئے۔ اور جس نے سرداری کا پیالہ میا وہ عبودیت کے احلاص سے ماہر نکل گیا۔ یہ کہتے تھے کہ حجاز کے رستہ میں ایک جنگل میں مجھے میاں لگی۔ تو کیا دیکھتا ہوں کہ ایک خوش رو آدمی سبزہ حاور پر سوار سامنے موجود ہے۔ اس نے مجھے پانی پلایا اور اپنے پیچھے مجھے سوار کر لیا۔ اور بعد اُچھٹے کہا کہ وہ دیکھو مدینہ طیبہ کا خلیفہ نظر آ رہا ہے۔ تم اترو اور صاحبِ مدینہ کو میری طرف سے کہنا کہ آپ کا بہائی خضر آپ کو سلام کرتا ہے۔ اس سے کسی نے پوچھا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ آدمی اشعارِ سکر و حد کرتا ہے۔ اور قرآن سننے کے وقت اوسکو وحد نہیں آتا۔ اہون نے کہا کہ قرآن کا سننا دل پر بجلی کا کوند جانا ہے جس کے غلبہ کی شدت سے کسی کو حرکت کا یارہ نہیں رہتا۔ اور اشعار کا سننا نفس کو ہوا دینی ہے اسلئے اوس میں حرکت پیدا ہوئی ہو ورنہ علم

(۱۸۷) ابو محمد عبد اللہ بن محمد خراز رضی اللہ تعالیٰ عنہ

رے کے بڑے برگون میں سے تھے مدت سال تک حرم کے مجاور رہے۔ اون پر ہمزہ گارون میں سے تھے جو حق پر قائم رہتے اور وجہِ حلال سے اسی ردی حاصل کرتے ہیں۔ ابو عمر اس کبیر کی صحبت میں رہے اور ابو حفص مثنیٰ پوری سے

اور انویزید کے اصحاب سے ملے تھے اور سب اس کی تعظیم و تکریم کرتے تھے اور انہو  
 حصص سے لوگ نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے کہا تاکہ رے میں ایک مالک کو  
 پیدا ہوا ہے اگر آپے طریقہ اور دوسرے رہا۔ تو مروان خدا میں سے ہو جائیگا۔ ۳۱  
 تین سو دس ہجری سے پہلے انہوں نے دبا کو حیرا دکی۔ اس کے کلمات میں  
 ہے کہ راہدوں کی عداہوک اور عارفوں کی عذا کر ہے۔

### (۱۸۸) ابو الحسن بنان بن محمد بن احمد بن سعید جمال رضی اللہ عنہ

اصل میں یہ واسطہ کے تھے لیکن مصر میں انہوں نے سکونت اختیار کی اور اسی  
 کو اپنا وطن منایا اور وہیں قضا کی اور قزاقہ میں پڑا کے قریب جامع محمود کے سامنے  
 ۳۱۶ تین سو سو لہ ہجری میں ہمیشہ کے لئے آرام کیا۔ حق پر قائم رہے والے اور  
 امر بالمعروف کر تھو الے ررگوں میں سے تھے۔ اس کے مقالات مشہور اور انکی کرامتیں  
 تمام مذکور ہیں۔ ابو القاسم جنبیہ وغیرہ ررگان وقت کی صحبتیں پائی تھیں اور نورانی کے  
 پیر تھے۔ ان کے جہد قول یہ ہیں کہ صوفیوں کے بزرگترین احوال یہ ہیں۔ ضما شد  
 حکم پر قیام۔ ترک حرامات۔ وونون جہان سے کنارہ کشی اور حق تعالیٰ کے ساتھ تعلق  
 میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آنحضرت نے ارشاد فرمایا  
 ”نباں“ میں نے عرض کیا ”لبیک یا رسول اللہ“ آنحضرت نے فرمایا کہ جو شخص نفس  
 کے لالچ سے کہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے قلب کی آئینہ کو اندھی کر دیتا ہے۔ یہ  
 سن کر میں بیدار ہوا اور عہد کیا کہ اب سے کبھی سیر ہو کر نہ کماؤں گا۔ اور اس رات کو میں  
 دو روٹیاں اور وال کا ایک بیا کر کھاتا ہوں ابو جعفر حداد فرماتا ہے اللہ عنہ سے مصر میں

طا اور مین لئے اولن سے درخواست کی کہ آپ سارے علم کا خلاصہ ایک کلمہ میں  
کہہ دیں جس سے میں فائدہ اٹھاؤں انہوں نے کہا کہ دیا سے ممانک ہو سکے  
تھوڑا لیا اور دنیا کی ذلت پر راضی رہنا چاہیے۔ میں نے کہا کہ بس میرے لئے  
یہ کافی ہے۔

### (۱۸۹) محمد و احمد پسران ابوالوررضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ دونوں بہت بڑے بزرگان عراق اور حنیفہ کے مہسرون جلیسون میں سے تھے  
اور سہری سقطی حارث محاسبی بشر حافی ابوالفتح خصال کی صحبتوں میں رہے تھے۔  
اور ریہ نگاری میں انکا طریق بشر حافی رضی اللہ عنہ کے طریق کے قریب قریب تمام محمدیہ  
کا کلام ہے کہ غفلت کے ارتفاع (اٹھ جانے) میں عبودیت کا ارتفاع (بلند  
ہے۔ میں کہتا ہوں کہ ارتفاع غفلت سے غفلت کا تزلزل ہو جاوے اور ارتفاع عبودیت  
سے عبودیت کا بلند ہو جاوے اور غفلتیں دو قسم کی ہیں ماریصی کی غفلت اور  
رحمت کی غفلت۔ رحمت کی غفلت عبادات پر غفلت کا پردہ چھوڑ دینے کا نام ہے  
کیونکہ اگر پردہ اٹھ جائے تو لوگ عبودیت سے منقطع ہو جائیں۔ اور ماریصی کی غفلت  
اللہ عزوجل کی طاعت سے غافل ہو جانا ہے۔ اور انکا قول ہے کہ ولی وہ ہے جو  
اللہ کے ولیوں کو دوست رکھے اور اوس کے دشمنوں کو دشمن سمجھے جس کا نفس  
دیبا سے محبت نہیں رکھتا اوس کو اہل زمین دوست رکھتے ہیں اور جس کا قلب  
دیبا سے محبت نہیں رکھتا اوس کو اہل آسمان دوست رکھتے ہیں۔ فقیر کا ادب یہ ہے۔  
کہ طاعت عیب گیر کی برکت اوس شخص کو پہنچائے جو دنیا میں مبتلا ہو اور اوس پر

رحمت و شفقت اور اوس کے لئے یہ دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ اوس کو دیا میں رحمت  
 اوٹھائے سے راحت دے میں کتنا ہوں کہ عیب گیری سے اوس کا مقصود خوش  
 لوگوں میں اوس کی مدد کرنا ہو کہ سچی نصیحت واللہ اعلم۔ لوگوں کی ہلاکی و حزنوں  
 میں ہے نوافل میں مشغول ہونا اور فراغ کو ضائع کرنا۔ اور اعضا سے عمل کرنا اور  
 قلب کا اوس پر موافقت نہ کرنا۔ اور لوگ جو وصول سے روک دیئے گئے ہیں تو اسی  
 لئے کہ حصول کو مٹائے بیٹھے ہیں۔ اور احمد صلی اللہ علیہ وسلم کا قول ہے کہ اولیاء کے لئے  
 زرگی کی بساط اسی لئے بچائی گئی ہے کہ اوس سے مانوس ہوں اور اوس کے ذریعہ  
 سے بہت مشاہدہ کا رعب اون سے دور ہو اور اعداد کے لئے سببیت کی بساط  
 صرف اس واسطے بچائی گئی ہے کہ اپنے افعال قبیحہ سے بترکین اور جس مستہدا علی  
 میں اکرام لینا چاہیں اوس کا مشاہدہ نہ کر سکیں۔ اور ولی میں جب تین چیزیں زیادہ  
 ہوتی ہیں تو اون کے ساتھ تین باتیں اور بھی بڑھ جاتی ہیں۔ جب اوس کا خلق بڑھتا  
 ہے تو اوس کی فروتنی زیادہ ہو جاتی ہے۔ جب اوس کے مال میں اضافہ ہوتا ہے  
 تو اوس کی سخاوت بڑھ جاتی ہے۔ اور جب اوس کی عمر زیادہ ہوتی ہے تو اوس کے  
 مجاہدہ میں ترقی ہو جاتی ہے۔

### (۱۹) ابو حمزہ محمد بن ابراہیم بغدادی بزرگ رحمۃ اللہ تعالیٰ

سری سقطی و حسن سوچی کی صحبتیں پائین اور سوچی کی طرف زیادہ تران کی نسبت  
 کی جاتی تھی۔ فقیر و قرآن کے عالم تھے اور مدینہ کی مسجد میں وعظ کھنے سے بیستہ بعد  
 کی مسجد رضافین وعظ کیا کرتے تھے۔ ایک دن مدینہ طیبہ کی مسجد میں اہوں نے





اوس کو استہلال کے ذریعہ سے حائضہ کسی رزم خطا ہوگا اور کسی رزم صواب اور اللہ تعالیٰ کی راہ کے لئے اور کوئی راہ مانہیں ہے سوا اس کے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے افعال احوال اقوال کی پیروی کی جائے۔ اور یہ کہا کرتے تھے کہ ایک گھوڑا کو حست میں کھائے پیے کے لئے دیکر چوڑا یا جائیگا۔ جیسا کہ اوم علیہ السلام کو بیت آیا تھا اور یہی وہ لوگ ہیں جن کو حق تعالیٰ کے فرشتے کہیں گے سَلُّوا وَاغْضُوا وَاِصْبَحُوا سَلَفًا ﴿۱۹۱﴾ اَلَا یَاۤءِیَ النَّاسُ لَیْلَۃٌ اِیَّامُ کَذِبَتِہِیْنَ جَوْنِہِیْ مَا تَاۤءِیَ اَوْسَ کَہْدَہِیْنَ کَمَا وِیْجُوْا اور (تمہارے) میگ لگے۔ پس یہ کھانے پینے میں مصروف اور اوس سے بے پروا رہیں گے اور اللہ تعالیٰ کے عارفوں کے نزدیک اس سے بڑھ کر کوئی کمر ہے اور نہ اس سے سخت کوئی حیرت۔ روایت ہے کہ یہ خوش تقریر تھے۔ پس ایک مرتبہ غیب سے ان کو آواز آئی کہ تم نے باتیں کیں اور خوب کیں اب تمہارے ذمہ یہ رہ گیا ہے کہ سکوت کرو اور اوس میں خوبی دکھاؤ۔ چنانچہ اُس کے بعد سے مرتے دم تک انہوں نے باتیں نہ کیں اور ان سے کسی نے پوچھا کہ کیا عاشق کو معشوق کے سوا کسی اور چیز کی ہی فرصت ملتی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں۔ کیونکہ عاشق دائمی ملا موقوف ہو جانے والی خوشی اور پیایے اُٹنے والے دردوں میں مبتلا رہتا ہے۔ اس کو صرف وہی جانتے ہیں جس کو چہرین آئے ہیں۔

جو کہ بے درد ہو وہ کیا جانے

جسے سیتی ہو وہی جانے

(۱۹۱) ابو بکر محمد بن موسیٰ واسطی رحمۃ اللہ تعالیٰ

اصل میں فرخارہ کے اور حنیڈہ و ثوری کے قدیم اصحاب اور قوم کے ررگ علما میں سے تھے۔ اصول تصوف میں ان جیسا کسی حکاکلام نہیں ہے۔ اصول دینی علوم ظاہریہ کے ماہر تھے۔ ملک حراسان اگر مرو میں انہوں نے سکونت اختیار کی اور تین سو تیس ہجری کے بعد وہیں وفات پائی۔ اور انکا کلام جو لوگوں کے پاس ہے اوس میں سے کچھ بھی عراق کا نہیں ہے کیونکہ یہ جوان ہی تھے کہ عراق سے چلے آئے تھے اور وہاں ررگان قوم اوسوقت زندہ تھے اور حراسان اگر مقام امیر و اور مرو میں انہوں نے تفریرین کین اور ان کی اکثر تفریریں مرو میں ہوئی تھیں۔ ان کا قول ہے کہ ہم کو ایسے زمانہ سے پالا یڑا جس میں اسلام کے آداب میں نہ جاہلیت کے اخلاق ہیں اور نہ مروت والوں کا حلم ہے۔ سب سے زیادہ محتاج وہ ہے جس سے حق تعالیٰ اپنے حق کی حقیقت پوشیدہ رکھے۔ خوف اللہ تعالیٰ اور اوس کے مذہ کے درمیان میں جس حاملین کو وہ تا امید یا امیدوار ہو محاسن ہے کیونکہ اگر اوس سے اندیشہ رکھتا ہے تو اوسکو بکل کھٹرف مسوس کرتا ہے اور اگر اوس سے امید رکھتا ہے تو اُسپر تھمت لگاتا ہے جو شخص بکر سے بیعیم ہو وہ فضل کو فضل کیونکر سمجھ سکتا ہے ذکر کرنا والا اپنے ذکر کی حالت میں اوس سے زیادہ غفلت میں ہے جو اوسکے ذکر کو ہوا ہوا ہے کیونکہ اسکا ذکر اوسکا غیر ہے تقویٰ یہ ہے کہ بندہ ایسی برہیز گاری سے برہیز کرے جیسی ایسی برہیز گاری کو کوئی چیز نہ سمجھے۔ حب باطن میں حق طامہ ہو گیا تو نہ خوف کا سچا کچا رہتا ہے اور نہ رحاکہ عطا کی لذت سے حذر کرے کیونکہ یہ اہل عصا کا پردہ ہے اور اگر حق کے ساتھ اپنے آپ کو مستاہدہ نہ کرے تو ہرگز لذت نہ پائے۔ صومیون کی صفت میں انکا قول ہے کہ اس قوم کی کچھ اشارتیں نہیں لعدہ وہ حرکتیں ہو گئیں پر صرف حسرتیں رہ گئیں۔ جس نے اللہ کو چھپاوا وہ

مقطع ہو گیا بلکہ گونگا ہو گیا اور تمام سے الگ کر لیا اور جس تک سندہ میں اللہ کے ذریعہ سے استغنا  
یا اوس کی طرف احتیاج ہے معرفت صحیح میں ہوتی ہے اور اسی لئے نبی صلی اللہ  
علیہ وسلم نے فرمایا ہے ”میں تیری شناخت کا احاطہ نہیں کر سکتا“ یہ اون لوگوں کی باتیں  
ہیں جس کا نشانہ بہت دور کا ہے۔ مگر جو لوگ اس حد سے نیچے ہیں انہوں نے معرفت  
میں تقریریں کی ہیں اور بہت کچھ کہا ہے۔

## (۱۹۲) ابو عبد اللہ شجرى رحمۃ اللہ تعالیٰ

ابو حصص حداد کے صحبت یافتہ اور خراسان کے بہت بڑے برگون میں سے تھے  
بارہا انہوں نے توکل پر جھل مٹے کئے۔ ان کے کلمات میں سے ہے کہ جس کا  
فعل پاک نہوا او سکا بدن پاک نہوا اور جس کا بدن پاک نہوا او سکا دل پاک نہوا اور جس کا  
دل پاک نہوا او س کی نیت پاک نہ ہوئی اور سب کاموں کی بنیاد نیت پر ہے۔  
اولیاء کی نشانیاں تین ہیں رفعت یرفوتہ۔ قدرت یرزہ۔ اور قوت یرانصاف است  
رأبندہ وہ بندہ ہے جو اپنے قلب و اعضاء سے اللہ کی نافرمانی کرے بعد اسکے  
بغیر اسکے کا و سکی طرف رجوع کرے صرف رماں سے معذرت کرے۔ میں کہتا ہوں  
کہ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرنے سے یہ مراد ہے کہ بندہ کا حجاب اپنی عاجزی سے  
اسطورہ پر اوٹھ جائے کہ وہ حاکم یا امین یعنی مخلوق تو بتقدیر الہی سے ہے اسکو اوس کے کرنے سے  
جیٹکارا امین ہے اور نہ اوس کے دفع کرنے کی اس میں قوت ہے جس پر یہ حدیث قرینہ  
ہے کہ ”جب بندہ گناہ کرے اور یہ جائے کہ اسکا کوئی پروردگار ہے جو گناہ معاف کرتا  
اور اوس پر مواخذہ کرتا ہے“ آخر حدیث تک واللہ اعلم۔ اور ان کا قول ہے کہ کسی کی

عیب گیری۔ کرو جس تک کہ شکوہ یقین نہ ہو جائے کہ تمہارے گناہ بخشہ گئے ہیں۔ اور اسکا یقین ہونا معلوم۔ مرید کے لئے سب سے زیادہ مفید میکہ کارون کی صحت اور افعال اقوال۔ احلاق و شمائل میں اون کی پیروی اور ولیوں کی قسروں کی زیارتیں اور یاروں اور رفیقوں کی خدمت کے لئے مکرستہ رہتا ہے۔ اور گدڑی پہننا بالکوں ہی کو سراوار ہے۔ پوچھا گیا کہ وہ کون ہیں تو انہوں نے کہا کہ جس کو کوئی حیر اللہ و رحیل کے ساتھ مشغول رہنے سے نرو کے۔

### (۱۹۳) محفوظ بن محمود نیشاپوری رضی اللہ تعالیٰ عنہ

ابو حفص نیشاپوری کے اصحاب اور نیشاپور کے قدیم مشائخ اور بہت بڑے بزرگوں میں سے تھے۔ اور مرتے دم تک ابو عثمان حیرتی کی صحت میں رہے۔ یہ سب بزرگ ترین مشائخ اور متقدمین کے طریقہ کے سحت یا بیند لوگوں میں سے تھے۔ حمدوں قصار سلام باروسی۔ علی نصیر آبادی وغیرہ بزرگوں کی صحبتیں ہی اٹھائے ہوئے تھے۔ انہوں نے ۳۰۳ یا ۳۰۴ تین سو تین یا تین سو چار ہجری میں نیشاپور میں وصال پائی۔ اور

ابو حفص کے پہلو میں دس ہوئے۔ ان کا قول ہے کہ توہ کرنے والا وہی ہے جو ایسی طاعتوں سے توبہ کرے۔ یہ حاکم غفلتین خلق اللہ کو اپنے نص کی ترار و میں، تول و درہ پاک ہو جائیگا تجھے تو چاہئے کہ لوگوں کو اس لئے تو لے کر تجھے اور وں کی فضیلت اور اپنا افلاس معلوم ہو۔ جس نے کسی مسلمان پر قتلہ کا گمان کیا وہ مفتون ہے جو شخص ایسے مرتد کی راہ دیکھا چاہے اس کو چاہیے کہ من اچھے کاموں میں نص ساتھ دے اولن کے ہی بارہ میں اس کو منہم کرے۔ پھر جن نیک کاموں

میں وہ مخالفت کرے اول کا کیا پوچھنا ہے اون میں تو وہ صاف قابل ملامت  
والرام ہے۔

## (۱۹۴) طاہر مقدسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ ملک شام کے بہت بڑے اور قدیم برگون میں سے ہیں۔ انہوں نے دو المون  
مصری کو دیکھا اور یحییٰ حلا کی صحت پائی اور عالم تھے۔ انہیں کا نام تلی صلی اللہ عنہ  
نے حلد الشام (داناے ملک شام) رکھا تھا۔ ان کا قول ہے کہ صوفی کا یہ  
نام اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہ حد کی روشنی میں حلق سے جیسے رہتے اور مصیلت  
کے حاصلتوں میں کھلے رہتے ہیں۔ صرف اوسی کی زندگی خوشگوار ہے جو انس  
کی بساط پر قدم رکھتا اور سیر قدس کے اوپر بیٹھتا ہے اور جسکو انس نے بذریعہ  
قدس کے اور قدس نے بذریعہ انس کے غائب کر دیا ہو بعد کہ وہ قدوس کے  
مطالعہ میں اون دونوں کے مشاہدہ سے غائب ہو گیا ہو۔ اور اوس کی طرف  
کے حائل متروک ہیں اور اوس کی طرف کے راستہ مسدود ہیں اس لئے عاقل  
وہی ہے جو وہیں کھڑا رہے جہاں عوام کھڑے ہیں۔ والسلام

## (۱۹۵) ابو عمرو دمشقی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

یہ ملک شام کے ایک برگ تھے۔ اور شام کے کل علمائے ان سے عقیدت رکھتے  
تھے خصوصاً علوم حقائق میں ابو عبد اللہ محمد بن حلا اور دو النون کی اصحاب کی  
صحبتوں میں رہے جو لوگ ارواح کی ہمیشگی کے قائل ہیں اون کی تردید میں

ان کی ایک کسب بھی ہے۔ سلسلہ تیس سو بیس ہجری میں ان کی روح سے  
 قالب عصری کو جو پڑوا۔ ان کے کلام میں سے ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ولیوں پر  
 کرامات کا یو ستیدہ و کسافر ص کیا ہے تاکہ حلسی اللہ فساد میں نہ پڑے اور  
 مسوں پر (علم الصلوٰۃ و السلام) ادا کا ظاہر کرنا واجب کیا ہے تاکہ حق کے  
 بیان و برہان ہوں۔ تصوف اس کام ہے کہ ہر ناقص سے آکھیں بیج لے تاکہ  
 اوس کا ستادہ کرے جو ہر نقص سے سرور ہے۔ حضرات کے مقام و طہات کے  
 مقام سے دور ہیں کیونکہ حضرات جھکتے اور ہر جھیب جاتے ہیں اور وطہات ظاہر  
 ہو کر محرم جاتے ہیں اور دعویٰ حضرات سے پیدا ہوتے ہیں اور اس کی وجہ یہ ہے  
 کہ دعویٰ کرنے والا گماں کرتا ہے کہ جو چیز جھکی دہ تا یم ہوئی اور جم گئی اور وطہات  
 دالے کو کسی حال میں کوئی دعویٰ نہیں ہوتا اور کاسات کو علی العموم اچھا سماعت  
 کے صحیح ہونے کی دلیل ہے۔ اور اوس کا خصوصیت کے ساتھ اچھا سماعت  
 مار کی طرف لیجاتا ہے۔ واللہ اعلم۔

(۱۹۶) ابو بکر محمد حامد ترمذی رضی اللہ عنہ

یہ خراسان کے بہت بڑے برگ نہایت ہی باکیزہ اخلاق اور عمدہ ترین سیاست  
 کے آدمی تھے۔ بلخ کے پراسنے بزرگون مثل احمد بن حصر و یہ اور جوان سے یحییٰ و جے کے  
 نے اداں سے لے تھے اور ان کے کچھ باران طریقت تھے جو انہیں کی طرف منسوب  
 ہے اے کلام میں سے ہے کہ جب باطن میں انوار جا گریں ہو جاتے ہیں اور اعضا و  
 بنکی کے ساتھ گونا گوتے ہیں۔ جاہلون کے دلوں میں اولیاء اللہ کی آفات کا انکار کرتے

ہوتا ہے کہ اون کے سینے اُن آیات کے مصادر کے لیے تنگ ہوتے اور ان کے علوم و حکمت و قدرت کے موارد سے آتے ہیں بہت بلند ہوتے ہیں۔ ولی ہمیشہ اپنے حال کو چھپاتا ہے اور کل کائنات اوس کی ولایت کو بیان کرتی ہے اور مدعی (دعویٰ کرنے والا) اپنی ولایت بیان کرتا ہے اور ساری کائنات اوس کا انکار کرتی ہے۔ اولیاء کی امانت کرنا اللہ کی معرفت کی کمی سے ہوتا ہے اور جو بندہ کسی مقام پر پہنچتا اور اوس مقام والوں کی حرمت نہیں کرتا وہ ضرور اوس کی برکت سے محروم رہتا ہے اور وہ مقام استدراج ہوتا ہے۔ عالم صغیر اوس کا نام ہے۔ جو اللہ تعالیٰ کی حدود کے پاس ٹھہر جائے اور کسی وقت بھی اوس سے تجاوز نہ کرے لیکن جب کہلی مسلمانوں میں سے کسی کو کوئی نظری سے دیکھا تو ضرور اپنے ایمان و معرفت میں کچھ نقصان پایا۔ لوگوں کو وصول سے صغیر انہیں باتوں نے روکا ہے۔ استدلال بے دلیل طریقت میں شہوت کی حد پر جولانی اور حرام و شہوات کا کھانا۔

اللہ تعالیٰ کے اوامر کی مخالفت اور ذکر کے قلب پر برابر جاری رہنے کی طبیعت کا ترک باطن کی کمی سے ہوتا ہے۔ اور تمہارا سرمایہ تو تمہارا دل اور قلب ہی ہے اور دل کو تم نے گمادوں کے ادھیڑ میں بھنسا رکھا ہے اور وقت کو تم نے ایسی چیزوں میں جن سے تم کو سروکار نہیں ہے لگا کر گمودیا ہے پھر جو اپنے سرمایہ کو کو بیٹھا ہے وہ کب فائدہ حاصل کر سکتا ہے۔ واللہ اعلم فقط

حصہ اول تاریخ ۱۹ ربیع الثانی ۱۳۲۱ھ تمام کو پہنچا۔  
۱۸ جولائی ۱۹۰۳ء عیسوی